Call No. Date

Acc. No.

J. & K. UNIVERSITY LIBRARY

This book should be returned on or before the last date stamped above. An over-due charge of *.06 P.* will be levied for each day, if the book is kept beyond that day.

Call No. .... *Date* ....

Acc. No. ....

J. & K. UNIVERSITY LIBRARY

This book should be returned on or before the last date stamped above. An over-due charge of *.06 P.* will be levied for each day, if the book is kept beyond that day.

Call No. ....   *Date* ....

Acc. No. ....

J. & K. UNIVERSITY LIBRARY

This book should be returned on or before the last date stamped above. An over-due charge of *.06 P*. will be levied for each day, if the book is kept beyond that day.

Prof. Jagan N...
A-25, Government Quarters,
Gandhi Nagar, Jammu
(J & K)-180004
Phone: 30907

دِل کی گِیتا

یعنی

شریمد بھگوت گیتا کا ترجمہ

اُردو نظم میں

از

خواجہ دل محمد صاحب ایم اے

فیلو پنجاب یونیورسٹی

و

ٹرسٹی لاہور امپرومنٹ ٹرسٹ

(ریٹائرڈ پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور)

پبلشر

خواجہ بک ڈپو موہن لال روڈ۔ لاہور

(محمد سعید ہاشمی خوشنویس)

ب

اِس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں

یہ کتاب

خواجہ گلزار محمد مالک خواجہ بکڈپو موہن لال روڈ۔ لاہور

نے

اتحاد پریس لاہور سے چھپوا کر شائع کی

پہلی بار — سنہ ۱۹۴۴ء — دو ہزار

قیمت دو روپے - مجلد دو روپے آٹھ آنے

Iqbal Library
Acc. No 502699
Dated 23.2.05

نوٹ:- اس کتاب کیلئے ایم کاغذ میسرز رام لال کپور اینڈ سنز پیپر مرچنٹس انارکلی لاہور نے کنٹرول ریٹ پر مہیا کیا جس کے لئے پبلشر اُن کا تہ دل سے شکر گزار ہے

فہرستِ مضامین

گیتا کا منظوم ترجمہ

کُل صفحات ۳۲۰

پیش نامہ

شریمد بھگوت گیتا محتاج تعارف نہیں۔ اس کے سینکڑوں ترجمے ہر زبان میں موجود ہیں۔ اردو میں بھی اس کے ترجمے کئے جا چکے ہیں میں نے بھی اپنا شوق پورا کرنے کے لئے اس کا ترجمہ اُردو نظم میں کیا ہے تاکہ اردو داں حضرات کو اس کے مطالعہ میں آسانی ہو۔

ترجمہ شلوک وار ہے۔ ہر شلوک کا نمبر اس کے سامنے درج ہے میرے بعض مقتدر کرمفرماؤں نے اس ترجمے کو اصل سنسکرت سے مقابلہ کر کے دیکھ لیا ہے۔

تقدس مآب سوامی منیشورانند جی نے ترجمہ

کے ایک ایک لفظ کو اصل شلوکوں سے مقابلہ
کر کے دیکھا اور میرے مکرم دوست
ڈاکٹر گوری شنکر ایم - اے - پی - ایچ - ڈی
پروفیسر آف سنسکرت گورنمنٹ کالج لاہور نے
بھی اس ترجمے کے مسودے کو اصل نظم سے مقابلہ
کر کے مجھے ممنون فرمایا - میں ان ہر دو حضرات کا
دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں -
میں نے کوشش کی ہے کہ جہاں تک ہو سکے ترجمہ
اصل کے مطابق ہو اور زبان آسان ہو - مشکل الفاظ
کا ترجمہ حاشیہ میں دے دیا گیا ہے اور اپنی سمجھ کے مطابق
اکثر جگہ نوٹ بھی درج کر دئے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو
مطالعہ میں آسانی رہے - یہ نوٹ میرے ذاتی خیالات
پر مبنی نہیں بلکہ گیتا کے مستند مترجموں اور مفسروں مثلاً
شری شنکر اچاریہ جی - تلک جی مہاراج - پروفیسر رنگاچاریہ
اور دیگر حضرات کی تشریحوں سے لئے گئے ہیں - اُمید ہے

ناظرین انہیں پسند فرمائیں گے

اگر کسی صاحب کو ترجمہ یا نوٹوں میں کوئی خامی نظر آئے تو راقم الحروف کو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح کردی جائے میں ایسے صاحبان کا ممنون ہوں گا۔

شروع میں تعارف کے طور پر گیتا اور اُس کی تعلیم پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے گیتا کی تعلیم کا نچوڑ شلوکوں کے حوالہ سے درج کردیا ہے۔ اُمید ہے اس مضمون کا مطالعہ ناظرین کے لئے دلچسپ اور کارآمد ثابت ہوگا۔

اس کتاب کی حُسنِ طباعت میرے مکرم دوست مولانا عبدالحکیم صاحب نشتر جالندھری اور خواجہ فیض محمد فیض لودیانوی کی رہینِ منت ہے جنہوں نے اس کی تصحیح اور تسوید میں میری امداد فرمائی۔ میں ان دونوں صاحبوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

مترجم

پیغامِ عمل

تجھے کام کرنا ہے او مردِ کار
نہیں اُس کے پھل پر تجھے اختیار
کئے جا عمل اور نہ ڈھونڈ اُس کا پھل
عمل کر عمل کر نہ ہو بے عمل

(دوسرا ادھیائے شلوک ۴۷)

گیتا

اَور

اُس کی تعلیم

عرفان کی پھول مالا

کہتے ہیں مہابھارت کی جنگ کو پانچ ہزار سال ہو چکے ہیں
اس خونریز جنگ کی وجہ سے کروکشیتر کا میدان سرتاسر لالہ زار
بن گیا تھا۔ اسی جنگ سے متاثر ہو کر مہارشی ویدویاس جی نے
ایک دلکش نظم لکھی جس کا نام "جے" (فتح) رکھا۔ اس نظم میں
انھوں نے جابجا معرفت کے بہت سے رنگین پھول گوندھ دیئے

تقریباً دو ہزار سال بعد کسی شاعر نے ایسے سات سو پھول لے کر اُن کی ایک مالا پرو دی جس کا نام **گیتا** ہے +

یہ مالا کروڑوں انسانوں کے ہاتھ میں پہنچ چکی ہے لیکن تا حال اس کی تازگی، اِس کی نفاست، اِس کی خوشبو میں کوئی فرق نہیں آیا۔ یہ پھول اس باغ سے چُنے گئے ہیں جس کا نام گلشنِ بقا ہے جسے آبِ حیات نے سینچا ہے اور جس پر حُسن کی اُس ملکہ کا راج ہے جس کا نام حقیقت ہے۔

اس پھول مالا میں عجب خوشبو ہے اور اس خوشبو میں عجب تاثیر اس مالا کو پہنو تو دل و دماغ پر لاہوتی تاثرات چھا جاتے ہیں ۔ کائنات کے ذرہ ذرہ میں آفتاب جھلکنے لگ جاتے ہیں ۔ ہر خار پھول بن جاتا ہے اور ہر پھول فردوسِ نگاہ عالم تمام تجلی گاہِ ربانی نظر آنے لگتا ہے جسم کا تودۂ خاکی نور کی مورت بن جاتا ہے ۔ دل پر ایک روحانی سکون چھا جاتا ہے ۔ جی چاہتا ہے کہ محبوب حقیقی سے راز و نیاز کی باتیں ہوں اور پوچھیں کہ یہ طلسم خانۂ عالم کیا ہے؟ اس کے بنانے کی غرض کیا ہے؟ زندگی کیا ہے؟ موت کیا ہے؟ اعمال

اور اُن کی سزا اور جزا کا قانون کیا ہے ؟ یہ سوال پیدا ہوتے ہیں تو اس پھُول مالا کی ہر پتّی کتاب عرفاں کا ورق بن جاتی ہے +

آؤ آج ہم بھی اس کتاب عرفاں کے چند اوراق کا مطالعہ کریں شاید حقیقت کے کچھ رموز ہم پر بھی روشن ہونے لگیں +

پرماتما (خُدا)

سب سے پہلا اور سب سے اہم سوال خدا کی ہستی کا ہے۔ کیا خدا ہے ؟

گیتا جواب دیتی ہے۔ "خدا ہے" بلکہ "خُدا ہی ہے"۔

دوسرے لفظوں میں گیتا وحدت وجودی کی قائل ہے۔

فطرت کہو نیچر کہو پرکرتی کہو مایا کہو غرضیکہ عالم میں جو کچھ نظر آرہا ہے خدا ہی کا ظہور ہے۔ سُورج کے جلال میں اُسی کی تابانی ہے۔ چاند کے جوبن میں اُسی کی دلفریبی۔ سرو و چنار میں اُسی کی رعنائی۔ پھُولوں میں اُسی کی نفاست۔ سمندر میں اُسی کی بے پایانی۔ آسمان میں اُسی کی بلندی اور زمین میں اُسی کا حلم

کارفرما ہے یعنی "جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے" کا عالم ہے۔
اُسی کو حق پہنچتا ہے کہ کہے

یہ سورج کی تابش مرا نور ہے ۱۲/۱۵ ل
جہاں جس کے جلووں سے معمور ہے
رہے چاند رخشاں مرے نور سے
تو آتش درخشاں مرے نور سے

جو ہر سمت پاتا ہے میرا ہی نور ۳۰/۶
مجھی میں جو ہر شے کا دیکھے ظہور
کبھی مجھ سے منہ موڑ سکتا نہیں
کبھی میں اُسے چھوڑ سکتا نہیں

جو کثرت میں وحدت کا دیکھے سماں ۳۱/۶
جو پوجے مجھے ہوں جو سب میں عیاں
وہ یوگی رہے گو کسی ڈھنگ میں
مجھی سے ہو واصل وہ ہر رنگ میں

ل ۱۲/۱۵ سے مراد ہے گیتا کے پندرھویں ادھیائے کا بارھواں شلوک اسی طرح اس مضمون میں ہر جگہ نیچے کے عدد سے ادھیائے کا نمبر مراد ہے اور اُوپر کے عدد سے شلوک کا نمبر۔

عالم کا ذرہ ذرہ اُسی سے وابستہ ہے اگر وہ نہ ہو تو یہ شیرازہ منتشر ہو جائے

۷ سُن ارجن کہ برتر مری شان ہے
بڑھے مجھ سے یہ کس کا امکان ہے
پرویا ہے سب کچھ مرے تار میں
یہ ہیرے ہیں جیسے کسی ہار میں

وہ آنکھ سے نہیں دیکھتا لیکن آنکھ اُس سے دیکھتی ہے۔ وہ کان سے نہیں سنتا لیکن کان اُس سے سنتے ہیں۔ وہ زبان سے نہیں بولتا لیکن زبان اُس سے بولتی ہے وہ سانس سے دم نہیں لیتا لیکن سانس اُس سے دم لیتا ہے۔ وہ دل سے خیال نہیں کرتا لیکن دل اُس سے خیال کرتا ہے وہ آنکھ کی آنکھ ہے کان کا کان ہے زبان کی زبان ہے جان کی جان ہے اور دل کا دل۔

۱۳/۱۴ اُسی کے ہیں سب دست و پا چار سو
اُسی کا ہے رُخ رونما چار سو
اُسی کی نظر کان سر ہر طرف

محیطِ جہاں سر بسر ہر طرف
بظاہر نہیں گرچہ اُس کے حواس ۱۴/۱۳
درخشاں صفاتِ حواس اُس کے پاس
وہ ہے بے تعلق مگر سب کا رب
گنُوں سے بری اور گنُ اُس میں سب

خُدائی فطرت

اب خدائی فطرت پر غور کرو۔ سانکھیہ فلاسفی کے مطابق دنیا کی ہر چیز دو مختلف خود مختار ابدی عناصر سے پیدا ہوئی ہے۔ (۱) بے جان پرکرتی (مادّہ) سے (۲) جاندار پُرش (رُوح) سے۔ لیکن گیتا وحدانیت کی قائل ہے اس کے مطابق مادہ اور روح دونوں ایک ہی پرمیشور کا ظہور ہیں۔ مادہ کو خدا کی اپراپرکرتی (ادنیٰ فطرت) سمجھو اور روح کو پراپرکرتی (اعلیٰ فطرت)۔ دُنیا کی ہر چیز انہی دونوں سے پرمیشور کی نگرانی میں پیدا ہوتی ہے۔ اپراپرکرتی (ادنےٰ فطرت) کے عناصر آٹھ ہیں۔

یہ مٹّی یہ پانی یہ آگ اور ہوا ۴/۷

یہ آکاس دُنیا پہ چھایا ہُوا
یہ دانش یہ دل یہ خیالِ خودی
ہے اِن آٹھ حِصّوں میں فطرت مری
۵/۷ یہ فطرت تو ادنےٰ ہے سُن او قوی
مگر میری فِطرت ہے اِک اور بھی
وہ فطرت ہے عالی بنے جو حیات
اِسی سے تو قائم ہے کُل کائنات

یہ اعلیٰ فطرت رُوحانی فطرت ہے۔ یہی منبعِ زندگی ہے
یہی جیو آتما کی شکل میں نباتات حیوانات سب میں پائی جاتی ہے

۲۰/۱۰ سُن ارجن میں ہُوں آتما بالیقیں
جو ہے جانداروں کے دل میں مکیں
میں ہر اہلِ جاں کے ہوں اندر نہاں
میں اوّل میں آخر میں ہُوں درمیاں

صرف پرکرتی اور پرش ہی خدا کا مظہر نہیں بلکہ ان کے
تمام صفات بھی خدا ہی کا مظہر ہیں +

۸/۷ میں پانی میں رس چاند سورج میں نور
میں ہوں اوم ویدوں میں جس کا ظہور
صدا مجھ کو آکاش میں کر خیال
میں مردوں میں مردی ہوں کُنتی کے لال

لیکن اس ادنیٰ فطرت (پرکرتی) اور اعلیٰ فطرت (پُرش) سے بلند تر خود پرمیشور کی ذاتِ پاک ہے۔ جو انسانی تخیل سے بالا، جستجو کی رسائی سے بلند، ظاہر سے مستور اور باطن سے بھی دُور ہے۔

۲۰/۸ پرے غیب سے بھی ہے اِک ذاتِ غیب
وہ ہستی فنا کا نہیں جس میں عیب
کسی کی نہ کچھ بات باقی رہے
فقط اِک وہی ذات باقی رہے

۱۷/۲ اُسی کو بقا ہے اُسی کو ثبات
جہاں پر ہے چھائی ہوئی جس کی ذات
بھلا کس کی طاقت ہے کس کی مجال
فنا کر سکے ہستیٔ لازوال

پھر ارشاد ہوتا ہے

۴/۹ خفی سے خفی ہے مری ہست و بُود
مگر ہے مجھی سے جہاں کی نمود
مجھی میں ہے مخلوق ساری مکیں
مگر میں مکیں خود کسی میں نہیں

لیکن ذاتِ خفی کا سمجھنا آسان کام نہیں۔

۵/۱۲ جو ذاتِ خفی میں لگاتے ہیں دل
اٹھاتے ہیں تکلیف وہ متصل
کہ ذاتِ خفی کا ہے مشکل شہود
خفی کو نہ سمجھیں گے اہلِ وجود

وہ ذاتِ بالا و برتر ہر ابتدا کی ابتدا اور ہر انتہا کی انتہا ہے، ست اور اسّت یعنی حق و باطل یا باقی و فانی دونوں سے بالا ہے ہی محض وہی اس قابل ہے کہ اس کو جانا جائے اسی کے علم کا نام امرت اور آبِ حیات ہے۔

۱۲/۱۲ سزاوارِ عرفاں ہے وہ پاک ذات

کہ ہے علم ہی اُس کا آبِ حیات
وہ بے ابتدا لم یزل کبریا
جو سَت سے جُدا اور رائست سی جدا

نگاہیں اُسی کے جلوے کی متلاشی ہیں۔ کان اُسی کے نغمے سُننے کے لئے بیتاب ہیں۔ لیکن جب تک مایا کا پردہ دُور نہ ہو وہ کیسے نظر آئے اُس کی میٹھی باتیں کیسے سُنی جائیں۔

۲۴/۷ ہیں چشمِ جہاں سے نہاں ہوں نہاں
مگر مجھ کو مورکھ سمجھ لیں عیاں
وہ مجھ کو نہیں جانتے بے مثال
مری ذات عالی ہے اور بے زوال

خدا ہر چیز پر محیط ہے کوئی چیز اُس سے باہر نہیں۔

۶/۹ ہَوا گو چلے زور سے سربسر
اِدھر سے اُدھر یا اُدھر سے اِدھر
وہ آکاش سے جائے باہر کہاں
سمجھ لو۔ یونہی میرے اندر جہاں

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر خدا ہر چیز میں موجود ہے تو کیا وہ قابلِ تقسیم ہے ؟ گیتا کا جواب ہے نہیں ، ہرگز نہیں ۔ اس کی تقسیم محال ہے ۔

۱۶/۱۳ محال اُس کی تقسیم اے ذی شعور
مگر اُس کا ہر شے میں حِصّہ ضرور
سزاوارِ عرفاں وہ پروردگار
فنا و بقا کا اُسی پر مدار

دنیا میں جو کچھ ہے اور ہوگا اس کی اصل اور بیج پرماتما ہی ہے

۳۹/۱۰ کروں خلقِ عالم کی ترویج میں
ہُوں ارجُن ہر اک چیز کا بیج میں
ہے ساکن کوئی یا کہ سیّار ہے
مگر مجھ سے باہر نہ زنہار ہے

لیکن جب درخت اُگتا ہے اُس کا بیج فنا ہو جاتا ہے
یہاں معاملہ برعکس ہے یہ بیج کبھی فنا نہیں ہوتا ۔

۱۰/۷ سُن ارجُن میں ہوں بیج ہر ہست کا

میں وہ بیج ہوں جو نہ ہوگا فنا
میں دانش ہوں اُن کی جو ہیں ہوشیار
میں تابش ہوں اُن کی جو ہیں تابدار
میں آقا میں والی سبھن میں گواہ ۱۸ـ۱۹
میں منزل میں مسکن میں جائے پناہ
میں آغاز و انجام و گنج و مقام
میں وہ بیج ہوں جو رہے گا مدام

وحدت اور کثرت

اگر ہر طرف وحدتِ وجودی کا ظہور ہے تو پھر یہ کثرت کیسی؟
اس کا جواب یہ ہے کہ اصل ہر شے کی ایک ہے صرف نام اور روپ یعنی صورتِ ظاہری کا فرق ہے۔ کمہار کے پاس وہی مٹی ہوتی ہے کہیں اس سے پیالہ بناتا ہے کہیں صراحی کہیں مٹکا کہیں رکابی کہیں ہنڈیا۔ غور کرو تو سب کی اصل وہی ایک مٹی ہے نام اور رُوپ کا فرق ہے۔ اسی کا نام مایا ہے۔ اسی کو فریب نظر، موہ، جہالت، اگیان جو چاہو کہو۔ ارجُن سے ارشاد ہوتا ہے۔

۶۱/۱۸ سُن ارجُن خدا ہے خُدا ہر کہیں
خدائی کے دل میں خدا ہے مکیں
وہ سب ہستیوں کو گھماتا رہے
وہ مایا کا چکر چلاتا رہے

پھر ارشاد ہوتا ہے۔

۶/۴ مری ذات ہے مالکِ کائنات
نہ اس کو ولادت نہ اس کو ممات
جو کام اپنی فطرت سے لیتا ہُوں میں
جنم خود کو مایا سے دیتا ہُوں میں
۳/۱۴ شکم ہے مری قدرتِ کاملہ
جو میں تخم ڈالوں تو ہو حاملہ
یہی ہے مہا برھم اصلِ حیات
اسی سے ہویدا ہو کل کائنات
۲۹/۱۳ جو سمجھے کہ دنیا کی سب ریل پیل
ہے مایا کا کرتب، ہے مایا کا کھیل

ہے خود آتما پُرسکوں بے عمل
نظر ہے اُسی کی نظر بے خلل

اب خدا کی ثنا میں چند اور شلوک ملاحظہ ہوں

۱۷/۱۵ ہے باقی و فانی سے بالا وہ حق
کہ قائم ہوئے جس سے تینوں طبق
وہ ہے لافنا سب پہ چھایا ہُوا
وہ پرمیشور ہے وہ پرماتما

۱۷/۱۳ وہی ذات نورُٗ علیٰ نور ہے
جو تاریکیوں سے بہت دُور ہے
وہ عِرفاں کا حاصل بھی مقصود بھی
وہ عِرفاں بھی ہر دل میں موجود بھی

۲۶/۱۳ جو ہے کچھ نظر تو اسی کی نظر
نظر میں رہے جس کی پرمیشور
ہے سب جان والوں میں جانی وہی
کہ فانی میں ہے غیر فانی وہی

کسی شے میں جُنبش کسی میں سکوں ۱۵/۱۶
وہ موجود سب میں دُرون و بروں
لطیف ایسا احساس معذور ہو
وہی ہے قریب اور وہی دُور ہے

گیتا کی ساری نظم ایسے ہی بلند خیالات سے بھری پڑی ہے۔ طالبانِ حق خود ملاحظہ کریں۔ ہاں اتنا یاد رہے کہ اگر فطرتِ یزدانی کی مندرجہ بالا سہ گونہ نوعیت کو مد نظر نہ رکھیں گے تو خیالات میں الجھن پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ کِسی شلوک میں ادنیٰ فطرت (اپرا پرکرتی) کی طرف اشارہ ہے تو کسی میں عالی فطرت (پرا پرکرتی) کی طرف اور کسی میں ہر دو سے بالا ذاتِ باری (پرمیشور) کا ذکر ہے جو صفات سے بالا (نِرگُن) ہے۔ اِسی لئے اس نازک مضمون کو سوچ کر پڑھنے کی ضرورت ہے اور پڑھنے سے زیادہ اس پر غور کرنے کی۔

آتما (رُوح)

پرماتما (خدا) کے صحیح تصوّر کے بعد خود انسان کا صحیح تصور ہونا بھی ضروری ہے۔ جس طرح پرماتما کی فطرت کو تین رنگوں میں دیکھ چکے ہو یعنی اپرا پرکرتی (ادنیٰ فطرت)، پرا پرکرتی (اعلیٰ فطرت) اور پرمیشور، اسی طرح انسان کی فطرت کا حال ہے۔

(۱) تن یعنی جسمِ خاکی یہ انسان کی ادنیٰ فطرت ہے

(۲) من یعنی حواس دل عقل وغیرہ یہ اس کی اعلیٰ فطرت ہے۔

(۳) آتما یعنی روح یہ وہ اصل چیز ہے جس کا نام انسان ہے

تن فانی، ہر لمحہ تغیر ہونے والا، بچپن میں کچھ، جوانی میں کچھ بڑھاپے میں کچھ، اسی کو سب کچھ سمجھنا نادانی ہے۔

من، گھڑی میں تولہ، گھڑی میں ماشہ، اس کا سنجوگ تن کے ساتھ ہے۔ جب تک تن موجود ہے من بھی موجود ہے جیسے وہ بدلتا ہے یہ بھی بدلتا ہے

آتما (رُوح) یہ قائم، دائم، باقی، بچپن میں بھی وہی جوانی

میں بھی وہی۔ بڑھاپے میں بھی وہی۔ بے تغیر۔ بسیط یہی اصل
چیز ہے۔ تن اور من دونوں اِس کے رُوپ ہیں۔ انسان نہ تن
کا نام ہے نہ من کا۔ یہ اسی آتما (رُوح) کا نام ہے اور یہ رُوح
لازوال ہے۔ اس لئے انسان بھی لازوال ہے ؎

شری کرشن ارجن سے فرماتے ہیں

۱۲/۲ ازل سے تھی موجود ہستی مری
ازل سے تھی موجود ہستی تری
یہ راجے سبھی اور یہ خلقت تمام
ہمیشہ سے ہیں اور رہیں گے مدام
۱۸/۲ بسنتے ہیں جس آتما نے وجود
وہ قائم ہے دائم ہے اور بے حدود
ہے فانی بدن آتما لازوال
پھر ارجن ہے کیوں جنگ میں قیل و قال

آتما (روح) پر حادثات کا کوئی اثر نہیں ہوتا

۲۳/۲ نہ کٹے گی نہ تلوار سے آتما

جلے گی کہاں نار سے آتما
نہ گیلی ہو پانی لگانے سے یہ
نہ سوکھے ہوائیں سکھانے سے یہ
نہ کٹ ہی سکے اور نہ جل ہی سکے ۲۴/۲
نہ سوکھے نہ پانی سے گل ہی سکے
قدیم اور اٹل بھی ہے دائم بھی ہے
محیطِ جہاں بھی ہے قائم بھی ہے
آتما (روح) کو موت نہیں آتی
جنم اس کو لینا نہ مرنا اسے ۲۰/۲
نہ آکر جہاں سے گزرنا اسے
ولادت فنا اور تغیر سے پاک
یہ مرتی نہیں گو بدن ہو ہلاک
کبھی خون کرتی نہیں آتما ۱۹/۲
کبھی خود بھی مرتی نہیں آتما
نہ قاتل ہے یہ اور نہ مقتول ہے

جو ایسا سمجھتا ہے مجہول ہے

۲۴/۲ جو ہے سب کے تن میں یکیں آتما

یہ دائم ہے فانی نہیں آتما

جو اس پر یقیں ہے تو بھارت کے لال

نہ کر اہلِ ہستی کا رنج و ملال

۲۵/۲ نہیں آتما کو تغیر زوال

جو اس اس کو پائیں نہ پہنچے خیال

سمجھے آتما کا جو یہ گیان ہے

تو پھر کس لئے غم سے ہلکان ہے

تناسخ

یہاں گیتا وہ نقطۂ نظر پیش کرتی ہے جو اسلامی اور اکثر دیگر مذاہب کے نقطۂ نظر سے مختلف ہے۔

۲۶/۲ بدلتا ہے انساں لباسِ کہن

نیا جامہ کرتا ہے پھر زیبِ تن

اسی طرح قالب بدلتی ہے روح
نئے بھیس میں پھر نکلتی ہے روح

یکیں تن کا جیسے کرے تن کی سیر ۱۳/۲
بڑھاپے جوانی لڑکپن کی سیر
نئے تن میں پھر ویسے ہوگا یکیں
اگر دل ہے مضبوط چنتا نہیں

آتما (روح) کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔

حواس آدمی کے ہیں اعلیٰ تمام ۴۲/۳
مگر ان سے اونچا ہے من کا مقام
ہے من سے بڑا مرتبہ عقل کا
مگر عقل سے بڑھ کے ہے آتما

آتما پرماتما ہی کا انس (جزو) ہے اس کا تعلق من اور حواس کے ساتھ کیا ہے یہ بھی ملاحظہ ہو

مری آتما ہی کا جزو قدیم ۶/۱۵
بنے روح ہو اہل جاں میں مقیم

جو مایا میں لپٹے ہیں من اور حواس
یہی روح کھینچے انہیں اپنے پاس
بدن میں جو ہوتا ہے مالک مکیں ۵/۱۵
رواں ہوا اسے چھوڑ کر پھر وہیں
وہ ساتھ اپنے لے جائے من اور حواس
صبا جیسے لے جائے پھولوں کی باس
مسافر جو آیا جو آ کر گیا ۱۰/۱۵
جو لطف اِن گنوں کے اُٹھا کر گیا
نہیں اس کو گمراہ پہچانتے
ہیں اہل بصیرت فقط جانتے
کوئی آتما سے تعجب میں آئے ۲۹/۲
کوئی بات حیرت سے اس کی سنائے
کوئی ذکر سُن سُن کے حیران ہے
مگر سُن سنا کر بھی انجان ہے

پرکرتی (مادّی دُنیا)

جیسا پہلے بیان ہو چکا ہے فطرتِ ایزدی کا سب سے ادنیٰ مظہر مادّی دنیا ہے اسی کو نیچر یا مایا کہتے ہیں۔ یہ تین عناصر سے مرکب ہے اور انہی کی ترکیب اور باہمی کشمکش پر عالم کی تمام نیرنگیوں کا دارومدار ہے ان عناصر کے نام یہ ہیں

(۱) ستوگن

(۲) رجوگن

(۳) تموگن

ستوگن کو صفاتِ عُلوی سمجھو ان کا رجوع بلندی اور ترقی کی طرف ہے۔ یہ صفات انسان کو نیکی اور خدا کی طرف لے جاتی ہیں

رجوگن کو صفاتِ جذباتی کہو اِن کا مقصد حرکت جدوجہد اور کشمکش ہے۔ یہ صفات انسان کو کاروباری اور کامیاب دنیادار بناتی ہیں۔

تموگن کو صفاتِ سفلی کہو یہ انسان کو گناہ اور پستی کی طرف لے جاتی ہیں۔ آتما جب تن کے پنجرے میں آتی ہے اور مایا کے پردے میں چھپ جاتی ہے تو یہی جیو آتما یا روح انسانی کہلاتی ہے۔ ان گنوں کا اثر جیو آتما کو پابند کرنا اور اس کی آزادی میں خلل ڈالنا ہے۔

۵/۱۴ نمودار مایا سے ہوں تین گُن
ستوگن رجوگن تموگن یہ سُن
جو ہے لافنا رُوح تن میں مکیں
یہ گُن قید کرتے ہیں اُس کو وہیں

۶/۱۴ ستوگن کی فطرت ہے پاکیزہ نور
نہ عیب اس کے اندر نہ کوئی قصور
کرے رُوح کو شوقِ راحت سے قید
کرے رُوح کو ذوقِ دانش کا صید

۷/۱۴ رجوگن کی فطرت ہے جذبات کی
ہے جینے کا شوق اس کو اور تشنگی

یہ ذوقِ عمل کا بناتی ہے جال
کرے رُوح کو قید کُنتی کے لال
۱۴/۸ تموگن جہالت کی اولاد ہے
کب اِس سے بیکس تن کا آزاد ہے
کرے قید دھوکے سے بھارت اِسے
کرے خواب و غفلت سے غارت اِسے

اِس لئے انسان کی زندگی کا مقصد جیو آتما کو گنوں کی قید سے رہائی دلانا ہے۔ تموگن کی وجہ سے روح جہالت اور موہ کے جنجال میں پھنسی ہو تو رجوگن کی طرف ترقی کرے۔ رجوگن کے غلبہ سے دنیوی کاروبار میں انہماک ہو تو ستوگن کی طرف بڑھے ستوگن کی وجہ سے مسرت اور ذوقِ دانش کا شوق ہو تو عرفانِ باری کی مدد لے کر اُس سے بھی پار نکل جائے اور واصلِ بحق ہونے کی کوشش کرے۔ کیونکہ آتما کا انتہائے کمال پرماتما سے وصال ہے۔ اسی کا نام موکش ہے اسی کا نجات۔

۱۴/۲۰ بدن کا ہے تینوں گنوں پر مدار

لیکن یہ اِن گر کرے اُن کو پار
وہ چکھتا ہے امرت وہ پاتا ہے سُکھ
نہ جینا نہ مرنا نہ پیری نہ دُکھ
نہ ذلّت کی پروا نہ عزّت کی بھُوک ۲۵/۱۴
کرے دوست دشمن سے یکساں سلوک
غرض تیاگ دے مجھ پہ سب کاروبار
سمجھ لو گنوں سے وہ ہوتا ہے پار
ستوگن سے عرفاں کا پیدا ہو نور ۱۷/۱۴
رجوگن سے حرص و ہوا کا ظہور
تموگن سے دھوکا بھی غفلت بھی ہو
طبیعت پہ غالب جہالت بھی ہو
ستوگن سے جائیں سوئے آسماں ۱۸/۱۴
رجوگن سے لٹکے رہیں درمیاں
تموگن کا گن ہے جو سب سے رذیل
یہ پستی میں ڈالے یہ کر دے ذلیل

نجات کے تین راستے

جب مادی دُنیا میں پھنسی ہوئی جیوآتما کا منتہائے نظر پرماتما سے جاملنا ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ اس منزلِ مقصود (یعنی نجات) تک پہنچنے کے لئے کون سے راستے اختیار کرنے چاہیئں۔ یہ راستے تین ہیں:۔

۱ کرم مارگ (راہِ عمل)

۲ بھگتی مارگ (راہِ عشق و محبت)

۳ گیان مارگ (راہِ عرفان)

(۱) کرم مارگ (راہِ عمل)

گیتا کا مسلک یہ ہے کہ ہر عمل کی جزا ملنا لازمی ہے۔ انسان جو بھی کام کرتا ہے اس کا اثر اس کے ذہنی اوصاف یا گنوں پر پڑتا ہے۔ مرنے پر یہ گنوں کا مجموعہ اس کی جیوآتما (روح) کے ہمراہ جاتا

ہے اور اُسی کے مطابق اُس کی رُوح کو بُری یا بھلی جُونی میں جانا پڑتا ہے۔ اس کی رُوح جس قدر ارتقائی منازل طے کر چکی ہوگی اسی قدر اعلیٰ جُونی اُس کو حاصل ہوگی۔ اس لئے نجات کے لئے اعمال صالح ضروری ہیں۔

بعض لوگ ترکِ عمل (سنیاس) کو راہِ نجات سمجھتے ہیں۔ اُن کا خیال ہے نہ کرم ہونگے نہ ان کی سزا جزا کی وجہ سے تناسخ کے چکر میں جانا پڑے گا۔ گیتا اس کو پسند نہیں کرتی۔

۴/۳ کہ انساں کبھی ترکِ اعمال سے
رہا ہو نہ کرموں کے جنجال سے
فقط ترکِ اعمال سے ہے محال
کہ حاصل کسی کو ہو اوجِ کمال

عمل اور حرکت قانونِ فطرت ہے مثلاً اگر دورانِ خون ہی بند ہو جائے تو انسان ایک پل زندہ نہیں رہ سکتا۔

۵/۳ جہاں میں نہ دیکھو گے تم ایک پل
کہ کوئی بھی فارغ ہے اور بے عمل

سبھی کام کرنے پہ مامور ہیں
گُنوں ہی سے فطرت کے مجبور ہیں
۳/۲۲ مجھے دیکھ دُنیا کا دینا ہے کچھ
نہ تینوں جہانوں سے لینا ہے کچھ
کمی کچھ نہیں گو مجھے زینہار
مگر پھر بھی رہتا ہوں مصروفِ کار
۴/۱۶ عمل کیا ہے ترکِ عمل کیا ہے چیز
بھٹکتے ہیں اس میں بھی اہلِ تمیز
عمل کا بتاتا ہوں رستہ تجھے
جو آزاد کر دے گا سنسار سے

جب عمل کے بغیر چارہ نہیں تو پھر انسان کیسے اعمال کرے کہ سزا و جزا سے بچا رہے؟ اس کا جواب گیتا نے یہ دیا ہے کہ وہ

نشکام کرم

کرے یعنی (۱) اپنے فرائض بجالائے (۲) جو کام کرے خدا کے لئے

کرے (۳) کسی کام سے اجر و انعام کی توقع نہ رکھے اور نہ اسے اجر و انعام کے لالچ سے کرے۔

سب سے پہلے انسان کو چاہیئے وہ فرائض ادا کرے جو اس کی اپنی ذات، اپنے اہل و عیال، اپنے سماج، اپنے وطن، بنی نوع انسان یا دیگر حیوانات سے متعلق ہیں کیونکہ فرض کی تعمیل عینِ عبادت ہے۔

۴۶/۱۸ وہی ذات جس سے خدائی ہوئی
جو سارے جہاں پر ہے چھائی ہوئی
اُسی کی پرستش ہے تعمیلِ فرض
ہے تکمیل انساں کی تعمیلِ فرض
۸/۳ جو ہے فرض تیرا کر اس پر عمل
کہ ترکِ عمل سے ہے بہتر عمل
عمل چھوڑ دینے ہوں تجھ کو تمام
تو مشکل ہے تیرے بدن کا قیام

۲- ہر کام خدا کے لئے کرو۔ ہر کام کو یگیہ (قربانی) سمجھ کر

کرو اور کسی کام سے پھل کی توقع نہ رکھو۔

۴۷/۲ تجھے کام کرنا ہے او مردِ کار

نہیں اُس کے پھل پر تجھے اختیار

کئے جا عمل اور نہ ڈھونڈ اس کا پھل

عمل کر عمل کر نہ ہو بے عمل

ACC. NO 502.699

صحیح لائحہ عمل یہ ہے کہ فاعلِ حقیقی خدا کو سمجھو تم اُسی کے ہاتھ ہو جو کام کر رہے ہو۔ تم اُسی کی آنکھ ہو جو دیکھ رہے ہو۔ تم اُسی کے کان ہو جو سُن رہے ہو۔ تم اُسی کے پاؤں ہو جو چل رہے ہو کام تمہارا نہیں کام خُدا کا ہے کام تم نہیں کر رہے خُدا کر رہا ہے فطرت کر رہی ہے۔ فطرت کے گُن کر رہے ہیں۔ تم اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کر دو جو کام وُہ تم سے کرا رہا ہے کئے جاؤ۔ تمہارے دل میں کام سے وابستگی نہ ہو۔ اگر تم کام کو اُس کے پھل کے لئے نہ کرو گے تو تمہارا عمل بھی عینِ ترکِ عمل ہو جائے گا۔ تم جزا اور سزا سے بری ہو جاؤ گے اور تم پر اس کرم کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

۱۸/۴ جسے ہے عمل عینِ ترکِ عمل

ہے ترکِ عمل جس کو درکِ عمل
وہ گیانی ہے یوگی ہے کامل ہے وہ
ہیں جتنے عمل اُن کا عامل ہے وہ

اگر تم خُود کو فاعل سمجھتے ہو تو تُم غلطی پر ہو۔ تمہارے دل میں خودی ہے تمہاری عقل جہالت میں پھنسی ہے۔

۲۷/۳ یہ دنیا کی رونق یہ کاموں کی دُھن
سبب اس کا اصلی ہیں فطرت کے گُن
مگر جس کے دل میں اہنکار ہے
سمجھتا ہے خود کو کہ مختار ہے

کام کرو لیکن خدا کا کام سمجھ کر، اپنی ذات کو بے تعلق کر کے جیسے کنول کا پتہ پانی میں رہ کر بھی خشک رہتا ہے۔

۱۰/۵ رہے بے تعلق کرے جب عمل
خدا ہی کی خاطر کرے سب عمل
خطا سے ہمیشہ رہے گا بری
کنول کے نہ پتّے پہ ٹھہرے تری

جو یوگی ہے سرشار چھوڑے گا پھل ۱۲/۵
سکونِ ابد لائیں اس کے عمل
جو یوگی نہیں وہ ہوس کا فقیر
رہے پھل کی خواہش میں ہردم اسیر
عمل جس قدر بھی ہیں یگ کے سوا ۹/۳
وہ دُنیا کو بندھن میں رکھیں سدا
کٹے جا تو سب کام یگ جان کر
لگاوٹ نہ رکھ اور نہ پھل پر نظر

ایثار اور قربانی فطرت کا قانون ہے۔ پتھر پس پس کر خاک ہو جاتے ہیں تا کہ نباتات کی خوراک بن سکیں نباتات حیوانات کی خوراک بنتے ہیں حیوانات حیوانات کی۔ اسی قانون کے تحت میں انسان کو انسان کے لیئے ایثار اور قربانی سے دریغ نہ کرنا چاہیئے۔ یہ ہے ترکِ عمل یہ ہے سنیاس۔

فقط میری خاطر تو ہر کام کر ۲۷/۹
ہوَن دان دے سب مرے نام پر

ترا کھانا پینا ہو میرے لئے
ترا تپ ہے جینا ہو میرے لئے
کٹیں گے یہ کرموں کے بندھن تمام ۲۸/۹
نہ ہوگا بُرے یا بھلے پھل سے کام
جو تو پاک دل ہو کے سنیاس پائے
تو آزاد ہو کر مرے پاس آئے

پس انسان کو دنیا میں نائب الہٰی ہو کر رہنا چاہئے۔ اس پر لازم ہے کہ جو کام کرے خدا کے لئے کرے خودی سے دور رہے۔ خود کو خدا کی طرف سے مامور سمجھے اور کوئی کام محض دنیوی فائدے کو مدِّ نظر رکھ کر اور ہوا و ہوس (لالچ) کی خاطر نہ کرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کے دل کو چین اور من کو شانتی حاصل ہوگی اور وہ وصال ذات باری حاصل کر سکے گا۔

یگیہ تپ اور دان

دل کی اس ستوگنی کیفیت کے ساتھ ہی یگیہ (نذر و نیاز) یکار آمد ہو سکتے ہیں ورنہ محض بے کار ہیں۔

۱۱/۱۲ وہی ہے ستوگن کا یگ بالضرور
نہ ہو پھل کی خواہش کا جس میں فتور
عمل شاستر کی رعایت سے ہو
عبادت عبادت کی نیت سے ہو

یگیہ کرنے والا وہی بہتر ہے جس کے خیال بلند ہیں۔

۲۴/۴ وہ کہتا ہے جو میں نے ارپن کیا
خدا نے دیا اور خدا نے لیا
خدا ہی کی آگ اور خدا ہی کا گھی
خدا سے جدا وہ نہ ہوگا کبھی

اسی طرح تپ (ریاضت) میں ریاکاری اور ظاہرداری مفید نہیں +

۱۸/۱۷ ریاضت دکھاوے کی گرجی کو بھائے
کہ لوگوں میں عزت ہو پوجا کرائے
ریاضت وہ چنچل ہے ناپائدار
کر اس کو رجوگن ریاضت شمار

سخاوت وہی اچھی ہے جو بے دلی سے نہ کی جائے جس سے بدلے کی توقع نہ ہو جو مستحق لوگوں کو دی جائے اور جن کو دان دیا جائے ان کو ذلیل نہ سمجھا جائے۔

۲۱/۱۷ ہو احساں سے بدلے کی خواہش اگر
سخاوت میں پھل پر لگی ہو نظر
اگر بے دلی سے کوئی دان دے
رجو گن سخاوت اسے جان لے

۲۲/۱۷ اگر نا مناسب ہے وقت اور مقام
اسے دان دیں جس کو دینا حرام
جو اس کی ذلّت کریں دل دکھائیں
تمو گن سخاوت اسی کو بتائیں

اس پاکیزہ اخلاق کی تعلیم کے لئے ۱۷ ویں اور ۱۸ ویں ادھیائے خاص طور پر ملاحظہ ہوں۔

(۲) بھگتی مارگ (راہِ عشق و محبت)

راہِ عشق و محبت میں پہلا قدم اپنے من پر قابو پانا یعنی ہوا و ہوس کو چھوڑ دینا ہے۔ محسوسات کی محبت اور ان سے لگاؤ دور کر کے تمامتر توجہ پرماتما کے دھیان میں لگا دینے سے بھگتی حاصل ہو سکتی ہے۔

ذرا سا بھی دے کوئی کچھوے کو چھیڑ ۵۸/۲
تو لیتا ہے فوراً سب اعضا سکیڑ
سکیڑے جو ہر شے سے اپنے حواس
وہ ہے قائم العقل اے حق شناس

فانی کی محبت کا نتیجہ جدائی ہے جو سُکھ اس سے حاصل ہوتا ہے اس کا نتیجہ دکھ ہے۔

تعلق سے پیدا جو ہوتا ہے سُکھ ۱۲/۵
اسی سے نمایاں ہو آخر میں دُکھ
جو سُکھ کا بھی آغاز و انجام ہے

تو دانا کہاں اس سے خوش کام ہے

لیکن محسوسات سے بے تعلقی کا یہ مطلب نہ ہو کہ لذاتِ دُنیوی
سے بظاہر الگ رہے لیکن دل میں ان کی تمنا رکھے۔

۵۹/۴ کرے نعمتیں ترک پرہیزگار
مگر شوقِ لذّت سے ہو بے قرار
اُسے ترکِ لذّت کی لذّت ملے
جسے دیدِ باری کی دولت ملے

جب انسان کی محبت کا مرکز ذاتِ باری تعالےٰ ہو جائے تو ماسوا
کی الفت دل سے دُور ہو جاتی ہے جہاں باقی سے عشق ہو وہاں فانی
کے لئے جگہ نہیں رہتی اسی کا نام تیاگ ہے اسی کا نام ترک دنیا

۳۴/۹ جما دھیان مجھ میں ہو مجھ پر فدا
تو کر یگ تو میرے لئے سر جُھکا
اگر یوگ میں دل لگائے گا تو
میں مقصود ہوں مجھ کو پائے گا تو

یہ مقامِ عبادت ہے۔ دلی خلوص اور سچی محبت سے انسان خدا تعالیٰ

پرستش کرے کیونکہ اصل عبادت یہی ہے۔

لگا مجھ میں دل بھگت ہو جا مرا ۶۵/۱۸
تو کر یگ میرے سامنے سر جھکا
مجھے تجھ سے مجھ سے تجھے پیار ہے
مرا وصل کا تجھ سے اقرار ہے

عبادت کیلئے سب راہیں کھلی ہیں جو طریق تم کو پسند ہے اسی طریق سے عبادت کرو یہاں تو خلوص کی ضرورت ہے رسوم کی نہیں۔ تمام مذاہب کی منزل ایک ہی ہے یعنی قربِ باری تعالیٰ اسلئے کسی ایک راہ کی قید نہیں

مرے پاس جس راہ سے لوگ آئیں ۱۱/۴
میں راضی ہوں ارجن مُراد اپنی پائیں
اُدھر سے چلیں یا اِدھر سے چلیں
مرے سب ہیں رستے جدھر سے چلیں

بُت پرستی

بے سمجھ آدمی صرف میرے مظاہر کی پوجا کرتے ہیں۔ کوئی دیوتاؤں کو پوجتے ہیں کوئی بھوتوں کو لیکن عارف لوگ خاص میری ذات بے نشاں

کی عبادت کرتے ہیں۔ جو جس کی پوجا کریگا اُسی تک پہنچے گا۔ جو میرا بھگت
ہوگا مجھ سے واصل ہوگا۔

ہوا و ہوس سے جو مجبور ہیں ۲۰/۷
ہوئے گیان سے اُن کے دل دُور ہیں
نکالیں طبیعت سے پوجا کی ریت
لگائیں نئے دیوتاؤں سے پریت
منائیں جو پِتروں کو پِتروں تک آئیں ۲۵/۹
جو بھوتوں کو پوجیں وہ بھوتوں کو پائیں
صنم کے پجاری صنم سے ملیں
ہمارے پرستار ہم سے ملیں

جو لوگ بہشت کی خاطر عبادت کرتے ہیں یا دیوتاؤں کو پوجتے ہیں وہ گویا تجارت کرتے ہیں۔ وہ بہشت میں ضرور پہنچیں گے لیکن اپنے اعمال کا اجر پاکر کچھ عرصے میں ان کا نیکی کا سرمایہ ختم ہو جائیگا اور وہ پھر دنیا میں واپس آئیں گے اور از سرِ نو ارتقائی منازل طے کریں گے۔

جنہیں تینوں ویدوں میں ہے دسترس ۲۰/۹

وہ جنت کے طالب پئیں سوم رس
پرستار میرے یہ معصوم لوگ
ملے ان کو جنّت میں دیوؤں کا بھوگ

۲۱/۹ فضاؤں میں جنت کی خوشیاں منائیں — مگر ہو کے خالی یہیں لوٹ آئیں
مراد اپنی ویدوں سے پاتے رہیں — وہ آتے رہیں اور وہ جاتے رہیں

بھگتی کیلئے ذات پات کی کوئی قید نہیں۔ یہ ضروری نہیں کہ صرف برہمن یا پنڈت یا کشتری ہی عبادت کر سکتے ہیں بلکہ ویش ہو شودر ہو عورت ہو خدا کی راہ سب پر کھُلی ہے۔

۳۰/۹ کوئی آدمی گرچہ بدکار ہے — مگر میرا دل سے پرستار ہے
اُسے بھی سمجھ لے کہ سادھو ہے وہ — ارادے میں نیکی کے یکسو ہے وُہ
۳۱/۹ وہ دھرماتما جلد ہو جائے گا — قرار و سکوں دائمی پائے گا
سمجھ دل سے یہ بات کنتی کے لال — مرا بھگت پائے نہ ہرگز زوال
۳۲/۹ بشر پاپ کے پیٹ سے ہو کوئی — وہ ہو شودر یا ویش یا استری
مجھے آسرا جب بنائے گا وہ — تو اعلیٰ منازل پہ جائے گا وہ

بھگت کون ہے اور بھگتی کیا ہے۔۔ اس کیلئے بارھواں ادھیائے

مطالعہ کرو۔ یہاں اُن میں سے چند شلوک درج کیے جاتے ہیں۔

۱۵/۱۲ جو دنیا کو آزار دیتا نہیں	جو دُنیا سے آزار لیتا نہیں
بری بغض و عیش و غم و خوف سے	وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے
۱۸/۱۲ برابر جسے دوست دشمن تمام	نہ سکھ دکھ نہ عزت نہ ذلت سے کام
ہو گرمی کہ سردی جسے ایک سی	لگن ہو کسی سے نہ جس کی لگی
۱۹/۱۲ برابر ہوں جس کے لئے مدح و ذم	وہ کم گو نہ جس کو غم بیش و کم
قوی دل کا آزاد گھر بار سے	وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

(۳) گیان مارگ (راہِ عرفان)

انسانوں کی فطرت مختلف ہوتی ہے بعض میں جوشِ عمل کا غلبہ ہوتا ہے۔ اُن کیلئے خدا تک پہنچنے کا بہترین رستہ کرم یوگ ہے وہ نشکام کرم کریں یعنی بے لوث اور بغیر لالچ کے ہر کام کو خدا کا کام سمجھ کر کریں یہی اُن کے لئے راہِ نجات ہے۔

بعض انسانوں میں فطرتاً عشق و محبت کا ولولہ ہوتا ہے۔ اُن کی طبیعت جذباتی ہوتی ہے۔ ان کے لئے بھگتی یوگ اور خالص

عبادت ہی راہِ نجات ہے۔

گیان سے مراد ہے معرفتِ الٰہی۔ ایسے لوگوں کے لیے یہی بہتر ہے کہ وہ حقیقتِ ذاتِ باری پر غور کریں۔ پرماتما اور آتما کے راز کو سمجھیں۔ دُنیا و مافیہا کی کثرت میں وحدت کی تلاش کریں یہی اُن کو معراجِ کمال تک پہنچانے کے لئے کافی ہوگا۔

۲۰/۱۰ نظر آئے جس گیان سے برملا ہر اک میں وہی ہستی لافنا
جو کثرت میں وحدت کی پہچان ہے تو عین ستوگن یہی گیان ہے

۳۰/۱۳ جسے آئے کثرت میں وحدت نظر کہ ہر رنگ میں ہے وہی جلوہ گر
جو وحدت سے کثرت کا سمجھے ظہور خدا سے ہو واصل وہی بالضرور

ایسے گیانی (عارف) پر تناسخ کا کوئی اثر نہیں۔

۲۳/۱۳ اگر آتما کو کوئی جان لے گنوں اور مایا کو پہچان لے
رہے جیسے چاہے وہ جس حال میں نہ آئے تناسخ کے جنجال میں

مساوات

گیانی کو جب عرفانِ باری حاصل ہو جاتا ہے تو اس کے لیے ہر طرف ایک ہی پرماتما کا ظہور نظر آتا ہے۔ اسی لیے وہ سب جاندار و

کی مساوات کا قائل ہوتا ہے۔ برہمن اور چنڈال کو ایک جیسا سمجھتا ہے سب کے دُکھ سُکھ میں شریک ہوتا ہے اس کا دل ہمدردی کا سرچشمہ اور رحمت کا منبع ہو جاتا ہے۔

۱۸/۵ جو گیانی ہے یکساں نظر اُس کو آئے ۔ وہ ہاتھی ہو کتّا ہو یا کوئی گائے
برہمن ہو کوئی علیم و حلیم ۔ کہ چنڈال ناپاک مرد لئیم
۹/۶ وہ یوگی ہے افضل جسے ہوں سب ایک ۔ سگے دوست بے لاگ احباب نیک
ہوں ثالث کہ دشمن دل آزار ہوں ۔ وہ دھرماتما ہوں کہ بدکار ہوں
۳۲/۶ سُکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی سُکھ ۔ دُکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی دُکھ
جو سب کو کرے اپنے جیسا خیال ۔ سُن ارجن کہ یوگی ہے وُہ باکمال

گیانی (عارف)

جس کو گیان حاصل ہو جائے اُس کی دنیا ہی نرالی ہو جاتی ہے وہ دن رات خدا کے خیال میں مست رہتا ہے۔ اس کے دل میں سکون ہوتا ہے سُکھ دُکھ کا اُس پر اثر نہیں ہوتا۔

۶۹/۲ جسے رات کہتی ہے دُنیا تمام ۔ نگاہوں میں عارف کی دن ہے مدام

جو دن اہلِ عالم کے نزدیک ہے ۔ وہ عارف کی شب ہی کہ تاریک ہے

۲۰/۵ وہ عارف خدا میں رہے استوار ۔ نہ الجھن جسے ہو نہ دل بے قرار

مسرت جو پائے تو شاداں نہ ہو ۔ مضرت جو پہنچے پریشاں نہ ہو

۷۰/۲ سمندر میں غائب ہوں دریا ہزار ۔ رہے گا وہ لبریز اور باوقار

سب ارماں ہوں گم جسکے سینے میں بس ۔ وہی پائیں راحت نہ اہلِ ہوس

عارف کو دل کی یکسوئی حاصل ہوتی ہے۔

۴۱/۲ جو عقلِ ارادی رہے مستقل ۔ تو یکسو ہو اور پختہ انساں کا دل

ارادہ ہو جس کا نہ سلجھا ہوا ۔ رہے گا خیالوں میں الجھا ہوا

۲۳/۶ جہاں غم ہے باقی نہ کچھ سوگ ہے ۔ یہی یوگ ہے ہاں یہی یوگ ہے

اسی یوگ میں دل لگاتے چلو ۔ عقیدت سے اس کو کماتے چلو

۴۸/۲ رکھ ارجن تو دل یوگ میں استوار ۔ تو کر بے لگاوٹ عمل اختیار

نہ جیتے کی شادی نہ ہارے کا سوگ ۔ کہ دل کے توازن کا ہے نام یوگ،

۲۶/۶ من انساں کا چنچل ہے اور بیقرار ۔ رہے دوڑتا بھاگتا بار بار

وہ بھاگے تو باگ اسکی جھٹ موڑ دے ۔ حراست میں پھر روح کی چھوڑ دے

عارف میں کیا اوصاف ہونے چاہئیں دیکھو نمبر ھوا ادھیائے

شلوک ۲۴تا ۱۱+

گیان و عرفان، حاصل کرنے سے انسان کے اعمال نرالے رنگ کے ہو جاتے ہیں وُہ سرتاپا چشمۂ رحمت بن جاتا ہے اور اُس کے ذریعہ سے خدائی فیضان تمام مخلوق کو پہنچنے لگتا ہے۔ اعمال کی سزا و جزا کا اس پر اثر نہیں ہوتا۔ دوسرے لفظوں میں اس کے تمام اعمال جل جاتے ہیں

۳۷/۴ سُن ارجن جو انبار خاشاک ہے لگے آگ اس میں تو سب خاک ہے
یونہی گیان اگنی سے جاتے ہیں جل بُرے ہوں عمل یا بھلے ہوں عمل

اس کی وجہ یہ ہے :۔

۳۵/۴ جو ارجن ملے گیان الجھن ہو دور تو ہو اس حقیقت کا تجھ پر ظہور
کہ سارا جہاں ہے تری ذات میں تری ذات یعنی مری ذات میں

عارف کو کیا اجر ملتا ہے یہ بھی ملاحظہ ہو :۔

۷۱/۲ جو انساں کرے خواہشیں دل سے دور ہوس کا نہ ہو جس کے دل میں فتور
نہ اس میں خودی ہو نہ ہو میر تیر سکوں اس کو حاصل ہے دل اس کا سیر
۷۲/۲ یہی ہے مقامِ وصالِ خدا جہاں آ کے ہوں سب توہم فنا
دمِ واپسیں بھی جو یہ گیان ہو تو حاصل اُسے برہم نروان ہو

مہا آتما مجھ سے پا کر وصال ۱۵/۸
رہیں پُرسکوں لے کے اوجِ کمال
حلول و تناسخ نہ دورِ حیات
فنا و مصیبت سے پائیں نجات

جو یوگی رہے یوگ ہیں استوار ۲۸/۶
گناہوں سے دامن نہ ہو داغدار
اُسی کو ملے نعمتِ بیکراں
کہ پائے وصالِ خدائے جہاں

فوق البشر انسان (SUPER MAN)

آخر میں ہم چند شلوک ایسے درج کرتے ہیں جن سے معلوم ہوگا کہ گیتا کس قسم کے فوق البشر انسان پیدا کرنا چاہتی ہے ۔

جو سُکھ سے سُکھی ہو نہ دُکھ سے دُکھی ۵۶/۲
نہ خوف اُس کو آئے نہ غصّہ کبھی
نہ جذبوں کے جنجال میں آئے وہ

منی قائم العقل کہلائے وہ
بُرائی جو پہنچے تو نالاں نہ ہو ۵۷/۲
بھلائی جو پائے تو شاداں نہ ہو
کِسی سے تعلق نہ اُس کو لگاؤ
یہی قائم العقل کا ہے سبھاؤ
مساوات میں دل لگائے ہوئے ۱۹/۵
جنم پر وہ قابو ہے پائے ہوئے
ہے بے عیب و یکساں جو ذاتِ خدا
رہے ذات میں اس کی قائم سدا
نہ اشیائے ظاہر سے اُس کو لگن ۲۱/۵
ہے آنند سے آتما میں مگن
جو برہم یوگ میں قلب سرشار ہے
دوامی مسرّت کا حقدار ہے
نہ غصّہ ہے جس میں نہ رنگِ ہوس ۲۶/۵
خیال و طبیعت پہ ہے جس کا بس

ملا آتما کا جنہیں گیان ہے
انہیں ہر طرف برہم نروان ہے

اُوپر کی سطوُر میں ناچیز مترجم نے گیتا کے مطالعہ کے لئے فلسفہ کی الجھنوں اور علمی مباحث سے قطع نظر کر کے سیدھے سادے الفاظ میں گیتا کی تعلیمات کا اظہار کر دیا ہے۔ بوجہ قلت گنجائش بہت سے نکات درج ہونے سے رہ گئے ہیں غور سے مطالعہ کرنے والے کے لئے اس مختصر سی کتاب میں سیکڑوں ہزاروں اسرار موجود ہیں جن کے سمجھنے کے لئے استعداد توجہ اور محنت کی ضرورت ہے۔

ناظرین بغور مطالعہ کریں اور اپنی بساط کے مطابق عرفان حاصل کریں کیونکہ حصول عرفان ہی مقصد زندگی ہے؛

۱۱ر جون ۱۹۴۴ء — دل محمد

شریمد بھگوت گیتا

(اُردو نظم میں)

پہلا ادھیائے

دھرت راشٹر نے کہا

۱۔ کُرو کھیت کی دھرم بھُومی پہ جب
ملے پانڈوؤں سے مرے لال سب
لڑائی کا دل میں جمائے خیال
تو سنجے بتا اُن کا سب حال چال

۱۔ راجہ دھرت راشٹر پانڈو کا بھائی اور کوروؤں کا باپ تھا۔ وہ آنکھوں سے نابینا تھا سنجے اس کے مُطرب کا نام ہے۔ کُرو کھیت سے مراد کورو چھیتر کا میدان ہے۔ اس سرزمین کو دھرم بھومی اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ مقام فرائض مذہبی کی ادائیگی کے لئے مقدس مانا گیا ہے + پانڈو کے بیٹے پوتے بھی پانڈو ہی کہلاتے ہیں +

سن جے نے کہا

۲ مہاراج! آئی نظر جس گھڑی
صف آرا سپہ پانڈوؤں کی کھڑی
گئے راجہ دریودھن اُٹھ کر شتاب
کیا جا کے اپنے گرُو سے خطاب

راجہ دریودھن کی گفتگو

۳ گرُو جی! ذرا دیکھئے اَوج موج
صف آرا ہے پانڈو کے بیٹوں کی فوج
درُپد کا پسر اُن کا سردار ہے
مُرید آپ ہی کا جو طرّار ہے

---

۲ (۲) دریودھن دھرت راشٹر کا سب سے بڑا بیٹا تھا۔
۲ (۲) گرو سے مراد درون اچارج ہے جو کوروں اور پانڈوؤں سب کے استاد تھے +
خطاب کرنا ۔ بات کرنا +
۳ (۳) درُپد کے اصل تلفظ میں ر دَب کر نکلتی ہے +
۳ (۴) مرید ۔ چیلا +

۴ لڑائی کو نکلے ہیں اہلِ خدنگ
جو سب ارجنؔ اور بھیم ہیں وقتِ جنگ
وراٹ اور یویودھان مردانِ کار
دروپد سا بہادر مہارتھ سوار

۵ کہیں دھرشٹ کیتو کہیں چیکتاں
کہیں راجہ کاشی کا شیرِ زماں
اِدھر کُنتی بھوج اور پروجت اُدھر
کہیں شیبیہ صورتِ گاوِ نر

۶ یُدھا منیُو جیسا کہیں شور بیر
کہیں اُتّموجا بلی بے نظیر
کہیں ہے بہادر سُبھدرا کا شیر
پسر دروپدی کے مہارتھ دلیر

۴ (۱) اہلِ خدنگ۔ تیروں والے + بھیم ارجن اور یدھشٹر پانڈو کے تینوں بیٹوں کے نام ہیں جو پہلی بیوی کنتی کے بطن سے تھے +
۴ (۲) مہارتھی اس جوانمرد کو کہتے ہیں جو اکیلا دس ہزار تیر اندازوں کا مقابلہ کر سکے +
۵ (۳) گیتا میں شیبیہ کو قوت اور مردانگی کی وجہ سے گاوِ نر کہا گیا ہے +
۶ (۴) دروپدی۔ پانڈوؤں کی بیوی کا نام ہے +

۷ مقدّس گرُو صاحبِ احترام
جہاں کے دو جنموں ہیں عالی مقام
سُنو اب ہمارے ہیں سردار کون
ہماری سپہ کے ہیں سالار کون

۸ گرُو جی اِدھر سب سے اوّل جناب
تو پھر بھیشم اور کرن سے لاجواب
کرِپا فتحمند اشوتھّاما نز
وِکرن اور بلی سوم دت کا پسر

۹ دلاور اسی شان کے بے شمار
جو میرے لئے جاں بھی کر دیں نثار
سراپا مسلّح اٹھائے خدنگ
عیاں جن پہ سب جنگ کے رنگ ڈھنگ

---

۷ (۲) دو جنمے - برھمن + ۸ (۲) بھیشم پتامہ - کوروؤں اور پانڈوؤں کے دادا کے بھائی
کرن - ارجن کا سوتیلا بھائی +
درون اچارج کے بیٹے کا نام اشوتھّاما تھا +

۱۰ ہماری اِدھر فوج ہے بے شمار
کماں دار بھیشم سا عالی وقار
مقابل ہیں محدود فوجِ غنیم
ہے سیناپتی جن کے لشکر کا بھیم

۱۱ جوانو! قطاروں میں بٹ جائیو!
پرے باندھ کر رَن میں ڈٹ جائیو!
دلیرو جگہیں اپنی بھر دو سبھی
نہ بھیشم پہ آنچ آئے مردو کوئی

۱۲ گرجنے لگا سُن کے مانندِ شیر
کُرو خانداں کا پِتامہ دلیر
وہ سنکھ اپنا جنگی بجانے لگا
نرے لال کا دل بڑھانے لگا

۱۰ بعض شارحین اس شلوک کے معنی بالکل برعکس کرتے ہیں وہ کوروؤں کے لشکر کو محدود اور پانڈوؤں کے لشکر کو بے شمار بتاتے ہیں جو امرِ واقع کے خلاف ہے ؛

۱۰ (۱) بھیم پانڈوؤں کے لشکر کا سپہ سالار تھا ؛

۱۲ (۲) پتامہ سے مراد دادا یعنی بھیشم ہے ؛

جنگ کی شورش

۱۳ یکایک اُٹھا فوج سے شور و غُل
جو ناقوس چلّائے کھڑکے دُہُل
گرجنے دھڑکنے لگے ڈھول دف
لگیں گو مکھیں بجنے ہر طرف

۱۴ کھڑا تھا وہاں ایک رتھ شاندار
جُتے جس میں براق سب راہوار
تھے مادھو بھی ارجن بھی اُس میں کھڑے
وہ سنکھ آسمانی بجانے لگے

۱۵ رِشی کیش کا پانچ جنیہ پہ زور
ادھر دیودت پر تھا ارجن کا شور

---

۱۳ ناقوس سنکھ + گومکھ ۔ وہ ناقوس جو گائے کی منہ کی شکل کا ہوتا ہے +

۱۴ براق ۔ سفید رنگ + راہوار ۔ گھوڑے +

۱۵ (۱) پانچ جنیہ ۔ سنکھ ایک راکشس کی ہڈیوں سے بنا تھا جس کا نام پانچ جن تھا اور جسے شری کرشن نے ہلاک کیا تھا +

۱۵ (۲) دیودت (خداداد) ارجن کا سنکھ +

اُدھر بھیم ساگرگ اِنساں نما
کھڑا اپنے پونڈر پہ چِنگھاڑتا

۱۶ مہی پت یدھشٹر وہ کُنتی کا لال
"وِجے" پر دکھاتا تھا اپنا کمال
دکھاتے نکل اور سہدیو جوش
لئے اک منی پُشپک اور اک سُگھوش

۱۷ بنارس کا راجہ دَھنُش دھار بھی
شِکھنڈی مہارتھ ساجرّار بھی
وِراٹ اور بلی دھرشٹ دیومن سبھی
قوی ساتیکی جو نہ ہارا کبھی

---

۱۵ (۴) پونڈر۔ بھیم کے سنکھ کا نام ÷ ۱۶ (۲) "اننت درج"۔ لامتناہی فتح۔ یہ بھی سنکھ کا نام ہے ۱۶ (۴) منی پشپک۔ ہیروں جڑا سنکھ ۔ سگھوش۔ شیریں آواز سنکھ
۱۷ (۲) شکھنڈی ۔ دُرپد کا بیٹا تھا جو لڑکی سے لڑکا بن گیا تھا۔ اسی لئے بھیشم نے اس پر حملہ کرنے سے انکار کر دیا اور شکھنڈی نے اُسے مار ڈالا ÷

۱۸ دُرپد اور سُبھدرا کا بلونت لال
پسر دروپدی کے سبھی باکمال
مہاراج رن میں دکھاتے تھے جوش
بجاتے تھے سنکھ اپنے باصد خروش

۱۹ وہ ہنگامہ برپا ہُوا الاماں
ہوئے شور سے پُر زمیں آسماں
ہراساں تھے دھرت راشٹر کے پسر
لگے پھٹنے سینوں میں قلب و جگر

۲۰ کہ اتنے میں ارجن نے ڈالی نگاہ
تو دیکھی تمہارے پسر کی سپاہ
وہ سنبھلا کماندارِ ہیموں نشاں
جو چلنے کو تھے تیر لے لی کماں

۱۸ بلونت - بہادر +
۲۰ ہیموں نشان - بندر کے نشان والا - ارجن کے جھنڈے پر بندر کا نشان تھا +

۲۱ مہی پت! وہ بولا رشی کیش سے
کہ اے لا فنا، رتھ بڑھا دیجئے!
دکھا دیجئے جنگ کی اوج موج
اِدھر اپنی فوج اور اُدھر اُن کی فوج
۲۲ میں دیکھوں ذرا وہ جواں کون ہیں
جری کون ہیں پہلواں کون ہیں
لڑائی کو آئے ہیں جو بے درنگ
مجھے آج درپیش ہے جن سے جنگ
۲۳ نظر اُن کی صورت پہ کر لوں ذرا
جو آئے ہیں مردِ نبرد آزما
یہ مقصد ہے جن کا کہ ہو اُن سے شاد
دھرت راشٹر کا پسر کج نہاد

۲۱ - مہی پت - راجہ * رشی کیش - حواس کا مالک - شری کرشن کا نام *
۲۳ - دھرت راشٹر کا پسر - دریودھن *
کج نہاد - بدطینت - بری طبیعت والا *

سنجے نے کہا

۲۴ یہ بھارت رِشی کیش نے سُن کے بات
رتھ اپنا بڑھایا بصد التفات
تھا اُس رتھ کا رتبہ رتھوں میں بڑا
کیا دونوں فوجوں میں لا کر کھڑا

۲۵ درون اور بھیشم ڈٹے تھے وہاں
جمے تھے وہیں راجگانِ جہاں
کہا "دیکھ ارجن کھڑے صف بہ صف
لڑائی کی خاطر کُرو سر بکف"

---

۲۴ (۱) بھارت سے مراد بھارت کی اولاد ہے۔ بھارت کرو اور پانڈو دونوں کے مشترک مُورث اعلےٰ کا نام ہے ۔ ۲۴ (۲) بصد التفات۔ مہربانی سے ۔

۲۵ (۳) سربکف۔ سر ہتھیلی پر رکھے ہوئے ۔

ارجن وِشاد

(ارجن کی بے دِلی)

۲۶ تب ارجن نے دیکھا کھڑے ہیں تمام
چچے دادے استاد ذی احترام
برادر بھی خالو بھی ناتی بھی ہیں
تو بیٹے بھی پوتے بھی ساتھی بھی ہیں
۲۷ خُسر ہے کوئی کوئی دلبند ہے
کہ اک سے لگا اک کا پیوند ہے
جگر کی جگر سے لڑائی ہے آج
کہ لڑنے کو بھائی سے بھائی ہے آج

۲۶ (۲) ذی احترام - قابل عزت +
۲۷ (۲) پیوند - جوڑ +
۲۷ (۳) جگر - پیارا - عزیز +

۲۸　ہُوا دل کو ارجُن کے رنج و ملال
کہا اِس طرح ہو کے غم سے نڈھال
مہاراج یہ کیا ہے در پیش آج
کہ لڑنے کو ہے خویش سی خویش آج

۲۹　بدن بس نہیں ہیں مرے تاب وتواں
دہن خشک ہے سوکھتی ہے زباں
لگی ہے مجھے کپکپی تھرتھری
مرے رونگٹے بھی کھڑے ہیں سبھی

۳۰　مرے ہاتھ سے چھُٹ رہی ہے کماں
ہُوا ہے بدن میرا آتش فشاں
یہ لو پاؤں بھی لڑکھڑانے لگے
مرے سر کو چکّر سے آنے لگے

---

۲۸ (۴) خویش - اپنا +
۲۹ (۱) تاب وتواں - طاقت +
۳۰ (۱) کماں - ارجن کی کمان کا نام گاندیو تھا +
۳۰ (۲) آتش فشاں - آگ برسانے والا - جلنے والا +

۳۱ مہاراج کیشو ہیں اب کیا کہوں
کہ آثارِ بد ہیں برے ہیں شگوں
یہ کارِ زبوں کر کے کیا فائدہ
عزیزوں کا خوں کر کے کیا فائدہ

۳۲ مجھے خواہشِ فتح و نصرت نہیں
مجھے شوقِ عیش و حکومت نہیں
کہ گوبند تاجِ شہی ہیچ ہے
خوشی ہیچ ہے زندگی ہیچ ہے

۳۳ تمنا تھی جن کے لئے راج کی
خوشی جن سے تھی عشرت و تاج کی
کھڑے ہیں وہ تیر و کماں جوڑ کر
زر و مال و جاں سب سے منہ موڑ کر

---

۳۱ (۱) کیشو۔ دراز گیسو یعنی لمبے بالوں والے کرشن ۰
۳۱ (۲) کارِ زبوں۔ بُرا کام ۰
۳۲ (۳) گوبند۔ گائیں پالنے والا کرشن ۰
۳۳ (۴) تیر و کماں جوڑ کر۔ لڑنے کے لئے ۰

۳۴ پدر بھی ہیں دادے بھی اُستاد بھی
پسر بھی ہیں اور ان کی اولاد بھی
یہ ماموں وہ بیوی کا بھائی وہ باپ
سبھی ہیں قرابت سبھی ہیں ملاپ

۳۵ مجھے قتل کر دیں اگر بے دریغ
نہ پھر بھی اٹھاؤں گا اپنوں پہ تیغ
مدھو مار کیا شے ہے دنیا کا راج
نہ لوں اس طرح تینوں عالم کا باج

۳۶ فنا ہوں جو دھرت راشٹر کے پسر
تو ہوگا خوشی کا نہ دل میں گذر
یہ پاپی اگر ہو بھی جائیں تباہ
نہ چھوڑیں گے پیچھا ہمارا گناہ

---

۳۴ (۱) پدر ۔ باپ، یہاں چچا اور باپ دونوں سے مراد ہے۔
۳۴ (۲) قرابت ۔ رشتہ داری +
۳۵ (۳) مدھو مار ۔ مدھوسودن ۔ مدھو کو مارنے والے کرشن ۔ مدھو ایک راکشس تھا +

۳۷ یہ دھرت راشٹر کے جو فرزند ہیں
یہ مادھو سب اپنے جگر بند ہیں
اگر ہم عزیزوں کو کر دیں ہلاک
رہیں گے سدا غم سے اندوہناک

۳۸ سمجھ ان کی ہر چند گہنا گئی
دلوں پر ہوا و ہوس چھا گئی
نہیں ان کو احساسِ جُرم و خطا
دغا دوستوں سے قبیلے فنا

۳۹ نہیں لیکن ایسے تو نادان ہم
بچیں پاپ سے کیوں نہ بھگوان ہم
کہ ظاہر ہے گر خانداں ہو تباہ
کہاں اِس سے بڑھ کر ہے کوئی گناہ

---

۳۷ (۲) جگر بند - عزیز، پیارے ۔
مادھو - شری کرشن کا ایک نام ۔
۳۸ (۲) ہوا و ہوس - لوبھ ۔

۴۰ قبیلہ فنا گر کوئی ہو گیا
قدیمی وہ دھرم اس کا سب کھو گیا
رہا دھرم پر جب نہ دار و مدار
ادھرم اس پہ غالب ہو انجام کار

۴۱ ادھرمی جو ہو جائیں سب مرد و زن
بگڑ جائے پھر عورتوں کا چلن
رہیں عورتیں ہی نہ جب پاکباز
تو ورنوں میں باقی کہاں امتیاز

۴۲ جو ورنوں میں ایسی خرابی مچائیں
وہ اور اُن کے کنبے جہنم کو جائیں
بڑوں کو نہ پنڈ اور نہ پانی ملے
تنزل انہیں جاودانی ملے

---

۴۰ (۲) دھرم کے کئی معنی ہوتے ہیں۔ اصل فطرت، قانون، فرض، رسوم مذہبی، راستی، پارسائی نیکی ✣

۴۰ (۴) ادھرم۔ بے دھرمی ✣ ۴۱ (۴) ورن۔ جات، پات ✣

۴۲ (۳) پنڈ اور پانی۔ یہ شرادھ کی رسوم کی طرف اشارہ ہے۔ جو آباو اجداد کی ارواح کے لئے کی جاتی ہیں۔ اولاد نہ ہو تو آبا کو شرادھ سے محروم رہنا پڑتا ہے ✣

۴۳ قبیلوں کو غارت کریں جو بشر
ہوں وَرن اُن کے پاپوں سے زیر و زبر
وہ ذاتوں کی ریتیں مٹاتے رہیں
گھرانوں کے دستور جلاتے رہیں

۴۴ کسی خانداں کا جو ہو دھرم ناس
نہ ریتوں کی پروا نہ رسموں کا پاس
تو بھگوان ہم نے سُنا ہے مدام
جہنم کے اندر ہے اُن کا مقام

۴۵ صد افسوس ہم کھو کے عقل سلیم
یہ کرنے لگے ہیں گناہِ عظیم
بہائیں گے افسوس اپنوں کا خُوں
کہ ہے بادشاہی کا سر میں جنُوں

۴۳ (۲) وَرن ـ ذات جاتی + (۲) زیر و زبر ـ نیچے اوپر +
۴۴ (۳) متن میں لفظ جناردن ہے جس کے معنی ہیں آدمیوں کو اذیت دینے والا +
(۴) جہنم ـ نرک ، دوزخ +
۴۵ (۲) گناہ عظیم ـ بڑا گناہ ـ مہا پاپ +

۴۶ مناسب ہے دھرت راشٹر کے پسر
اڑا دیں جو تلوار سے میرا سر
نہ ہتھیار لے کر لڑوں اُن کے ساتھ
بچانے کو اپنے اُٹھاؤں نہ ہاتھ

سنجے نے کہا

۴۷ یہ کہتے ہوئے حالِ دل۔ ناگہاں
دیئے پھینک ارجن نے تیر و کماں
دِل اُس کا جو بیٹھا تھا غم سے گِرا
وہیں اپنے رتھ میں وہ دھم سے گِرا

ارجن وِشاد نامی پہلا ادھیائے ختم ہُوا

۴۶ (۱) دھرت راشٹر کے پسر - کرو ؛

وشاد = افسردگی، پژمردگی بے دلی دُکھ ؛

دُوسرا ادھیائے

سَنجے نے کہا

۱۔ جو ارجُن کا دیکھا یہ رنج و ملال
غم و سوز دل میں طبیعت نڈھال
نظر دُکھ سے بے چین آنکھوں میں نم
تو بھگوان بولے زِ راہِ کرم

شری بھگوان کا ارشاد

دوسرے ادھیائے میں روح کی حقیقت علم سانکھیہ کے طریق سے بیان کی گئی ہے۔ آتما کا غیر فانی ہونا اور جسم کی بے ثباتی کا ذکر ہے۔ پھر فرض منصبی کا ذکر ہے اور علم معرفت کے حاصل کرنے کا طریقہ اور طالب معرفت کے مختلف منازل اور کیفیات کا ذکر ہے۔

۲ سُن ارجُن! یہ کیسی رَوِش ہے رذیل
جو دوزخ میں ڈالے جو کر دے ذلیل
کٹھن وقت میں ایسی کیوں بے دلی
نہ ہو آریاؤں میں یوں بے دلی

۳ سُن ارجُن! نہ ہو بُزدلی کا شکار
نہیں تیرے شایانِ شاں جی کی ہار
یہ کم ہمتی چھوڑ، کر جی کڑا
عدو سوز ارجن کھڑا ہو کھڑا

ارجن کا جواب

۴ وہ بولا کہ اے فاتحِ دشمناں
مدھو مار! مجھ سے یہ ہو گا کہاں

---

۲ (۴) آریا = شریف آدمی +
۳ (۴) عدو سوز = پرنتپ = دشمنوں کو تباہ کرنے والا +
۴ - (۲) مدھو مار = مدھو سودن = مدھو کو ہلاک کرنے والا مراد شری کرشن +

معزز ہیں بھیشم دروں اک گرو
بہاؤں میں تیروں سے ان کا لہو؟

۵ گرو کا نہیں قتل مجھ کو روا
کہ اس سے فقیری میں جینا بھلا
جو لو بھی گرو کا بھی خوں میں کروں
تو عشرت کے لقمے لہو سے بھروں

۶ میں کیا جانوں اچھا ہے اے سرپرست!
شکست اِن کو دینا کہ کھانا شکست
یہ دھرت راشٹر کے پسر ہیں تمام
انہیں مار کر اپنا جینا حرام

۷ طبیعت میں رقت ہے دل نرم ہے
یہ الجھن ہے اب کیا مرا دھرم ہے

---

۵ (۲) بعض مترجمین "خیر خواہ گرودُوں کا خون" ترجمہ کرتے ہیں +
۷ (۲) دھرم = فرض ۔ ڈیوٹی +

میں چیلا ہوں میری مدد کیجئے
جو ہو نیک رستہ بتا دیجئے
۸ جہاں کا ملے بے خلل مجھ کو راج
مجھے دیوتا بھی جو دیں آکے باج
میں اُس حال میں بھی رہونگا اُداس
اسی درد سے گم ہیں میرے حواس

سنجے نے کہا

۹ جب ارجُن کہ تھا فاتح دُشمناں
رشی کیش پر کر چکا سب عیاں
تو یوں کہہ کے چُپ ہو گیا وہ حزیں
"میں گوبند لڑتا لڑاتا نہیں"

---

۸ (۱) بے خلل = دشمنوں سے خالی ❖
۸ (۲) گم ہیں - لفظی ترجمہ "سُوکھ گئے ہیں" ❖
۹ (۲) رشی کیش = اعضا کا مالک یا دراز گیسو - مراد شری کرشن سے ہے ❖

۱۰ اِدھر فوج تھی اور اُدھر فوج تھی
دل ارجن کا اور غم کی اک موج تھی
رشی کیش کچھ مُسکرانے لگے
یہ عرفاں کے موتی لُٹانے لگے

شری بھگوان نے فرمایا

۱۱ تو باتوں کے عاقل! نہ ہو دل ملول
نہ کر اُن کا غم جن کا غم ہے فضول
ستائیں نہ دانا کو رنج و الم
مرے کا نہ سوگ اور نہ جیتے کا غم
۱۲ ازل سے تھی موجود ہستی مری
ازل سے تھی موجود ہستی تری

۱۱ (۱،۲) تو دانائی کی باتیں کرتا ہے مگر ان کا غم کرتا ہے جن کا غم بے فائدہ ہے ٭
۱۲ (۱،۲) لفظی ترجمہ۔ نہ تو ایسا ہے کہ میں کسی وقت موجود نہ تھا نہ تو۔ اس شلوک میں آتما (روح) کے ازلی ہونے کی طرف اشارہ ہے ٭

یہ راجے سبھی اور یہ خلقت تمام
ہمیشہ سے ہیں اور رہینگے مدام
۱۳ مکیں تن کا جیسے کرے تن کی سیر
جوانی بڑھاپے لڑکپن کی سیر
نئے تن میں پھر ویسے ہوگا مکیں
اگر دل ہے مضبوط چنتا نہیں
۱۴ یہ گرمی یہ سردی یہ دُکھ سکھ تمام
بس احساسِ اشیا سے ہوں لاکلام
یہ کیفیتیں آتی جاتی ہیں یہ
سہے جا خوشی سے کہ فانی ہیں یہ
۱۵ وہ انساں اثر جس پہ ان کا نہیں
خوشی سے جو خوش ہو نہ غم سے حزیں

۱۳ (۱) تن کا مکیں = دیہیں = تن میں رہنے والی روح ۔
۱۳ (۲) مکیں ہونا = رہائش اختیار کرنا = رہنا ۔
۱۴ (۲) احساسِ اشیا = مادی اشیا کے میل سے ۔
۱۵ (۳) حزیں = غمناک

سن ارجن ہے قائم دل اس کا مدام
اُسی کی ہے شایاں حیاتِ دوام
۱۶ جو باطل ہے موجود ہوتا نہیں
جو حق ہے وہ نابود ہوتا نہیں
وہ ہیں بود و نابود سے باخبر
حقیقت پہ رہتی ہے جن کی نظر
۱۷ اُسی کو بقا ہے اُسی کو ثبات
جہاں پر ہے چھائی ہوئی جسکی ذات
بھلا کس کی طاقت ہے کس کی مجال
فنا کر سکے ہستیِ لازوال
۱۸ بسائے ہیں جس آتمائے وجود
وہ قائم ہے دائم ہے اور بے حدود

---

۱۶ (۱، ۲) باطل = آسَت یعنی نیست کبھی ست یعنی ہست نہیں ہوتا نہ نیست ہی کبھی ہست ہوتا ہے ۔

۱۶ (۳) بود و نابود = ہست اور نیست　　۱۷ اُسی کا اشارہ پرماتما کی طرف ہے۔

۱۸ (۲) بے حدود = جو محدود نہیں ہے = بے انتہا۔

ہے فانی بدن آتما لازوال
پھر ارجن ہے کیوں جنگ میں قیل و قال

۱۹ کبھی خون کرتی نہیں آتما
کبھی خود بھی مرتی نہیں آتما
نہ قاتل ہے یہ اور نہ مقتول ہے
جو ایسا سمجھتا ہے مجہول ہے

۲۰ جنم اس کو لینا نہ مرنا اِسے
نہ آ کر جہاں سے گزرنا اِسے
وِلادت فنا اور تغیّر سے پاک
یہ مرتی نہیں گو بدن ہو ہلاک

(۱۹ و ۲۰) آتما (روح) پُرسکون اور لازوال ہے۔ دنیا کی تمام حرکات اور افعال پرکرتی (فطرت یا نیچر) سے ظہور میں آتے ہیں۔ اس لئے جینے مرنے کا سوال جسم سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ روح سے۔ انسان پیدا ہو تو روح پیدا نہیں ہوتی انسان مرے تو روح نہیں مرتی +

۲۱ جو سمجھے اِسے دائم و لایزال
مبرّا ولادت سے اور بے زوال
کسی کا وہ کیونکر بہائے گا خون
کسی کا وہ کیونکر کرائے گا خون

۲۲ بدلتا ہے انساں لباسِ کہن
نیا جامہ کرتا ہے پھر زیبِ تن
اسی طرح قالب بدلتی ہے رُوح
نئے بھیس میں پھر نکلتی ہے رُوح

۲۳ کٹے گی نہ تلوار سے آتما
جلے گی کہاں نار سے آتما
نہ گیلی ہو پانی لگانے سے یہ
نہ سُوکھے ہوائیں سُکھانے سے یہ

۲۱ (۱) لایزال = غیر فانی +
(۲) مبرا ولادت سے = جنم سے بری +
۲۲ (۱) کہن = پرانا +
(۳) روح = آتما +
۲۳ (۲) نار = آگ +

۲۴ نہ کٹ ہی سکے اور نہ جل ہی سکے
نہ سُوکھے نہ پانی سے گل ہی سکے
قدیم اور اٹل بھی ہے دائم بھی ہے
محیطِ جہاں بھی ہے قائم بھی ہے

۲۵ نہیں آتما کو تغیّر زوال
حواس اس کو پائیں نہ پہنچے خیال
تجھے آتما کا جو یہ گیان ہے
تو پھر کس لئے غم سے ہلکان ہے

۲۶ اگر تو سمجھتا ہے یہ آتما
ہو پیدا کبھی اور کبھی ہو فنا
تو پھر بھی ہے لازم تجھے او قوی
کہ غم آتما کا نہ کرنا کبھی

۲۵ (۳) گیان = علم ✤
۲۶ (۳) قوی = مہابا ہو = بڑے بازوؤں والا ✤
۲۶ ۲۷ ویں شلوکوں کا نظریہ گیتا کا نظریہ نہیں۔ جو لوگ روح کو غیر فانی نہیں سمجھتے ان کو بھی سمجھایا گیا ہے کہ موت پر غم نہ کریں ✤

۲۷ جو پیدا ہو موت اُس کو آئے ضرور
مرے تو جنم پھر وہ پائے ضرور
جو یہ امر لازم ہے اور ناگزیر
تو پھر کس لئے تو ہے غم کا اسیر

۲۸ نگاہوں سے پہلے نہاں ہوں وجود
ہو پھر بیچ میں کچھ عیاں ہوں وجود
نہاں پھر یہ ہو جائیں انجام کار
تو ارجن ہے پھر کس لئے بیقرار

۲۹ کوئی آتما سے تعجب میں آئے
کوئی بات حیرت سے اُس کی سنائے
کوئی ذکر سُن سُن کے حیران ہے
مگر سُن سُنا کر بھی انجان ہے

۲۸ تمام وجود پہلے غائب (اویکت) ہوتے ہیں اور آخر میں پھر غائب (اویکت) ہو جاتے ہیں درمیان میں یعنی پیدائش اور موت کے درمیان یہ کچھ عرصہ کے لئے ظاہر (ویکت) ہو جاتے ہیں یعنی جو پیدا ہوا ہے۔ وہ ضرور مرے گا۔ پھر غم کیا؟

۲۷ ناگزیر = ضرور ہونے والا ✣

۲۷ (۴) اسیر - قیدی ✣

۳۰- جو ہے سب کے تن میں یکیں آتما
یہ دائم ہے فانی نہیں آتما
جو اس پر یقیں ہے تو بھارت کے لال
نہ کر اہلِ ہستی کا رنج و ملال

۳۱- نرا فرض کیا ہے رکھ اِس پر نظر
نہ جی ڈگمگا اِس کی تکمیل کر
عمل چھتری کا کوئی کیوں نہ ہو
نہ پہنچے کبھی دھرم کی جنگ کو
۳۲- ہیں ارجن وہی چھتری خوش نصیب
ملے معرکہ جن کو ایسا عجیب

۳۱ (۱) ارجن کشتری ہے اس لئے اس پر حق کے لئے جنگ کرنا فرض ہے ✣
۳۱ (۳ و ۴) کشتری کے لئے حق کے لئے جنگ کرنے سے کوئی کام بہتر نہیں۔
اس کا کام گھر کی راحت اور عیش و آرام کی زندگی چھوڑ کر سپاہیانہ زندگی بسر کرنا ہے۔ یہ جنگ حق و باطل۔ جبر و انصاف کے درمیان جنگ تھی ✣

یہ بن مانگے نعمت خود آئی ہے گھر
کھلے خود بخود آ کے جنت کے در

۳۳ اگر دھرم کی تو لڑے گا نہ جنگ
اور اس جنگ میں کچھ کرے گا درنگ
تو پت تیری باقی رہے گی نہ دھرم
تجھے پاپ گھیریں گے آئے گی شرم

۳۴ تجھے لوگ دیکھیں گے تحقیر سے
نہ لیں گے ترا نام توقیر سے
جو با آبرو اس جہاں میں رہے
وہ مرنے کو ذلت پہ ترجیح دے

۳۵ کہیں گے بہادر مہارتھ سوار
تو میداں سے ڈر کر ہوا ہے فرار

---

۳۳ (۲) درنگ = دیر۔ ڈھیل ✣
(۳) پت = عزت ✣
۳۴ (۴) ترجیح دینا = بہتر سمجھنا ✣
۳۵ (۲) فرار ہونا = بھاگ جانا ✣ ایسا کرنے سے انسانی شجاعت اور مردانگی کا معیار گر جائے گا ✣

تجھے سب بلاتے ہیں عزت سے اب
یہ لیں گے ترا نام ذلت سے تب
۳۶ دھر بتیرے دشمن جو رکھتے ہیں کد
جنہیں ہے شجاعت پہ تیری حسد
وہ بولیں گے ناگفتنی بولیاں
ملے رنج وغم اس سے بڑھ کر کہاں
۳۷ مرے گا تو پائے گا جنت میں گھر
اگر جیت جائے تو دنیا ہو سر
اٹھ ارجن کھڑا ہو دکھا زورِ جنگ
کہ مردوں کو میداں سے ہٹنا ہے ننگ
۳۸ ہو سکھ یا ہو دکھ سب کو یکساں سمجھ
مساوی یہاں نفع و نقصاں سمجھ

---

۳۶ (۱) کد = ضد ✢
(۲) ناگفتنی بولیاں = نہ کہنے والی باتیں، ہتک عزت ✢
۳۸ انسان کا عمل صرف حق پر مبنی ہونا چاہیئے۔ اُسے عمل کے نتیجے سے بے نیاز ہو کر سکھ دکھ نفع نقصان ہار جیت سے بالا ہو کر کام کرنا چاہیئے ✢

برابر سمجھ جنگ میں جیت ہار
نہ بچے گا گناہوں سے دو ہاتھ مار

۳۹ یہ تعلیم تھی سانکھ کے گیان سے
سمجھ یوگ کی بات اب دھیان سے
اگر یوگ میں تجھ کو ہو انہماک
تو کرموں کے بندھن سے ہو جائے پاک

۴۰ نہ کوشش ہو اس میں کوئی رائگاں
ہو رستے میں اس کے رکاوٹ کہاں
ذرا بھی جو یہ دھرم آجائے گا
تو خوف و خطر سے بچا جائے گا

۳۹ سانکھیہ وہ فلسفہ ہے جسمیں روح اور مادے کی ماہیت پر بحث ہوتی ہے اس کا تعلق علم سے ہے۔ یوگ وہ فلسفہ ہے جس میں عمل پر بحث ہوتی ہے اور صحیح طریق کار سکھایا جاتا ہے۔ یوگ کے لفظی معنی ہیں ملنا۔ واصل ہونا۔ خدا سے وصال کی تلاش۔ انہماک = محویت۔ پورے طور سے دل کو لگانا۔ کرموں کا بندھن = اعمال اور ان کے نتائج کی زنجیر۔ ۴۰ (۲) دیکھو ادھیائے ۶ شلوک ۴۰ تا ۴۶۔

۴۱ جو عقل ارادی رہے مستقل
تو یکسو ہو اور پختہ انساں کا دل
ارادہ ہو جس کا نہ سُلجھا ہُوا
رہے گا خیالوں میں اُلجھا ہُوا

۴۲ جو ویدوں کے لفظوں سے ہیں شادماں
وہ ناداں کریں بس گُل افشانیاں
اُنہیں کرم کانڈوں سے ہے آگہی
وہ کہتے ہیں سب کچھ یہی ہے یہی

۴۳ جنم کو بتائیں وہ کرموں کا پھل
سکھائیں بہر و عیش کے سو عمل
وہ خود کام ہیں کامناؤں میں مست
وہ جنت کے طالب ہیں جنت پرست

---

۴۱ عقل ارادی = وہ عقل جو نیک و بد میں تمیز کر کے قطعی راہ عمل بتائے +

۴۲ اور ۴۴ کے تین شلوکوں میں وید کے اُس حصّے کی طرف اشارہ ہے جو کرم کانڈ کے متعلق ہے اور جس کے منتروں میں مال و دولت فتح و ظفر یا حصول جنت کے لئے یگیہ وغیرہ کے طریق بتائے جاتے ہیں +

۴۳ خود کام - خود غرض - خود مطلب + کامنا = خواہشات +

۴۴ پھنسیں جن کے دل ایسے اقوال ہیں
گھریں عیش و دولت کے جنجال ہیں
سمادھی نہیں دل پہ قابو نہیں
کہ عقل ارادی ہی یکسو نہیں

۴۵ ہیں ویدوں میں لکھے ہوئے تین گُن
تُو بالا ہو ان سے نہ رکھ اِن کی دُھن
رکھ اضداد کا اور نہ دولت کا غم
ہو محو آتما میں صداقت پہ جم

۴۶ وہ انساں جسے برھم کا گیان ہے
اُسے کرم کانڈ دل پہ کب دھیان ہے
اُسے وید محض ایک تالاب ہے
جہاں سارے عالم میں سیلاب ہے

۴۴ سمادھی ۔ خدا کے دھیان میں دل کی یکسوئی +
۴۵ (۲) اضداد = دوندہ یعنی سکھ دکھ ۔ سردی گرمی ۔ الفت نفرت وغیرہ کے متضاد جوڑے +
۴۶ برھم گیان = معرفتِ الٰہی ۔ تالاب وغیرہ ۔ مطلب یہ ہے کہ عارف جسے ہر طرف عرفان نظر آتا ہے اُسے کرم کانڈ وغیرہ کی ضرورت نہیں رہتی ۔ اُسی طرح جیسے سیلاب کے وقت کنوئیں اور تالاب وغیرہ بے کار ہو جاتے ہیں +

۴۷ تجھے کام کرنا ہے او مردِ کار
نہیں اُس کے پھل پر تجھے اختیار
کئے جا عمل اور نہ ڈھونڈ اُس کا پھل
عمل کر عمل کر نہ ہو بے عمل

۴۸ رکھ ارجن تو دل یوگ میں اُستوار
تو کر بے لگاوٹ عمل اختیار
نہ جیتنے کی شادی نہ ہارے کا سوگ
کہ دل کے توازن کا ہے نام یوگ

۴۹ سُن اب عقل کے یوگ کا حال سُن
بہت پست ہیں جس سے کرموں کے گُن
بنا عقلِ خالص کو تو دستگیر
رہیں پھل کے طالب ذلیل و حقیر

---

۴۷ اس شلوک کے چاروں مصرعوں میں پورے کرم یوگ کی تعلیم درج ہے (۱) کام کرنا انسان کا فرض ہے (۲) نتیجہ اُس کے ہاتھ میں نہیں (۳) کام کو اس کے نتیجے سے بے نیاز ہو کر کرنا چاہیئے (۴) ترکِ ثمر کے ساتھ ترکِ عمل نہ کر دینا چاہیئے +

۴۸ (۴) توازن = سُکھ دکھ فتح و شکست وغیرہ میں دل کو ایک حالت پر رکھنا +

۵۰ لگی ہے جسے عقلِ خالص کی دُھن
یہیں چھوڑ دے گا وہ سب پاپ پُن
کما یوگ تن من میں بس جائے یوگ
عمل میں ہُنر ہو تو کہلائے یوگ

۵۱ کہ سرشار دانش مُنی با عمل
کریں سب عمل چھوڑ کر اُن کے پھل
جنم کے وہ بندھن سے آزاد ہیں
مقامِ سکوں پا کے دِل شاد ہیں

۵۲ جو ہو عقل آزاد جنجال سے
نکل جائے تو موہ کے جال سے
سُنی بات سے بھی کرے احتراز
رہے اَن سُنی سے بھی تو بے نیاز

---

۵۰ (۴) عمل کے وقت عقلِ ارادی کو مستقل یکساں پاک اور بے لوث رکھنا یہی عمل میں ہُنر ہے +
۵۱ مُنی = ولی - جس کا باطن خدائی نور سے منور ہو +
۵۱ (۳) جنم کا بندھن = آواگون کا چکر +
۵۲ (۲) موہ = دھوکا - فریبِ نظر +
۵۲ (۳، ۴) سُنی - اَن سُنی = قیاس آرئیاں بالخصوص کرم کانڈ وغیرہ کے متعلق +

۵۳ پریشاں خیالی سے پائے سکوں
مقدّس صحیفوں کا گُم ہو فسوں
سماد ھی سے جب دل جمے ذات میں
تو حاصل ہو پھر یوگ ہر بات میں

۵۴ پھر ارجن نے پوچھا یہ بھگوان سے
سماد ھی میں دل کو جو قائم کرے
ہے اُس قائمُ العقل کا کیا چلن
ہو کیا بُود و باش اس کی کیسا سخن

۵۵ تو بھگوان بولے جو ہو محو ذات
جو من سے کرے دُور سب خواہشات
رہے جس کا دل رُوح سے مطمئن
اُسی فرد کو قائمُ العقل گِن

---

۵۳ (۲) مقدّس صحیفے - شرتی، منتر + فسوں - جادو +
۵۴ قائمُ العقل = ستھت پرگیہ = جس کی عقل پُرسکوں ہو۔ جس کو گیان حاصل ہو۔ جس کے دل کا توازن قائم ہو +
۵۵ (۱) ذات سے مراد ذاتِ باری ہے +

۵۶ جو سُکھ سے سُکھی ہو نہ دُکھ سے دُکھی
نہ خوف اُس کو آئے نہ غُصّہ کبھی
نہ جذبوں کے جنجال میں آئے وہ
مُنی قائم العقل کہلائے وہ

۵۷ بُرائی جو پہنچے تو نالاں نہ ہو
بھلائی جو پائے تو شاداں نہ ہو
کسی سے تعلق نہ اس کو لگاؤ
یہی قائم العقل کا ہے سُبھاؤ

۵۸ ذرا سا بھی دے کوئی کچھوے کو چھیڑ
تو لیتا ہے فوراً سب اعضا سکیڑ
سکیڑے جو ہر شئے سے اپنے حواس
وہ ہے قائم العقل اے حق شناس

قائم العقل - جب دنیائے محسوس ہمارے حواس پر اثر ڈالتی ہے تو سکھ دکھ راگ بھے اور کرودھ یعنی خوشی رنج رغبت اور غصہ کے جذبات پیدا ہوتے ہیں لیکن جو شخص قوت ارادی سے دل کو ایسا مضبوط کرے کہ ان جذبات کی وجہ سے اس کا توازن قائم رہے تو وہ شخص قائم العقل کہلائے گا۔

۵۹ کرے نعمتیں ترک پرہیزگار
مگر شوقِ لذت سے ہو بیقرار
اُسے ترکِ لذت کی لذت ملے
جسے دیدِ باری کی دولت ملے

۶۰ جو دانا بھی کوشاں ہو کنتی کے لال
تو بس میں نہ آئیں حواس و خیال
حواس اُس کے تیزی میں جب آئینگے
تو مَن کو بھی ساتھ اپنے لے جائینگے

۶۱ حواس اپنے کر زیر، دے ان کو مات
تو سرشار ہو یوگ میں محو ذات
رہیں ضبط میں جس کے ہوش و حواس
وہ ہے قائم العقل اسے حق شناس

---

۵۹ اشیائے محسوس اور لذاتِ دنیوی کا ترک اُس وقت بے کار ہے جب تک اُن کو دل سے ترک نہ کیا جائے۔ دید باری - خدا کا دیدار۔

۶۰ کنتی کا لال = کنتی کا بیٹا۔ کنتی ارجن کی والدہ کا نام تھا۔

۶۱ سرشار = مگن۔

۶۲ لگائیں جو محسوس اشیا سے من
تعلق بڑھے اُن سے اور ہو لگن
تعلق سے خواہش کا ہو پھر ظہور
ہو خواہش سے غصّے کا دل میں فتور

۶۳ ہو غصّے سے پھر تیرگی رونما
اثر تیرگی کا ہے سہو و خطا
اسی سہو سے عقل ہو پائمال
جو زائل ہوئی عقل آیا زوال

۶۴ جو کرتا ہے محسوس دُنیا کی سیر
نہ اُلفت کسی سے ہے جس کو نہ بیر
رہے نفس پر ضبط جس کو مدام
خدائی سکوں سے وہ ہو شادکام

---

۶۲ و ۶۳ اشیا کے حُسن و منافع پر غور کرتے رہنے سے ان سے تعلق بڑھتا ہے۔ تعلق سے اِن کے حصول کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ خواہش پورا نہ ہونے سے غصہ آتا ہے۔ غصے سے نیک و بد کی تمیز جاتی رہتی ہے۔ اس گمراہی سے حافظہ پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ عقل خراب ہو جاتی ہے اور انسان تباہ ہو جاتا ہے ۔

۶۵ دِل پُرسکوں میں کہاں آئے رنج
کہ دُکھ دُور ہو جائیں مٹ جائے رنج
جو پیدا ہو دل میں سکون و قرار
وہیں عقل قائم ہو اور استوار

۶۶ نہ ہو دل پہ قابو تو دانش محال
نہ ہو دل پہ قابو تو بھٹکے خیال
پریشاں خیالی سے آئے نہ سُکھ
جسے سُکھ نہ آئے سدا اُس کو دُکھ

۶۷ حواس آدمی کے بھٹکتے ہوں گر
ہو اس ہرزہ گردی کا دل پر اثر
تو دل عقل کو لے چلے اس طرح
کہ طوفاں میں کشتی بہے جس طرح

۶۶ (۱) جب تک یوگ یکمت ہو کر دل پر قابو حاصل نہ ہو +
(۲) پریشاں خیالی۔ جب تک بدھی اور بھاؤنا قائم نہ ہوں + سُکھ = شانتی +
۶۷ انسان اپنے من اور حواس کو قابو میں رکھ کر ہی کمال حاصل کر سکتا ہے +

۶۸ جو انساں حواس اپنے روکے رہے
نہ محسوس اشیاء پہ بھٹکا پھرے
تو سُن لے مری بات ارجن قوی
کہ ہے قائم العقل انساں وہی

۶۹ جسے رات کہتی ہے دنیا تمام
نگاہوں میں عارف کی دن ہے مدام
جو دن اہل عالم کے نزدیک ہے
وہ عارف کی شب ہے کہ تاریک ہے

۷۰ سمندر میں غائب ہوں دریا ہزار
رہے گا وہ لبریز اور باوقار

---

۶۸ (۳) قوی = مہا باہو ۔ زبردست بازوؤں والا ۔

۶۹ مُنی (عارف) پر وہ حقائق روشن ہیں جن سے دنیا غافل ہے اور جن چیزوں کو دنیا حقیقت سمجھتی ہے، وہ عارف کے نزدیک باطل ہیں ۔

سب ارماں ہوں گم جن کے سینے میں بس
وہی پائیں راحت نہ اہلِ ہوس

۷۱ جو انساں کرے خواہشیں دل سے دُور
ہَوَس کا نہ ہو جس کے دل میں فتوُر
نہ اُس میں خودی ہو نہ ہو میر تیر
سکوں اس کو حاصل ہے دِل اُس کا سیر

۷۲ یہی ہے مقامِ وصالِ خدا
جہاں آکے ہوں سب توہّم فنا
دمِ واپسیں بھی جو یہ گیان ہو
تو حاصل اُسے برھمّ نروان ہو

سانکھیہ یوگ نامی دوسرا ادھیائے ختم ہوا

نوٹ :۔ قائم العقل دنیا کو چھوڑ کر نہیں بیٹھ جاتا۔ وہ جیسا شلوک ۶۴ میں بیان کیا گیا ہے دنیائے محسوس میں چلتا پھرتا ہے لیکن حواس کو اپنے ضبط میں رکھ کر اپنی بدھی کو قائم رکھتا ہے ٭

۷۲ برھم نروان = خدائی نجات ٭

تیسرا ادھیائے

ارجن نے کہا

۱ بتا مجھ کو جبّار گیسو دراز
عمل سے اگر عقل ہے سرفراز
تو رکھّا نہیں مجھ کو آزاد کیوں
مجھے کُشت وخوں کا ہے ارشاد کیوں

۲ بظاہر نہیں بات سُلجھی ہوئی
مری عقل ہے اِس سے اُلجھی ہوئی

---

۱ جبّار = جنار دھن جس کے معنی ہیں لوگوں پر جبر کرنے والا ٭
گیسو دراز = کیشو ٭
۱ (۲) سرفراز = بلند مرتبہ ، افضل ٭
بدھی یوگ کی افضلیت کے لئے دیکھو دوسرا ادھیائے شلوک ۴۹ ٭

مجھے ایک رہ پر چلا دیجئے
بھلائی کا رستہ دکھا دیجئے

شری بھگوان کا ارشاد

۳ ہوئے سُن کے بھگوان یوں لب کُشا
دیئے راستے ہیں نے دونوں بتا
ہے گیان اُن کا رستہ جو گیانی ہیں لوگ
جو یوگی ہیں دھرم اُن کا ہے کرم یوگ

۴ کہ انسان کبھی ترکِ اعمال سے
رہا ہو نہ کرموں کے جنجال سے
فقط ترکِ اعمال سے ہے محال
کہ حاصل کسی کو ہو اوجِ کمال

۳ (۳) گیانی = سانکھیہ کے فلسفے پر چلنے والے ÷

۴ (۴) ترکِ اعمال = سنیاس ÷ عارف کا مقصد دل کا سکون حاصل کرنا ہے اور یہ مقصد ترکِ اعمال سے حاصل نہ ہوگا بلکہ نتیجے سے بے نیاز ہو کر فرض بجا لانے یعنی اس کے "پھل" کو ترک کرنے سے حاصل ہوگا۔ ایسی حالت کا نام "نیشں کرم" ہے ÷

۵ جہاں میں نہ دیکھو گے تم ایک پل
کہ کوئی بھی فارغ ہے اور بے عمل
سبھی کام کرنے پہ مامور ہیں
گنوں ہی سے فطرت کے مجبور ہیں

۶ جو اشیا سے روکے قوائے عمل
مگر دل سے خواہش نہ جائے نکل
جو اشیا کی اُلفت میں سرشار ہے
پراگندہ دل ہے وہ مکّار ہے

۷ مگر بے فوائے عمل سے جو کام
کرے پہلے من سے حواس اپنے رام
لگاوٹ ہو جس میں نہ فکرِ ثمر
تو ہے کرم یوگی وہی مقتدر

---

۵ تمام عالم میں طوفانِ عمل برپا ہے۔ خود انسان کے جسم میں دوران خون وغیرہ کو دیکھو اس کا ذرہ ذرہ سرگرم عمل ہے۔ فطرت یا پرکرتی میں سب سے بڑا وصف حرکت یعنی عمل ہے اور وہ سب سے عمل کرا رہی ہے +

۶ دنیا کی محبت دکھاوے کی غرض سے نہیں بلکہ دل سے ترک کرنی چاہئے ورنہ یہ ترک منافقت اور ریاکاری ہے ۔ رام = مطیع + مقتدر = معزز +

۸ جو ہے فرض تیرا کر اُس پر عمل
کہ ترکِ عمل سے ہے بہتر عمل
عمل چھوڑ دینے ہوں تجھ کو تمام
تو مشکل ہے تیرے بدن کا قیام

۹ عمل جس قدر بھی ہیں یگ کے سوا
وہ دنیا کو بندھن میں رکھیں سدا
کئے جا تو سب کام یگ جان کر
لگاوٹ نہ رکھ اور نہ پھل پر نظر

۱۰ جو خالق نے انساں کو پیدا کیا
تو یگ کو بھی پیدا کیا اور کہا
کہ پھولو پھلو یگ پہ رکھ کر یقیں
مرادوں کی یہ گائے ہے کام دھین

۹ یگیہ وہ اعمال و رسوم ہیں جو شاستروں کے مطابق فریضہ مذہبی کے طور پر دیوتاؤں یا خدا کو خوش کرنے کیلئے کئے جاتے ہیں ؛ پرکرتی (فطرت) خود ایک عظیم الشان یگیہ کر رہی ہے جس کا مطلب خدا تعالیٰ کو خوش کرنا ہے اس لئے سب کام خدا کی رضا کے لئے اس کے ثمر سے بے نیاز ہو کر کرنے چاہیئں ؛

۱۰ (۲۴) کام دھین = کامدھک اندر کی گائے جس سے سب مرادیں دوہی جا سکتی تھیں ؛

۱۱ تم اِس سے کرو دیوتاؤں کو شاد
تمہیں دیوتا بھی کریں بامراد
جو اِک دوسرے کو کروگے نہال
تو مقصد میں پاؤگے اوجِ کمال

۱۲ جو قربانیوں سے ہوں خوش دیوتا
تمہیں نعمتیں سب کریں گے عطا
مگر لے کے نعمت جو دیتا نہیں
سمجھ لو کہ وہ چور ہے بالیقیں

۱۳ نِکوکار کھائیں جو یگ کا بچا
گناہوں سے کرتے ہیں خود کو رہا
جو پاپی خود اپنی ہی خاطر پکائیں
تو اپنے ہی پاپوں کا بھوجن وہ کھائیں

۱۱ (۱) دیوتا بعض شارح دیوتاؤں سے جان اور حواس مراد لیتے ہیں ۞ ۱۱ (۴) اوجِ کمال سے مدعا بہشت ہے یا نجات ۞ ۱۳ یگ، گرہست میں یگیہ پانچ قسم کے ہوتے ہیں، دیو یگیہ (دیوتاؤں کیلئے) برھم یگیہ (ویدوں کے پڑھنے پڑھانے کیلئے) پتری یگیہ (بزرگوں کی ارواح کیلئے) نری یگیہ (غربا کو کھانا دینے کیلئے) بھوت یگیہ (چھوٹے جانداروں کو کھلانے کیلئے) جو یگیہ سے بچے وہ امرت کہلاتا ہے اس کا کھانا ثواب ہے

۱۴ ہے زندوں کا غلّے پہ دار و مدار
تو غلّے کا بارش پہ ہے انحصار
ہو بارش جو یگ کا کریں اہتمام
مگر یگ ہوں کرموں سے پورے تمام

۱۵ یہ سب کرم فطرت سے ہوں رونما
تو فطرت کا منبع ہے پرماتما
سو پرماتما سب پہ چھایا ہوا
ہے یگ کے عمل میں سمایا ہوا

۱۶ اسی طرح دُنیا کا چلتا ہے دور
جو اِس دور سے ہٹ کے لے راہ اور
وہ شہوت کا بندہ گنہگار ہے
حیات اس کی دُنیا میں بیکار ہے

---

۱۵ (۱) فطرت = برھما یعنی پرکرتی۔ بعضوں نے اس کا ترجمہ وید کیا ہے ÷ ۱۵ (۲) پرماتما = برہم ÷
۱۴، ۱۵ منوسمرتی میں لکھا ہے "یگیہ میں آگ پر ڈالا ہوا ہَون سورج کو پہنچتا ہے۔ سورج سے بارش ہوتی ہے بارش سے غلّہ پیدا ہوتا ہے غلّے سے زندگی" ÷

۱۷ مگر آتما ہے ہے جس کو لگن
فقط آتما بن رہے جو مگن
سدا آتما ہی سے خورسند ہے
کہاں پھر وہ کرموں کا پابند ہے

۱۸ نہ کچھ اُس کو افعال سے فائدہ
نہ کچھ ترکِ اعمال سے فائدہ
نہ دلبستگی ہے جہاں سے اُسے
نہ کچھ مُدعا این و آں سے اُسے

۱۹ رہو اس لئے تم لگاوٹ سے دُور
بجا لاؤ فرض اپنے سب بالضرور
لگاوٹ نہ رکھو عمل میں پسند
اسی سے ملے گا مقامِ بلند

---

۱۷ (۱) یعنی جو مغلوبِ حِس نہیں + (۱۷ تا ۱۹) انسان کے لئے دو راہِ عمل ہیں (۱) یا تو ریاضت سے اس دُنیا کا سُکھ اور آئندہ کیلئے جنّت کی طلب کرے یا (۲) فرائض کو ثمر کا خیال ترک کر کے بے لوث اور محض خدا کے لئے بجا لائے۔ یہی راہِ عمل ویدوں کی ہے دوسری ویدانت کی۔ گیتا (۱۹ میں) دونوں کو سمونا چاہتی ہے +

۲۰ عمل سے بزرگوں نے پایا کمال
جنک جیسے انساں ہوئے با کمال
اسی طرح نیکی کئے جاؤ تم
جہاں کو بھلائی دیئے جاؤ تم

۲۱ کوئی نامور شخص کرتا ہے کام
تو کرتے ہیں تقلید اُس کی عوام
بڑا آدمی جو بنائے اُصول
وہی ساری دنیا کرے گی قبول

۲۲ مجھے دیکھ دنیا کا دینا ہے کچھ
نہ تینوں جہانوں سے لینا ہے کچھ
کمی کچھ نہیں گو مجھے زینہار
مگر پھر بھی رہتا ہوں مصروفِ کار

---

۲۰ (۲) سری رامچندر جی۔ بسشٹ جی۔ ویدویاس جی۔ راجہ جنک اور بہت سے دیگر راج رشی باوجود دنیادار ہونے کے عارف کامل بھی تھے اور دنیا کا انتظام (لوک سنگرہ) بھی کرتے تھے ۔

۲۲ (۳) تینوں جہاں = زمین آسمان اور ان کے مابین کی دنیا یا عالم جسمانی عالم نفسانی اور عالم روحانی ۔

۲۳ کروں میں نہ آن تھک لگاتار کام
تو رُک جائیں دُنیا کے دھندے تمام
چلیں لوگ میری روش پر سبھی
کریں کام وہ بھی نہ ارجُن کوئی
۲۴ جو ترکِ عمل مَیں کروں اختیار
اُجڑ جائے دنیائے ناپائدار
ہو وَرنوں کا میرے سبب گھال میل
بگڑ جائے لوگوں کی ہستی کا کھیل
۲۵ ہوں جس طرح مورکھ عمل میں مگن
انہیں کام ہی کی لگی ہے لگن
ہوں ویسے ہی دانا کے نشکام کام
رہے تاکہ لوگوں میں قائم نظام

۲۳، ۲۴۔ انسان کے سامنے خدا کی اپنی مثال پیش کرنا ظاہر کرتا ہے کہ گیتا کے فلسفہ کا منتہائے نظر انسان کو خدائی اخلاق سے متصف کرنا ہے ✤

۲۵ (۳) نشکام کام۔ وہ کام جو انسان اپنے ثمر سے بے نیاز ہو کر کرے اور جس میں نتیجے سے تعلق نہ رکھے ✤

۲۵ (۴) نظام = لوک سنگرہ ✤

۲۶ اگر مورکھوں میں عمل کا ہو جوش
تو ٹھنڈا نہ ان کو کریں اہلِ ہوش
کریں لوگ ہیں رہ کے خود کاروبار
تو اُن کو بھی رکھیں وہ مصروفِ کار

۲۷ یہ دنیا کی رونق یہ کاموں کی دُھن
سبب ان کا اصلی ہیں فطرت کے گُن
مگر جس کے دل میں اہنکار ہے
سمجھتا ہے خود کو کہ مختار ہے

۲۸ جو سمجھے گنوں اور فعلوں کا راز
کہ دونوں سے ہے آتما بے نیاز
رہے بے تعلق۔ کہ دُنیا کے کام
گنوں پر گنوں کے عمل کا ہے نام

---

۲۶ (۲) اہلِ ہوش۔ گیانی، عارف ✣

۲۷ اہنکار۔ خودی ✣ ۲۸ (۱) یہ گن تین قسم کے ہیں (۱) ستوگن یعنی وہ صفاتِ علوی جو نیکی فراخدلی روحانی اور نورانی اعمال کی محرک ہیں (۲) رجوگن یعنی وہ صفات دنیوی جو جذبات تلاشِ مسرت، حرکت جنگ اور کامیابی کی محرک ہیں۔
(۳) تموگن یعنی وہ صفات سفلی جو موہ جہالت تنزل اور تباہی کی محرک ہیں ✣

۲۹ وہ مُورکھ جو مایا کے دھوکے میں آئیں
گنوں اور افعال سے دل لگائیں
وہ جاہل ہیں اور عقل میں خامکار
نہ دُبدا میں ڈالیں انہیں ہوشیار

۳۰ تو من اپنا پرماتما میں لگا
خودی و ہوس چھوڑ مت جی جلا
مجھے سونپ دے کام سب بے درنگ
اُٹھ ارجن اُٹھ ارجن ہو مصروفِ جنگ

۳۱ جو ہیں میری تعلیم پر کاربند
کریں نکتہ چینی کو جو ناپسند
عقیدت سے پابند ارشاد ہیں
وہ کرموں کے بندھن سے آزاد ہیں

۲۹ (۱) مایا = پرکرتی، فطرت - تمام افعال و اعمال کا سرچشمہ پرکرتی ہے جس کو مایا یا فریب نظر بھی کہا گیا ہے ٭ ۲۹ (۲) ہوشیار - گیانی، عارف ٭ ۳۰ خودی - میں اور میرا کا خیال ٭
۳۰ (۲) جنگ سے مراد باطنی جنگ ہے ٭ ۳۱ - عقیدت سے = دلی توجہ سے ٭
ارشاد = راہ حق دکھانا، نیک تعلیم ٭

۳۲ جو عامل نہیں میری تلقین پر
جو تکرار و حجّت کریں بیشتر
علوم اُن کے ہیں سب فریب و فتور
وہ مورکھ تباہی میں آئیں ضرور

۳۳ کوئی علم سے لاکھ پُر نور ہے
مگر اپنی فطرت سے مجبور ہے
بشر اپنی فطرت بدلتا نہیں
یہاں جبر سے کام چلتا نہیں

۳۴ کبھی دل کو رغبت ہو محسوس سے
کبھی دل کو نفرت ہو محسوس سے
یہ رہزن ہیں دونوں نہ مرعوب ہو
تو غلبے سے ان کے نہ مغلوب ہو

---

۳۳ جبر و اکراہ سے فطری خواہشات کو فنا نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح جو خواص انسان میں جبلّی طور پر پائے جاتے ہیں وہ آخر ظاہر ہو کر رہتے ہیں۔ انسان صرف اتنا کر سکتا ہے کہ حواس پر قابو پا کر مکر وہات کو دل تک نہ آنے دے اور دل کو پاک صاف رکھے۔

۳۴ انسان کو اعمال محض فرض سمجھ کر نفرت اور رغبت کے جذبات سے بلند رہ کر کرنے چاہئیں۔

۳۵ نہ لے غیر کا دھرم گو خوب ہے
کہ دھرم اپنا ناقص بھی مرغوب ہے
جو مرنا پڑے دھرم پر اپنے مر
تجھے غیر کے دھرم میں ہے خطر

ارجن کا سوال

۳۶ پھر ارجن نے پُوچھا وہ قوّت ہے کیا
کرے جس سے انساں گناہ و خطا
خطا کوئی کرتا نہیں چاہ سے
وہ سب کچھ کرے جبر و اکراہ سے

شری بھگوان کا ارشاد

۳۵ یہاں دھرم سے مراد "فرائض" ہے۔ وہی کام کرو جس کی تمہاری فطرت میں اہلیت ہے اپنا فرض چھوڑ کر دوسرے کے فرائض اختیار کرنا خطرے سے خالی نہیں۔ جو شخص ساری عمر سپہگری کرتا رہا ہو اس سے جوہری اور زرگری کا کام کیسے لیا جاسکے گا اور جو عمر بھر موسیقی کی تانیں اڑاتا رہا ہو اُس سے تلوار کا کام کیسے ہو سکے گا ؟

۳۷ سُنا یہ تو بھگوان کہنے لگے
ہوس اور غضب دو ہیں دشمن ترے
رجوگن کی یہ دونوں اولاد ہیں
یہ لوبھی ہیں پاپی ہیں جلّاد ہیں
۳۸ دُھواں رُدئے آتش کو جیسے چھپائے
رُخِ شیشہ پر جس طرح زنگ آئے
چھپے پیٹ میں ماں کے جیسے جنیں
ہوس سے چھپے گیان تیرا یُہیں
۳۹ ہے سب گیان والوں کی دشمن ہوس
یہ پیچھا نہ چھوڑے گی رہزن ہوس
ہوس آگ ایسی ہے کُنتی کے لال
کہ اِس آگ کا سیر ہونا محال

---

۳۷ ہوس - کام = غضب - کرودھ ۔ انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس میں ستوگن کا غلبہ ہو اور رجوگن اور تموگن اُس سے دب جائیں (مثلاً درندوں میں رجوگن کا غلبہ ہوتا ہے۔ درندوں جیسے کام انسان کے شایان شان نہیں -) ایسے ہی ہوس جو خلاف عقل ہے رجوگن سے پیدا ہوتی ہے اور ہوس پوری نہ ہونے سے غصہ کا غلبہ ہو جاتا ہے۔ ہوس آگ کی طرح ہے
"جُوں جُوں ایندھن ڈالیئے نکلے اور زبان"

۴۰ حواس و دل و عقل اے نیک نام
ہوس کے لئے ہیں یہ تینوں مقام
یہیں گیان انساں کا روپوش ہو
یہیں تن کا باشی بھی مدہوش ہو

۴۱ اسی واسطے ارجن اے حق شناس
تُو کر پہلے قابو میں اپنے حواس
ہوس دُور کر ہے یہ عینِ گناہ
کرے گی یہی علم و عرفان تباہ

۴۲ حواس آدمی کے ہیں اعلیٰ تمام
مگر ان سے اونچا ہے من کا مقام
ہے من سے بڑا مرتبہ عقل کا
مگر عقل سے بڑھ کے ہے آتما

---

۴۰ انسانی ہستی کے دو جزو ہیں پرکرتی (فطرت) اور آتما (روح) حواس دل اور عقل پرکرتی کا جزو ہیں اور انہیں پر ہوس (کام) کر کے علم و عرفان کو تباہ کر دیتی ہے۔ عام لوگ حواس دل اور عقل کے ذریعہ سے ہی تکمیل انسانی حاصل کرنا چاہتے ہیں حالانکہ اصلی تکمیل روحانی تکمیل ہے۔ وہ جب تک ہوس (کام) پر قابو نہ پائیں تکمیل ناممکن ہے۔ تن کا باشی روح ہے +

۴۳ اگر آتما عقل سے ہے بلند
تو کر نفس کو رُوح کا پابند
ہوس ہے تری دشمن خوفناک
زبردست ارجن اسے کر ہلاک

کرم یوگ نامی تیسرا ادھیائے ختم ہوا

---

۴۳ انسان کو اپنے قوائے جسمانی اور دماغی کا حاکم ہوا و ہوس کو نہیں بنانا چاہیئے بلکہ آتما کو بنانا چاہیئے ورنہ وہ کرموں کے بندھن میں پھنس کر نجات حاصل نہیں کر سکتا ۔

چوتھا ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ یہی یوگ جس کو نہیں ہے فنا
وِوَسوان کو میں نے پہلے دیا
منو نے لیا پھر وِوَسوان سے
منو سے لیا اس کو اِکشواک نے

۱۔ یہی یوگ = کرم یوگ۔ جس کی تشریح کی جا چکی ہے ؞
جس کو فنا نہیں = جس پر ماضی حال اور مستقبل کا اثر نہیں ؞
وِوَسوَت کے معنی ہیں سورج۔ اِکشواک منو کا بیٹا اور سورج بنسی خاندان کا جدِ امجد تھا ؞

۲ یہی نسل در نسل آیا ہئے یوگ
یہی راج رشیوں نے پایا ہے یوگ
مگر اب ہے دَورِ زماں سے یہ حال
کہ اس یوگ کو آگیا ہے زوال

۳ یہی یوگ کا آج رازِ قدیم
بتایا ہے میں نے تجھے اے ندیم
کیا تجھ پہ سرِّ خفی آشکار
کہ تو بھگت میرا ہے اور دوستدار

ارجن کا سوال

۴ کہا سُن کے ارجن نے سُنیئے حضور
جہاں میں ہُوا آپ کا اب ظہور

---

۲ (۲) راج رشی وہ راجا جو حکومت کے باوجود عارف بھی ہوتے تھے۔
۳ (۲) ندیم = ہم نشیں۔
(۳) سرِّ خفی = چھپا ہُوا راز۔
(۴) بھگت = پرستار۔

وِوَسوان پہلے ہی موجود تھا
تو یوگ آپ سے اُس نے کیونکر لیا؟

شری بھگوان نے فرمایا

۵ سُن ارجن ہوئے ہیں یہاں بار بار
تمہارے ہمارے جنم بے شمار
مجھے حال ان سب کا معلوم ہے
ترا حافظہ ان سے محروم ہے

۶ مری ذات ہے مالکِ کائنات
نہ اس کو ولادت نہ اس کو ممات
جو کام اپنی فطرت سے لیتا ہوں میں
جنم خود کو مایا سے دیتا ہوں میں

---

۶ انسان اپنے کرموں کے باعث جنم لینے پر مجبور ہے اور گنوں اور نیچر کا تابع ہے لیکن نیچر خود میرے قابو میں ہے اس لیئے میں اپنی مایا سے جو صرف فریب نظر ہے کام لے کر ظہور پاتا ہوں۔ میں جنم لیتا ہوا معلوم ہوتا ہوں گو درحقیقت وہ (معمولی معنوں میں) جنم نہیں ہوتا ؎

۷ تنزّل پہ جب وقت آتا ہے دھرم
ادھرم آ کے کرتا ہے بازار گرم
یہ اندھیر جب دیکھ پاتا ہوں میں
جنم لے کے دنیا میں آتا ہوں میں

۸ بھلوں کو بُروں سے بچاتا ہوں میں
بُروں کو جہاں سے مٹاتا ہوں میں
جڑیں دھرم کی پھر جماتا ہوں میں
جنم لے کے یگ یگ میں آتا ہوں میں

۹ جو ارجن سمجھ لے ان اسرار کو
خدائی جنم اور کردار کو
وہ مر کر مرے وصل سے شاد ہے
تناسخ کے چکر سے آزاد ہے

---

۷ (۲) ادھرم = بے دینی ÷ ۹ (۴) تناسخ - آواگون = بار بار جنم لینا ÷
۹ یہ سمجھنا ضروری ہے کہ کس طرح نرگن (پرمیشور) گن والی مایا میں ظاہر ہوتا ہے۔ پرمیشور کے اس کردار (فعل) کو سمجھنے سے کہ کس طرح کرم کرتے ہوئے بھی کرم سے بے تعلق رہا جا سکتا ہے انسان نجات حاصل کر سکتا ہے ÷

۱۰ گئی محو مجھ میں مجھی میں مقیم
تعلق سے آزاد بے رنج و بیم
سدا گیان تپ سے کریں پاک دل
مری ذات عالی میں جاتے ہیں مل

۱۱ مرے پاس جس راہ سے لوگ آئیں
میں راضی ہوں ارجن مراد اپنی پائیں
اُدھر سے چلیں یا اِدھر سے چلیں
مرے سب ہیں رستے جدھر سے چلیں

۱۲ جو کرموں کے پھل کے ہیں طالب یہاں
کریں دیوتاؤں پہ قربانیاں
کہ فی الفور دنیا میں انسان کی
مُرادیں ہوں کرموں سے حاصل سبھی

۱۰۔ بیم = خوف ÷ گیان تپ = عرفان کی آگ جس سے تمام سنسکار اور گناہ جل جاتے ہیں۔ عرفان کے باعث حواس پر قابو ہو جاتا ہے اس لیے طلب دنیا اور اس کے نہ ملنے پر جوش اور غصہ نہیں رہتا اور عارف چونکہ ہر طرف خدا ہی کو دیکھتا ہے اس لئے بےخوف ہو جاتا ہے۔

۱۱۔ اس شلوک میں کتنی فراخدلی پائی جاتی ہے طالب حق اگر اس کی طلب سچی ہے خدا کو پہنچ جاتا ہے خواہ وہ کسی مسلک پر کیوں نہ ہو ÷ چوتھے شعر میں بوجہ ردیف ایطاء ناگوار نہیں:

۱۳ بنائے ہیں میں نے جو یہ ورن چار
یہ کرموں گنوں کی ہے تقسیمِ کار
میں خالق ہوں ان کا مگر بالضرور
عمل سے بری ہوں تغیّر سے دور

۱۴ نہ کرموں کا ہوتا ہے مجھ پر اثر
نہ کرموں کے پھل پر ہے میری نظر
جو ایسا سمجھتا مجھے پاک ہے
وہ کرموں کے بندھن سے بیباک ہے

۱۵ سلف کے بزرگوں نے پا کر یہ بات
کیے کام دُنیا میں بہرِ نجات
اسی طرح تو بھی کیے جا عمل
بزرگوں کے نقشِ قدم ہی پہ چل

۱۳ چار ورن: برہمن کشتری ویس شودر ۔ برہمن[1] میں ستوگن کا غلبہ ہوتا ہے وہ علمی کام کرتا ہے کشتری[2] میں رجوگن کا غلبہ ہوتا ہے وہ شجاعت کے کام کرتا ہے ۔ ویش[3] میں رجوگن اور تموگن دونوں ہوتے ہیں وہ تجارت حرفت یا گلہ بانی کے کام کرتا ہے شودر[4] میں تموگن اور اس کے تحت رجوگن ہوتا ہے وہ سب کی ادنیٰ خدمت بجالاتا ہے ۔

۱۶ عمل کیا ہے ترکِ عمل کیا ہے چیز
بھٹکتے ہیں اس میں بھی اہلِ تمیز
عمل کا بتاتا ہوں رستہ تجھے
جو آزاد کر دے گا سنسار سے

۱۷ ہے لازم عمل کو تو پہچان لے
جو اعمال بد ہیں انہیں جان لے
الگ اِن سے کر راہِ ترکِ عمل
یہ گہرا ہے کرموں کا رستہ سنبھل

۱۸ جسے ہے عمل عینِ ترکِ عمل
ہے ترکِ عمل جس کو درکِ عمل
وہ گیانی ہے یوگی ہے کامل ہے وہ
ہیں جتنے عمل اُن کا عامل ہے وہ

۱۶ (۴) سنسار = زندگی اور موت کا چکر ۔ ۱۸ (۲) درک = پا لینا ۔ اگر انسان عمل کرتے ہوئے خودی کا خیال چھوڑ کر یہ سمجھ لے کہ سب کام فطرت کر رہی ہے اور وہ خود محضِ آلۂ کار ہے تو وہ عمل کے باوجود ترکِ عمل کر رہا ہے لیکن جو نہ کام کرتے ہوئے بھی خودی کو نہ چھوڑے اور سمجھے "میں" کام نہیں کرتا وہ ترکِ عمل کے باوجود کرموں میں پھنسا رہتا ہے ۔

۱۹ نہ خواہش کی ہو کام میں جس کے لاگ
جلا دے عمل جس کے عرفاں کی آگ
عمل میں ثمر سے جو ہے بے نیاز
ہے دانا وہی پیشِ دانائے راز

۲۰ عمل میں نہیں جس کو پھل سے لگن
دلِ مطمئن میں رہے جو مگن
سہارا کسی کا نہ لے ایک پل
عمل اُس کا ہے عین ترکِ عمل

۲۱ امید و ہوس سے نہ ہے کچھ لگن
جو قابو میں ہے من تو قبضے میں تن
جو تن کام میں من رہے دھیان میں
تو پل بھی نہ گزرے گی عصیان میں

۱۹۔ وہ آزاد انسان جس کی آتما شانت ہے کسی کام سے گریز نہیں کرتا بلکہ سمجھتا ہے کہ پرکرتی اُس سے کام لے رہی ہے وہ عرفان کے باعث کرموں کے بندھن سے آزاد ہوتا ہے اور سکونِ قلب خاموشی نیکی اور پاکیزگی سے سب کام کرتا ہے۔ اہنکار نہ ہونے سے ہوس جاتی رہتی ہے اور اس سے کام کے پھل سے بے نیاز ہو کر کامل اطمینانِ قلب حاصل کر لیتا ہے +

۲۱ عصیان = گناہ +

۲۲ جو مل جائے لیکر وہی شاد ہے
نہ حاسد نہ پابندِ اضداد ہے
برابر ہیں جس کے لئے جیت ہار
عمل میں عمل کا نہیں وہ شکار

۲۳ تعلق سے جو پاک، آزاد ہے
جو عرفاں میں قائم ہے دلشاد ہے
جو یگ ہی کی خاطر کرے ہر عمل
تو کرم اُسکے جاتے ہیں سارے نکھل

۲۴ وہ کہتا ہے جو میں نے ارپن کیا
خدا نے دیا اور خدا نے لیا
خدا ہی کی آگ اور خدا ہی کا گھی
خُدا سے جُدا وہ نہ ہو گا کبھی

---

۲۲ (۲) اضداد سے مراد سُکھ دُکھ سردی گرمی جیت ہار وغیرہ کیفیات ہیں جو ایک دوسرے سے متضاد ہیں۔ جو ان سب کو یکساں سمجھتا ہے وہ پابندِ اضداد نہیں +

۲۳ (۳) اس کی تمام زندگانی خدا کی راہ میں قربانی کا حکم رکھتی ہے اس کا ہر عمل ترکِ عمل کا حکم رکھتا ہے اور وہ کرموں کے بندھن سے آزاد رہتا ہے +

۲۴۔ اس یگیہ کو گیان یگیہ سمجھنا چاہئے یعنی ایسی قربانی جس کی بنیاد عرفان پر ہے +

۲۵ کئی کرم یوگی ہیں ان سے الگ
وہ بس دیوتاؤں کو دیتے ہیں یگ
جلا کر کئی آتش کبریا
کریں یگ کو اُس یگ کے اندر فنا
۲۶ کئی ضبطِ دل سے جلائیں مدام
سماعت حِسیں دوسری بھی تمام
کئی حِس کی آتش میں کر دیں فنا
سب اشیائے محسوس مثلِ صدا

---

۲۵ (۳۱ا۳) یعنی جس طرح گھی اناج وغیرہ کو مادی آگ میں ہَوَن کر کے یگیہ کیا جاتا ہے وہ اس تمام یگیہ ہی کو خدا کی آگ میں ہَوَن کر دیتے ہیں۔ یعنی دیوتاؤں کے یگیہ کو بھی خدا ہی کا یگیہ سمجھ کر کیا کرتے ہیں +

۲۶۔ اس شلوک میں دو یگیوں کا ذکر ہے۔ پہلا وہ جس میں "ضبطِ دل کی آگ روشن کر کے اس میں حواس کو ہَوَن کر دیا جائے"۔ یعنی حواس کو اس طرح قابو میں رکھا جائے کہ اُن سے خوشی اور غم کے اثرات دل تک نہ پہنچیں۔ دوسرا یگیہ وہ جس میں حواس کی آگ روشن کر کے اس میں اشیائے محسوس کو ہَوَن کر دیا جائے"۔ یعنی اشیائے محسوس کا اثر حواس سے آگے نہ جانے دیا جائے مثلاً انسان، آنکھیں رکھتا ہوا بھی اشیائے ممنوعہ کو نہ دیکھے کان رکھتے ہوئے بھی کسی کی برائی نہ سُنے اور حواس کو محض پاک، اور غیر ممنوعہ محسوسات تک پہنچنے دے ÷

۲۷ کئی ضبط سے یوگ ایسا کمائیں

دل و جاں میں عرفاں کی آتش جلائیں

ہوں افعالِ حس یا ہوں افعالِ دم

اسی گیان اگنی میں کر دیں بھسم

۲۸ کئی دھن سے اور تپ سے کرتے ہیں یگ

کئی یوگ اور جپ سے کرتے ہیں یگ

کئی لوگ کرتے ہیں یگ گیان سے

وہ عہد اپنا پورا کریں جان سے

---

۲۷ اس شلوک میں عرفان کے یگیہ کا ذکر ہے جو اوپر کے یگیوں سے مختلف ہے۔ اس میں حواس پر جبر کئے بغیر علم و عرفان کے ذریعہ سے خود بخود وہ فوائد حاصل ہوتے ہیں جو حبسِ دم اور ضبطِ حواس سے حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہ ذہنی اور قلبی ریاضت ہے +

۲۸ اس شلوک میں یگیہ (ریاضت) کے مختلف اقسام کا ذکر ہے:۔

(۱) وہ یگیہ جس میں قیمتی اشیا دھن دولت غلہ وغیرہ کی قربانی دی جائے۔

(۲) وہ یگیہ جس میں جسم کو اذیت پہنچائی جائے یا کسی عضو کو سکھا دیا جائے۔ جیسے تپسوی لوگ کرتے ہیں۔

(۳) وہ یگیہ جس میں کرم یوگ سے فرائض کی تکمیل کی جائے یہ بھی ریاضت ہے۔

(۴) وہ یگیہ جس میں اوراد و وظائف سے ریاضت کی جائے۔

(۵) وہ یگیہ جس میں علم و عرفان کے حصول اور حقائق پر غور و خوض سے کام لیا جاتا ہے یہ اعلیٰ ترین ریاضت ہے +

۲۹ کئی حبس دم میں دکھائیں کمال
کہ یگ اُن کا ہے روکنا دم کی چال
وہ دم اپنے کرتے ہیں قربان یوں
دروں میں بروں اور بروں میں دروں

۳۰ بہت سے غذا کی گھٹا کر لگن
کریں پران پر پران اپنے ہون
انہیں یگ کے اسرار معلوم ہیں
وہ یگ کے سبب پاک معصوم ہیں

۳۱ وہ امرت کے لقمے جو یگ سے بچیں
انہیں کھانے والے خدا سے ملیں
ہے ارجن وہ محروم چھوڑے جو یگ
نہ یہ جگ ہی اُس کا نہ اگلا ہی جگ

---

۲۹ دروں (اندر) جاتے ہوئے دم (سانس) کو پران اور بروں (باہر) جاتے ہوئے دم (سانس) کو اپان کہتے ہیں۔ حبس دم = پرانا یام = سانس روکنا۔ یہ مشق خیال کو جمانے کے لئے کی جاتی ہے +

۳۰ یگیہ کے ریاض کا مدعا تزکیہ نفس ہے یعنی جذبات سفلی پر قابو پاکر جذبات عالیہ کو نمایاں کرنا اور جسمانی خوشی کو چھوڑ کر روحانی خوشی حاصل کرنا +

۳۱ انسان کو چاہیے پہلے دوسروں کو کھلائے پھر خود کھائے +

۳۲ بہت یگ کے اعمال و دستور ہیں
جو برہم یعنی ویدوں میں مذکور ہیں
کہ یگ سارے کرموں کی اولاد ہیں
جو ایسا سمجھ لیں وُہ آزاد ہیں

۳۳ کریں ساز و ساماں سے انسان یگ
مگر سب سے بہتر سمجھ گیان یگ
سُن ارجن اگر تجھ کو پہچان ہے
کہ ہر کرم کی انتہا گیان ہے

۳۴ جو گیانی ہیں تو اُن کی تعظیم کر
حصول اُن سے عرفاں کی تعلیم کر
سمجھ اُن سے سب کچھ بہ عجز و نیاز
تو کر اُن کی سیوا تو سیکھ اُن سے راز

۳۲ سنسکار سے بچنے اور نجات حاصل کرنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ انسان خود کرم (عمل) نہیں کرتا بلکہ سب کام نیچر کرتی ہے رُوح پُرسکون اور عمل سے فارغ ہے۔ یگیہ بھی نیچر کا فعل ہے۔

۳۳ اُس یگیہ سے جس میں اشیائے دنیوی سے کام لیا جائے دنیوی فوائد حاصل ہوں گے۔ اور اُس یگیہ سے جس میں گیان (عرفان)، سے کام لیا جائے نجات حاصل ہوگی اس لئے گیان یگیہ افضل ہے

۳۴ (۴۲)، ریاض کے اعمال سے دل کی پاکیزگی اور عرفان حاصل ہوتا ہے۔

۳۵ جو ارجنؔ، ملے گیان، اُلجھن ہو دُور
تو ہو اُس حقیقت کا تجھ پر ظہور
کہ سارا جہاں ہے تری ذات میں
تری ذات یعنی مری ذات میں

۳۶ جو فاسق ہے تو یا گنہگار ہے
گنہگار بندوں کا سردار ہے
تو پھر گیان نیّا پہ ہو جا سوار
گناہوں کے ساگر سے کر دیگی پار

۳۷ سُن ارجن جو انبارِ خاشاک ہے
لگے آگ اس میں تو سب خاک ہے
یونہی گیان اگنی سے جاتے ہیں جل
بُرے ہوں عمل یا بھلے ہوں عمل

۳۵ (۳۰، ۴۰) اس شلوک میں آتما اور پرماتما کی وحدت کا سبق دیا گیا ہے اور یہی وحدت الوجود تصوف کی جان ہے ÷ ۳۷۔ جب تک انسان میں اہنکار (خودی) موجود ہے وہ خود کو افعال و اعمال کا فاعل سمجھتے ہوئے ان کے ثمر کا خواہاں اور ان کے نیک و بد کا ذمہ دار ہے لیکن جب اس کو یہ عرفان ہو جائے کہ فاعل حقیقی خدا کی قدرت ہے تو وہ اعمال کی جزا و سزا سے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ گویا عرفان کی آگ میں اس کے تمام کرم جل جاتے ہیں ÷

۳۸ نہیں چیز بڑھ کر کوئی گیان سے
خطا دور کر دے جو انسان سے
اگر پختگی یوگ میں پائے گا
تو خود گیان بھی اُسکو ہو جائے گا

۳۹ وہ گیانی ہے جس کو ہو پختہ یقیں
حواس اپنے رکھے جو زیرِ نگیں
اُسے گیان حاصل ہو انجام کار
وُہ پائے خدائی سکون و قرار

۴۰ وہ جاہل نہیں جس کو دل کا یقیں
تذبذب سے پہنچے فنا کے قریں
رہے ڈگمگاتا نہ ہو شادماں
یہ دنیا ہے اُس کی نہ اگلا جہاں

۳۸ (۲) برھم گیان (یعنی خدا کا عرفان) انسان کے دل کو پاک صاف کر کے اسے گناہوں سے مبرا کر دیتا ہے *

۳۸ (۴) وہ کرم یوگ اور دھیان یوگ میں لگ کر آتما کا گیان حاصل کر لیتا ہے *

۴۰ (۱) جس کو اپنی آتما۔ شاستروں اور گرو پر یقین نہیں *

۴۱ کیا یوگ سے جس نے ترکِ عمل
کٹے گیان سے جس کے وہم و خلل
وہی آتما کا جسے گیان ہے
کہاں اُس کو کرموں سے نقصان ہے

۴۲ جہالت سے پیدا ہوئے ہیں جو شک
مٹا گیان کی تیغ سے یک بیک
اُٹھ اے بھارت اور چھوڑ سب وہم خام
تو رکھ یوگ میں دل کو قائم مدام

گیان یوگ نامی چوتھا ادھیائے ختم ہوا

۴۲ جو شکوک و شبہات جہالت سے پیدا ہوتے ہیں وہ عرفان کے نور سے دور ہو جاتے ہیں ان آخری شلوکوں میں بتایا گیا ہے کہ نجات صرف حسن اعمال یا محض عرفان سے نہیں مل سکتی بلکہ دونوں کے ملاپ سے حاصل ہوتی ہے اگر گیان حاصل نہ ہو تو کرموں کا بندھن نہیں ٹوٹتا اور محض کرم یوگ عرفان کے بغیر ناکافی ہے۔

پانچواں ادھیائے

ارجن نے کہا

کبھی کرم یوگ آپ اچھا بتائیں
کبھی کرم سنیاس[1] کے گُن سنائیں
ہے بھگوان کون ان میں مرغوب تر
عمل ہے کہ ترکِ عمل خوب تر؟

شری بھگوان کا جواب

---

۱ کرم سنیاس = ترکِ عمل ۔
پچھلے شلوکوں میں جہاں ایک طرف سانکھیہ فلاسفی کے مطابق ترکِ عمل کے گن بتائے گئے ہیں وہاں کرم یوگ (فلسفہ عمل) کی خوبیاں بھی بیان کی گئی ہیں "عمل میں ترک" اور "ترک میں عمل" دیکھنے کا جو فلسفہ بیان کیا گیا ارجن اس کی مزید تشریح طلب کرتا ہے ۔

۲ کہی سُن کے بھگوان نے پھر یہ بات
ہیں ترک اور عمل دونوں راہِ نجات
فضیلت میں لیکن ہے بڑھکر عمل
کہ ترکِ عمل سے ہے بہتر عمل

۳ ہمیشہ کا تارک اُسے جانئے
ہو نفرت کسی سے نہ رغبت جسے
مقیّد نہ پابندِ اضداد ہے
سن ارجن وہی مردِ آزاد ہے

۴ وہ ہیں طفلِ ناداں جہالت میں غرق
جو سنیاس اور یوگ میں پائیں فرق
جو دونوں سے اک میں بھی کامل ہوا
تو پھل اس کو دونوں کا حاصل ہوا

---

۳ اُسے سنیاسی نہ سمجھنا چاہئے جو دنیا سے بیزار ہو کر جہالت سستی یا ناکامی کی وجہ سے تارک ہو جائے گیروے کپڑے پہن لے اور بھیک پر گزارا کرے کیونکہ ایسا کرنا بزدلی اور منافقت ہے سچا سنیاسی وہ ہے جو اعمال میں مشغول رہتے ہوئے بے لوث راہِ عمل اختیار کرے اور اپنے دل کو سکھ دکھ نفع نقصان ہار جیت وغیرہ سے آزاد رکھے ✤

۵ تجھے سانکھ سے جو ملے گا مقام
وہی یوگ سے پائے گا لا کلام
ذرا دیکھ رکھتا اگر آنکھ ہے
وہی یوگ ہے اور وہی سانکھ ہے

۶ رہِ یوگ سے جو کنارا کرے
تو مشکل ہے سنیاس پانا اُسے
مُنی یوگ ہی میں جو سرشار ہے
وصالِ خدا کا وہ حقدار ہے

۷ جو سرشار ہے یوگ میں مستقل
حواس اُس کے قابو میں ہیں بس میں دل
جیسے جان اپنی سی ہر جان ہے
کہاں اُس کو کرموں سے نقصان ہے

---

۵ تارک الدنیا لوگ جو گیان یوگ یا ویدانت کے عامل ہیں سانکھیہ کہلاتے ہیں وہ نجات حاصل کرنے کے لئے ذکر فکر مراقبہ وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں۔ اسی طرح کرم یوگی جو کام کے پھل سے بے نیاز ہو کر تمام اعمال خدا کے لئے کرتے ہیں وہ بھی دل کی پاکیزگی کی وجہ سے نجات حاصل کرتے ہیں اس لئے سانکھیہ اور کرم یوگی کی منزل مقصود ایک ہی ہے یعنی موکش (نجات)۔

۶ (۲۸) منی = گیان دھیان میں مصروف رہنے والا۔ عارف۔

۸ حقیقت کا ہے جس کو علم ویقیں
سمجھتا ہے "میں کچھ بھی کرتا نہیں"
سُنے دیکھے چھوُلے کبھی سُونگھ لے
وہ کھائے پھرے سانس لے اونگھ لے

۹ وہ دے اور وہ لے اور وہ بولے کبھی
کبھی آنکھ موندے تو کھولے کبھی
مگر وہ ہمیشہ یہ کرے قیاس
کہ "محسوس کی سیر دیکھیں حواس"

۱۰ رہے بے تعلق کرے جب عمل
خدا ہی کی خاطر کرے سب عمل
خطا سے ہمیشہ رہے گا بری
کنول کے نہ پتّے پہ ٹھہرے تری

---

۹ (۸) ایسا آدمی عمل میں ترکِ عمل مشاہدہ کرتا ہے اور کہتا ہے "میں نہیں دیکھتا بلکہ آنکھیں دیکھتی ہیں میں نہیں سنتا بلکہ کان سنتے ہیں۔ میں نہیں سونگھتا بلکہ ناک سونگھتی ہے" وغیرہ وغیرہ۔ میری آتما عمل سے بالا ہے۔

۱۰ اس کے تمام اعمال عرفان کی آگ میں سوختہ ہو چکے ہیں وہ ظاہری طور پر نہیں بلکہ دل سے ترکِ عمل کر چکا ہے اس کو نہ کام کے ثمرے کی پروا ہے نہ نجات کی فکر۔ وہ سنسار کے چکر سے آزاد ہے ✤

۱۱ جو یوگی ہیں کرتے ہیں نشکام کام
نہیں کام ہیں کچھ لنگاوٹ کا نام
کریں صرف تن من خرد اور حواس
کہ دل کی صفائی سے ہوں روشناس۔

۱۲ جو یوگی ہے سرشار چھوڑے گا پھل
سکونِ ابد لائیں اُس کے عمل
جو یوگی نہیں وہ ہوس کا فقیر
رہے پھل کی خواہش میں ہر دم اسیر

۱۳ یہ نودر کی اک راجدھانی ہے تن
رہے چین سے جس میں شاہِ بدن
کرے خود نہ اوروں سے لے کوئی کام
کرے ترکِ اعمال دل سے مدام

۱۱ (۱) نشکام کام ۔ وہ کام جس میں پھل کی خواہش نہ ہو ۔ بے غرض کام ✣
۱۲ (۱) یوگ میں سرشار ۔ یوگ یکت ۔ یوگ میں منہمک ✣ ۱۲ (۲) سکون چونکہ وہ کام خدا کے لیے کرتا ہے اور ثمر سے بے نیاز ہے اس لئے ناکامی میں بھی مایوس نہیں ہوتا اور پرسکون رہتا ہے
۱۳ راجدھانی ۔ دارالسلطنت ✣ نودر ۔ سے مراد جسم کے نو سوراخ ہیں۔ ✣ شاہ بدن ۔ آتما جو پرسکون ہے کیونکہ کام سب پرکرتی کرتی ہے جس میں اعضا حواس دل اور عقل شامل ہیں ✣

۱۴ وہ مالک عمل اور نہ عامل بنائے
نہ کرموں کو کرموں کے پھل سے ملائے
یہ مایا کی ہیں کارفرمائیاں
یہ مایا ہی کرتی ہے سب کچھ عیاں

۱۵ نہ لے گا کسی سے بھی پرماتما
کسی کی نکوئی کسی کی خطا
جہالت سے عرفاں پہ چھائی ہوئی
تو دُنیا ہے چکر میں آئی ہوئی

۱۶ مگر جن کو حاصل ہے عرفاں کا نُور
کرے گیان اُن کی جہالت کو دُور
کہ سُورج ہو جب گیان کا ضو فشاں
تو پرماتما کی ہو صورت عیاں

(۱۳،۱۴) وہ مالک۔ پربھو۔ سانکھیہ فلاسفی والے دو ابدی ہستیوں پُرش اور پرکرتی (فطرت) کو مانتے ہیں۔ پہلا جوہر ہے فاعل صرف پرکرتی ہے۔ ویدانت اور گیتا وحدت الوجود کے قائل ہیں ان کے نزدیک خدا یا جوہر تین (اپنے صفات) ہے پُرسکون ناظر اور ساکت ہے۔ حرکت اور عمل خدا کی مایا سے ہو رہے ہیں جو ایک فریب نظر ہے۔

(۱۵) اگر تم خود کو پرکرتی کا جزو سمجھتے ہو تو کرموں کے بندھن میں پھنسے ہوئے ہو اگر تم خود کو آتما سمجھتے ہو تو آزاد ہو۔

۱۷ وہ مقصد وہ ملجا وہی روحِ پاک
اُسی میں سدا عقل کا انہماک
پہنچ جائیں اُس تک تو واپس نہ آئیں
کرے گیان دُور اُن کی ساری خطائیں

۱۸ جو گیانی ہے یکساں نظر اُس کو آئے
وہ ہاتھی ہو کتا ہو یا کوئی گائے
برہمن ہو کوئی علیم و حلیم
کہ چنڈال ناپاک مردِ لئیم

۱۹ مساوات میں دل لگائے ہوئے
جنم پر وہ قابو ہے پائے ہوئے
ہے بے عیب و یکساں جو ذاتِ خدا
رہے ذات میں اُس کی قائم سدا

۱۷ نام اور رُوپ کی دُنیا کا خیال چھوڑ کر خدا میں انہماک حاصل کرنے والے گناہوں سے بری اور سنسار کے چکر سے پار ہو جاتے ہیں

۱۸ گیانی تمام جاندار اشیا اور تمام انسانوں پر یکساں طور سے مہربان ہوتا ہے وہ ان سب میں وہی آتما دیکھتا ہے اور ان کے اجسام کو خدا کی پرکرتی کا مظہر سمجھتا ہے + علیم و حلیم علم اور حلم والا + لئیم = بدبخت + ۱۹ مساوات = سب کو برابر سمجھنا +

۲۰ وہ عارف خدا میں رہے استوار
نہ الجھن اُسے ہو نہ دل بے قرار
مسرّت جو پائے تو شاداں نہ ہو
مضرّت جو پہنچے پشیماں نہ ہو

۲۱ نہ اشیائے ظاہر سے اس کو لگن
ہے آنند سے آتما میں مگن
جو برھم یوگ میں قلب سرشار ہے
دوامی مسرت کا حقدار ہے

۲۲ تعلق سے پیدا جو ہوتا ہے سُکھ
اُسی سے نمایاں ہو آخر میں دُکھ
جو سُکھ کا بھی آغاز و انجام ہے
تو دانا کہاں اُس سے خوش کام ہے

۲۰، ۲۱ ان میں جیون مکت کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں یعنی اس شخص کے جس کا من آزاد ہے*
۲۱ حواس فانی۔ اشیائے محسوس فانی، فانی سے فانی کے ملاپ سے جو خوشی کا احساس ہوتا ہے وہ بھی فانی۔ آتما لازوال ہے اس میں سرشار ہونے سے جو آنند حاصل ہوتا ہے وہ بھی لازوال ہو گا۔
۲۲۔ اشیائے محسوس کے تعلق سے جو خوشی ہوتی ہے اُن کے جاتے رہنے پر وہی غم میں مبدّل ہو جاتی ہے *

۲۳ نہ چھوڑا ابھی جس نے تن کا قفس
مگر کر لئے زیرِ طیش و ہوس
اسیرِ بدن رہ کے آزاد ہے
تو انساں وہ یوگی ہے دل شاد ہے

۲۴ وہ یوگی رہے جس کے من میں سرور
مسرّت ہو دل میں تو سینے میں نور
سمجھ لیجئے حق سے واصل اُسے
کہ ہو برھم نروان حاصل اُسے

۲۵ رشی مٹ چکے جن کے جُرم و قصور
جنہیں خود پہ قابو دُوئی سے جو دُور
جو سب کی بھلائی کے خواہاں رہیں
ملے برھم نروان آخر نہیں

---

۲۳ دنیا میں اُسی انسان کو آنند حاصل ہوتا ہے جو کام اور کرودھ پر قابو پالے۔ اگر ایسا نہیں، تو دولت، حکومت مال اولاد ان سب سے راحت کی بجائے رنج والم حاصل ہوتا ہے +
۲۴، ۲۵ برھم نروان = وصال خدا + یوگی اپنی ذات کو خدا کی ذات میں محو کر کے واصل بحق ہو جاتا ہے +

۲۶ نہ غصہ ہے جن میں نہ رنگِ ہوس
خیال و طبیعت پہ ہے جن کا بس
ملا آتما کا جنہیں گیان ہے
انہیں ہر طرف برھم نِروان ہے

۲۷ مُنی جو نہ محسوس سے دل لگائے
میانِ دو ابرو نظر کو جمائے
بروں اور دروں کے برابر ہوں دم
مساوی چلے ناک سے زیر و بم

۲۸ حواس و دل و عقل کر لے جو رام
تلاشِ نجات اُس کا دن رات کام
نہ ڈر ہے نہ غصہ نہ لالچ کہیں
نجات اُس مُنی کو ملے بالیقیں

۲۶۔ کرم یوگی پہلے اپنے من کو صاف کرتا ہے پھر عرفان حاصل کرتا ہے پھر (کاموں کا پھل چھوڑتے ہوئے) ترکِ عمل کا درجہ پا لیتا ہے اور آخر میں اسے نجات حاصل ہو جاتی ہے۔
ہر طرف سے مراد ہے مرنے سے پہلے اور مرنے کے بعد بھی ✣
۲۷، ۲۸ ویں شلوک میں دھیان یوگ کا ذکر ہے۔ جس پر عمل کرنے سے انسان جیون مکت کرم یوگی ہو جاتا ہے ✣

۲۹ مجھے شاہِ ارض و سما جو کہے
جو سمجھے ہیں یگ تپ مرے ہی لئے
جو مانے مجھے خلق کا دوستدار
اُسی کو ملے گا سکون و قرار

سنیاس یوگ نامی پانچواں ادھیائے ختم ہُوا

۲۹ کرم مارگ یعنی راہِ حُسنِ عمل کی منزلِ مقصود بھی یہی ہے کہ انسان خدا کو پہچانے اور اُس سے واصل ہو۔ انسان کی ریاضت اور قربانیاں خدا ہی کے لئے ہونی چاہئیں کیونکہ وہی سب جہانوں کا مالک اور تمام مخلوقات کا رب ہے ؎

چھٹا ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

سُن ارجن جو انساں کرے سب عمل
فرائض بجا لائے ڈھونڈے نہ پھل
وہ یوگی بھی تارک بھی ہے بالضرور
نہ وہ جو رہے آگ کریا سے دُور

۱ (۱) آگ سے مراد یگیہ کی آگ اور کریا سے مراد کرم کانڈ یا دوسرے اعمال ہیں۔ تارک الدنیا سنیاسی کرم کانڈ اور یگیہ کے اعمال چھوڑ دیتا ہے لیکن یگیہ کی آگ روشن نہ رکھنے یا ترکِ اعمال سے سنیاس حاصل نہیں ہو سکتا اصل ترک دل کا ترک ہے جب کہ انسان فرائض پورے کرتا رہے لیکن ان کے ثمرے کو دل میں جگہ نہ دے۔ نشکام کام کرنے والے کو یوگ اور سنیاس دونوں کے راز حاصل ہو جاتے ہیں۔

۲ وہی جس کو سنیاس کہتے ہیں لوگ
سُن ارجن وہی ترکِ دُنیا ہے یوگ
کہ خود یوگ میں مردِ کامل نہیں
جو چھوڑے نہ فکرِ چنیان و چنیں

۳ مُنی وہ جسے یوگ درکار ہے
عمل ہی عمل اُس کا ہتھیار ہے
مگر یوگ سے جب وہ ہو کامگار
تو ہتھیار ہیں پھر سکون و قرار

۴ نہ محسوس اشیا سے جس کو لگن
عمل سے لگاوٹ نہ اس میں مگن
نہیں جس کو فکرِ چنیان و چنیں
کہیں یوگ کا اس کو مسند نشیں

۲، ۴ فکرِ چنیان و چنیں = سنکلپ - آئندہ کے لئے تجاویز اور ان کے نتائج کے متعلق تفکرات۔
۳ (۴) جب نشکام کرم کرنے سے انسان یوگ میں کمال حاصل کر لیتا ہے تو اپنے من کا مالک ہو کر سکونِ قلب کے ذریعہ سے آتما میں مگن اور خدا کے خیال میں سرشار رہنے لگتا ہے اور صحیح معنوں میں مُنی یعنی خدا رسیدہ بن جاتا ہے۔

۵ مناسب نہیں خود کو انساں گرائے
وہ خود کو ابھارے وہ خود کو اٹھائے
کہ انساں خود اپنا ہی غمخوار ہے
وہ اپنا ہی بدخواہ و غدّار ہے

۶ کرے نفس کو اپنے زیرِ نگیں
تو خود اپنا غمخوار ہے بالیقیں
مگر جس کو قابو نہیں نفس پر
تو اپنا ہی دشمن ہے وہ سر بسر

۷ جسے نفس پر اپنے ہے اختیار
اُسی کو ہے پرماتما میں قرار
ہو گرمی کہ سردی ہو غم یا خوشی
ہو عزت کہ ذلّت ہیں یکساں سبھی

۵،۶ ان شلوکوں میں انسان کا فعل مختار ہونا بیان کیا گیا ہے یعنی اس کو نیک و بد اعمال اختیار کرنے پر قدرت حاصل ہے اور وہ قطرت (پرکرتی) پر قابو پا سکتا ہے۔

۷ جب تک آتما پرکرتی (فطرت) کے گنوں (سکھ دکھ وغیرہ) میں گھری رہتی ہے اُسے جیو آتما یا کھیتر گیہ (جسم کھیت ہے اور روح کھیت کا راز جاننے والی ہے۔ اس لئے اس کو کھیتر گیہ کہتے ہیں) اور جب یہ ان گنوں سے آزاد ہو جاتی ہے تو یہی آتما پرماتما کہلاتی ہے۔

٨ وہ سرشار یوگی رہے استوار
ملے علم و عرفاں ہیں جس کو قرار
حواس اس کے ہیں زیر مضبوط دل
ہیں یکساں اُسے زر ہو مٹی کہ سل

٩ وہ یوگی ہے افضل جسے ہوں سب ایک
سگے، دوست، بے لاگ، احباب نیک
ہوں ثالث کہ دشمن دل آزار ہوں
وہ دھرماتما ہوں کہ بدکار ہوں

١٠ جو یوگی ہے وہ یوگ تنہا کمائے
الگ رہ کے دل آتما میں لگائے
رہے اس کے قابو میں تن ہو کہ من
اُمید و ہوس سے نہ ہو کچھ لگن

---

٨ علم = گیان = سائنس۔ عرفان = وگیان = روحانی علم = کثرت میں وحدت کی تلاش ۔

١٠ ۔ یوگ کے طالب کو کام ہوجانے اور آشا سب ترک کردینے چاہئیں۔ اس سے من شانت ہو گا پھر جو اس پر قابو پاکر تنہائی میں یوگ کی مشق کرے۔ اگر من اور حواس پر قابو نہیں تو گپھاؤں میں رہ کر بھی ہوائی قلعے بناتا رہیگا۔ دنیا دار کو بھی کچھ وقت گوشہ نشینی اور ذکر فکر کے لئے نکالنا چاہئے۔

۱۱ کُشا گھاس پر مِرگ چھالا بچھائے
پھر اُس مِرگ چھالا پہ چادر لگائے
جما اس پہ آسن کرے اعتکاف
نہ اُونچی نہ نیچی جگہ پاک صاف

۱۲ سکوں چِت کو دے، لَو مجھی سے لگائے
حواس و تخیل کو قابو میں لائے
جمے اپنے آسن پہ وہ مستقل
کرے یوگ کو سادھ کر پاک دل

۱۳ سر و پشت و گردن جھکائے نہ وہ
بدن کو ہلائے جُلائے نہ وہ
جمائے نظر ناک کی نوک پر
نگاہیں نہ بھٹکیں اِدھر اور اُدھر

۱۱ مرگ چھالا - ہران کی کھال + اعتکاف - عبادت کے لئے گوشہ نشینی +
۱۲ - من کی کرنیں جو ہر طرف بکھری ہوئی ہیں ان کو ایک نقطے پر جمع کرے - جب جسم فانی پر دھیان جمایا جاتا ہے تو جسم فنا اور تغیر کے غبار میں غائب ہوتا ہوا نظر آئیگا اور سوا آتما کے جو باقی اور لازوال ہے کچھ باقی نہ رہیگا - پہلے خیالات منتشر پریشان کریں گے لیکن مشق سے جلد ہی یکسوئی ہونے لگ جائے گی +

۱۴ رہے پُر سکوں بے خطر مستقل
تجرّد پہ قائم ہو قابُو میں دل
مری ذات سے کو لگائے ہوئے
مرے دھیان میں دل جمائے ہوئے

۱۵ اگر یوگ وہ یوں کماتا رہے
تو من اُس کا قابو میں آتا رہے
سکوں آتما میں سما جائے گا
وہی میرا نروان پا جائے گا

۱۶ نہ حاصل کرے یوگ بسیار خوار
نہ وہ جس کا ہو بھُوک سے حال زار
نہ وہ سوئے جو سیر ہوتا نہیں
نہ وہ بھی جو دن رات سوتا نہیں

---

۱۴ تجرّد برہمچاریہ یعنی مجرد (عورت سے علیحدہ) رہنے کا عہد + ۱۵ (۱۴) نروان ۔ نجات +
۱۵۔ پرکرتی (مادہ ۔ نیچر) اور پرماتما میں سے ایک ہستی کو اپنے لئے چُن لو ۔ اگر پرماتما کو چن لیتے ہو تو حواس اور من پر قابو پا کر پرماتما کے دھیان میں لگو اور یہاں تک پرماتما میں دھیان لگاؤ کہ خود پرماتما سے واصل ہو جاؤ یہی نروان اور نجات ہے +
۱۶۔ بسیار خوار ۔ بہت کھانے والا +

۱۷ ہو یوگی کے ہر کام میں اعتدال
غذا اور آرام میں اعتدال
مناسب ہی جاگ اور مناسب ہی خواب
مٹاتا ہے یوگ اُس کے درد و عذاب

۱۸ اگر اُس کے قابو میں دائم ہو من
فقط آتما ہی میں قائم ہو من
رہے لذّتِ نفس سے دُور دُور
وہ سرشار ہے یوگ میں بالضرور

۱۹ ہوا کی نہ ہو موجِ جنباں کی رو
تو لرزے کہاں شمعِ روشن کی لو
یونہیں ہو گا یوگی کو حاصل ثبات
خیال اُس کے بس میں تو من محوِ ذات

---

۱۸ زہ وہ یوگ یُکت ہے یعنی یوگ میں منہمک اور سرشار ؛
۱۹ انسان کا من شمع کی لو کی طرح ہے اور نفسانی خواہشات ہوا کی طرح ہیں جب تک ہوا چلتی رہے گی شمع اپنا سر دھنتی رہے گی جب تک ہوس غالب ہے دل کو سکون و قرار کہاں ؟

۲۰ جہاں من کو آئے سکون و قرار
ریاضت کرے دل کا دور انتشار
جہاں من میں ہو آتما کا ظہور
کرے مطمئن آتما کا سرور

۲۱ جہاں بے نہایت ہو راحت نصیب
حصول سے بعید اور خرد کے قریب
جہاں ہو حقیقت سے انساں نہ دور
رہے آتما میں قیام و سرور

۲۲ جہاں اس کو ملنے سے آئے یقیں
کہ دولت کوئی اس سے بڑھ کر نہیں
جہاں اس میں جم کر وہ آجائے سکھ
کہ جنبش نہ دے اس کو دنیا کا دکھ

---

۲۰ سے ۲۳ تک کے شلوک اکٹھے پڑھے جائیں یہ یہ بیان کرتے ہیں کہ یوگ کیا ہے جب تو اس پر قابو پا کر محسوسات کو من تک نہ پہنچنے دیا جائے تو من کو سکون و قرار حاصل ہو جاتا ہے اور یوگی کو آتما کا سرور حاصل ہو جاتا ہے اور وہ ہر طرف آتما ہی کا ظہور دیکھتا ہے ٭

۲۱ - بے نہایت = بے انت - جو ختم نہ ہو - ایسی راحت تو اس سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ عقل و تمیز سے ٭

۲۳ جہاں غم ہے باقی نہ کچھ سوگ ہے
یہی یوگ ہے ہاں یہی یوگ ہے
اسی یوگ میں دل لگاتے چلو
عقیدت سے اس کو کماتے چلو
۲۴ خیالوں کی اولاد حرص و ہوا
انہیں یک قلم دُور کرتا ہُوا
حواس اپنے ہر سمت سے گھیر کر
دلی ضبط سے اُن کا رُخ پھیر کر
۲۵ جسے عقل پر اپنی ہو اختیار
وہ حاصل کرے رفتہ رفتہ قرار
کرے اُس کا من آتما میں قیام
نہ اُس کو خیالِ دوئی سے ہو کام

۲۴ حرص و ہوا محض فکر و خیال (سنکلپ) سے پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں قطعی طور پر دُور کر دینا چاہئے اور شائبہ تک دل میں چھپا کر نہ رکھنا چاہئے ۔۔
۲۵ جس قدر مشق بڑھے گی اُسی قدر دل کو سکون حاصل ہوگا ۔۔

۲۶ من انساں کا چنچل ہے اور بیقرار
رہے دوڑتا بھاگتا بار بار
وہ بھاگے تو باگ اُسکی جھٹ موڑ دے
حراست میں پھر رُوح کی چھوڑ دے

۲۷ وہ یوگی جسے من میں آئے سکوں
رجوگن سے دل جس کا پائے سکوں
خدا سے ہو واصل گناہوں سے دُور
نصیبوں میں اُس کے ہے اعلیٰ سرور

۲۸ جو یوگی رہے لوگ میں استوار
گناہوں سے دامن نہ ہو داغدار
اُسی کو ملے نعمتِ بیکراں
کہ پائے وصالِ خدائے جہاں

---

۲۶ انسان کا دل حواس کی لذات کی طرف بھاگتا ہے اگر تم اُس کو قابو میں رکھو اور روحانیات کی چاٹ لگا دو تو حواس عارضی مزے چھوڑ کر بہ روح کے لافانی مزے اُٹھانے لگے گا اور اس کی بے تابی دُور ہو جائے گی

۲۷، ۲۸ ایسا یوگی جیون مُکت ہو جاتا ہے یعنی اسے جیتے جی نجات مل جاتی ہے +

۲۹ اگر یوگ میں نفس سرشار ہے
تو پھر یہ حقیقت نمودار ہے
کہ ہر شے میں ہے آتما کی نمود
تو ہر شے کا ہے آتما میں وجود

۳۰ جو ہر سمت پاتا ہے میرا ہی نور
مجھی میں جو ہر شے کا دیکھے ظہور
کبھی مجھ سے مُنہ موڑ سکتا نہیں
کبھی میں اُسے چھوڑ سکتا نہیں

۳۱ جو کثرت میں وحدت کا دیکھے سماں
جو پُوجے مجھے ہُوں جو سب میں عیاں
وہ یوگی رہے گو کسی ڈھنگ میں
مجھی سے ہو واصل وہ ہر رنگ میں

---

۲۹ یوگی ظاہر کی آنکھ سے نہیں بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے ہر چیز میں ایک ہی آتما کا ظہور پاتا ہے اور محسوس کرتا ہے "جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے"

۳۰ میں ہر وقت اُس کے سامنے ہوں اور وہ ہر وقت میرے سامنے ہے۔

۳۲ سُکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی سُکھ
دکھ اوروں کا سمجھے جو اپنا ہی دُکھ
جو سب کو کرے اپنے جیسا خیال
سُن ارجن کہ یوگی ہے وہ باکمال

ارجُن کا سوال

۳۳ سکوں کا جو مجھ کو سکھایا ہے یوگ
مرے دل کو بھگوان بھایا ہے یوگ
بِنا اس کی لیکن نہیں مستقل
کہ چنچل ہے چنچل ہے چنچل ہے دل

۳۴ یہ بھگوان! بے کل ہے پُرشور دل
کہ سرکش ہے ضدی ہی مُنہ زور دل

۳۳، ۳۴۔ کوئی ریاضت مفید نہیں ہو سکتی جب تک حضورِ قلب سے دل کو ایک مرکز پر جما کر نہ کی جائے لیکن انسان کا من چنچل ہے۔ کوشش کرکے دیکھو خیال پر خیال چلا آتا ہے اور ایک نقطہ پر دل کو جمانا مشکل ہوتا ہے من نہ فقط چنچل ہے بلکہ سرکش اور ضدی بھی ہے۔ اس کو قابو میں رکھنا آسان کام نہیں ؂

نہ قابو میں آئے کسی حال میں
ہوا بند ہوتی نہیں جال میں

شری بھگوان کا ارشاد

۳۵ کہا سُن کے بھگوان نے اے قوی
دل انساں کا پُر شور چنچل سہی
ہے ویراگ اور مشق میں یہ کمال
دل آجائے قابو میں کُنتی کے لال

۳۶ اگر نفس پر ضبطِ کامل نہیں
تو پھر یوگ انساں کو حاصل نہیں
مگر نفس پر ہو جسے اختیار
مناسب وسائل سے ہو کامگار

---

۳۵ (۳) ویراگ ۔ راگ یعنی محبت کا نہ ہونا ۔ خواہش کا نہ ہونا ۔ محسوسات سے بے نیاز ہونا اور صرف آتما میں دھیان رکھنا ۔
جب حواس کے ذریعے محسوسات کا اثر دل تک پہنچتا ہے تو وہاں خواہش بے چینی اور اضطراب پیدا ہوتے ہیں ۔ ویراگ سے محسوسات کی طرف بے توجہی ہونے سے دل میں سکون پیدا ہو جاتا ہے ۔

ارجُن کا سوال

۳۷ پھر ارجُن نے پوچھا بھٹکتا ہے جو
اسی راہ میں سر پٹکتا ہے وہ
عقیدت تو ہے جانفشانی نہیں
عقیدت سے پہنچے گا وہ بھی کہیں؟

۳۸ قوی دست! جو موہ میں پھنس گیا
رہ حق میں جو ڈگمگاتا رہا
تو کیا وہ یہاں اور وہاں سے گیا؟
جو بادل پھٹا آسماں سے گیا؟

۳۹ کریں میرے اس شک کو بھگوان دُور
طبیعت کو حاصل ہو عرفاں کا نُور

۳۷ یہ سوال اُس شخص کے متعلق کیا گیا ہے جو یوگ کو مانتا ہے لیکن حواس اور من پر قابو نہیں پا سکتا اس لئے ایک جنم میں یوگ حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے۔ عقیدت سے مراد ہے اعتقاد۔ بھروسہ

۳۸ اعمال اگر امید ثمر سے کیے جائیں تو ان کی جزا بہشت کی صورت میں ملے گی اور اگر ثمر اور جزا کا خیال ترک کر کے کیے جائیں تو نجات یعنی خدا کا وصال ملے گا۔ ارجن پوچھتا ہے کہ کیا موہ (فریب) میں پھنسنے والا ان دونوں صورتوں سے خالی رہا؟

کوئی دوسرا ہے جہاں میں کہاں
کرے دُور میرے جو وہم و گماں

شری بھگوان کا ارشاد

۴۰ ہوئے سُن کے بھگوان یوں لب کشا
نہ ہوگا وہ دونوں جہاں میں فنا
کہ انساں اگر نیک کردار ہے
تباہی میں کب وہ گرفتار ہے
۴۱ یہ سچ ہے اُسے یوگ حاصل نہیں
ہو نیکوں کی دُنیا میں جا کر مکیں
بہت مُدّتوں میں وُہ لے پھر جنم
وہاں، ہوں جہاں نیکی و زر بہم

۴۰ تا ۴۴ شلوکوں میں لکھا ہے کہ جو شخص ایک جنم میں یوگ میں کمال حاصل نہیں کرتا اُس کی کوشش رائگاں نہیں جاتی وہ اگلے جنم میں اسی درجہ سے شروع کرتا ہے جس کو وہ حاصل کر چکا ہے اور مزید ریاضت سے آگے ترقی کرتا ہے ؛
۴۱ (۲) جس گھرانے میں نیکی اور دولت اکھٹے ہوں ؛

۴۲ وہ ہو ورنہ ایسے گھرانے کا لال
ہوں یوگی جہاں عاقل دیا کمال
جنم ایسا مشکل ملے اے حبیب
سعادت یہ ہوتی شاذ و نادر نصیب
۴۳ وہ دنیا میں پائے جو تازہ حیات
ہوں سب اُس میں پچھلے جنم کے صفات
کرے بڑھ کے پہلے سے کسب کمال
کہ تکمیل حاصل ہو جائے زوال
۴۴ اسی سابقہ مشق کے زور سے
وہ مقصود کی سمت بہتا چلے
جسے یوگ کے علم کا شوق ہے
اُسے وید خوانی پر سدا فوق ہے

۴۳، ۴۴ ۔ تناسخ کے عقائد کے مطابق انسان کا کوئی فعل رائگاں نہیں جاتا یوگ کی راہ میں سعی وکوشش سے جس قدر مدارج وہ حاصل کر لیتا ہے اگلے جنم میں انہی سے آگے وہ ترقی کرتا ہے ✣

۴۴ (۴) لفظی ترجمہ "وہ شبد برہمن سے آگے چلا جاتا ہے"۔ شبد برہمن سے مراد ویدوں سے لی جاتی ہے ✣

۴۵ کئے جا رہا ہے جو یوگی جتن
تو پاپوں سے ہو پاک صاف اُس کا من
جنم پر جنم لے کے پائے کمال
کہ حاصل ہو آخر خدا کا وصال

۴۶ تپسوِی سے اعلےٰ ہے یوگی کی شان
بڑی اس کی گیانی سے بھی آن بان
ہیں کم اُس سے جو کرم کانڈی ہیں لوگ
پھر ارجن ہے کیا دیر لے تو بھی یوگ؟

۴۷ وہ یوگی جو کامل ہے ایمان میں
لگائے جو من کو مرے دھیان میں
سدا میری پُوجا پہ عامل رہے
وہ سب یوگ والوں میں کامل رہے

دھیان یوگ نامی چھٹا ادھیائے ختم ہوا

۴۶۔ اس شلوک میں کرم یوگی کو تپسوی سے (جو ریاضت سے جسم کو اذیت پہنچاتا ہے) اور گیانی سے (جو سانکھیہ فلاسفی اور دیگر علوم سے مزین ہے) اور کرم کانڈی سے (جو میمانسا کے رسوم ادا کرتا ہے) افضل بتایا گیا ہے ایسا یوگی خدا کا بھگت ہے جو سب میں ایک پرماتما ہی کا ظہور دیکھتا ہے اور اس لئے سب سے محبت رکھتا ہے۔

ساتواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

سُن ارجن! اماں مجھ میں پائے ہوئے
مری ذات میں لَو لگائے ہوئے
تجھے یوگ کی مشق کا دھیان ہو
تو سُن کس طرح میری پہچان ہو

اس ادھیائے کا عنوان ہے "گیان وگیان یوگ" یعنی علم و عرفان کا یوگ۔ اس میں ذات باریتعالےٰ کا علم بذریعہ شہود یعنی عالم محسوس اور بذریعہ بطون یعنی عالم غیر محسوس حاصل کرنے کا سبق دیا گیا ہے ✦ گیان = علم روحانی۔ علم معرفت۔ عرفان ✦ وگیان۔ تجربی علوم (طبیعیات وغیرہ) وگیان میں "وحدت سے کثرت" کا ظہور دیکھا جاتا ہے اور گیان سے "کثرت میں وحدت" کا جلوہ نظر آتا ہے ✦

۲ میں کرتا ہوں وہ رازِ کامل بیاں
کرے علم و عرفاں جو تجھ پر عیاں
یہ پہچان کر سب کو پہچان لے
جو یہ جان لے سب کو وہ جان لے

۳ ہزاروں میں ہوگا کوئی خال خال
رہے جس کو فکرِ حصولِ کمال
ہو ان باکمالوں میں کوئی بشر
جو میری حقیقت سے پائے خبر

۴ یہ مٹی یہ پانی یہ آگ اور ہوا
یہ آکاش دُنیا پہ چھایا ہُوا
یہ دانش یہ دل یہ خیالِ خودی
ہے ان آٹھ حصوں میں فطرت مری

۴ پرمیشور کا ظہور دو قسم سے ہے پہلی قسم کو اپرا پرکرتی (ادنیٰ فطرت) کہتے ہیں۔ اس کے آٹھ عناصر حسب ذیل ہیں:۔ (۱) مہاں یا مہت (ادراک)، (۲) اہنکار (تجرید خودی) (۳) پانچ تن ماترہ (عناصر خمسہ)، مٹی پانی آگ - ہوا اور آکاس (۴) من + دوسری قسم کو پرا پرکرتی (اعلیٰ فطرت) کہا گیا ہے جس کو جیو یا روح یا پُرش کہتے ہیں +

۵ یہ فطرت تو ادنیٰ ہے سُن او قوی
مگر میری فطرت ہے اِک اور بھی
وہ فطرت ہے اعلےٰ بنے جو حیات
اسی سے تو قائم ہے کُل کائنات

۶ انھی فطرتوں سے ہے سب ہست و بود
انھی کے شکم سے ہوئے سب وجود
سو مجھ سے ہے آغازِ عالم تمام
مری ذات میں سب کا ہو اختتام

۷ سُن ارجن کہ برتر مری شان ہے
بڑھے مجھ سے یہ کس کا امکان ہے
پرویا ہے سب کچھ مرے تار میں
یہ ہیرے ہیں جیسے کسی ہار میں

۶ انھی سے مراد ادنےٰ اور اعلیٰ دونوں قسم کی پرکرتی سے ہے۔ چونکہ ہر دو قسم کی پرکرتیوں (فطرتوں) کا منبع ذات باری تعالےٰ ہے اس لیے اگرچہ بظاہر اجسام کی بود و نمود عناصر کے اجتماع اور انتشار سے ہوتی ہے مگر درحقیقت آغاز بھی خدا سے ہے اور انجام بھی اسی سے۔ یعنی اگرچہ فطرت کے اوصاف سے حواس دل دانش مادہ حیات وغیرہ کا ظہور ہوتا ہے مگر ان کا خالق حقیقی وہی پرماتما ہے ؎

۸ میں پانی میں رس چاند سورج میں نور
میں ہوں اوم ویدوں میں جس کا ظہور
صدا مجھ کو آکاس میں کر خیال
میں مردوں میں مردی ہوں کنتی کے لال

۹ میں مٹی کے اندر ہوں خوشبوئے پاک
میں ہوں آگ میں شعلۂ تابناک
میں جانِ جہاں جانداروں میں ہوں
ریاضت عبادت گزاروں میں ہوں

۱۰ سن ارجن میں ہوں بیج ہر ہست کا
میں وہ بیج ہوں جو نہ ہوگا فنا
میں دانش ہوں ان کی جو ہیں ہوشیار
میں تابش ہوں ان کی جو ہیں تابدار

۸ ویں سے ۱۲ ویں شلوک تک یہ ارشاد ہوا ہے کہ نہ فقط عناصر ہی ذاتِ باری کا مظہر ہیں بلکہ اشیا کے صفات بھی اُسی سے ہیں یعنی ذائقہ، نور، صوت، مردمی، خوشبو، چمک، جان، ریاضت، دانش، تابش، قوت، خواہش وغیرہ سب کا مبدا وہی ذاتِ باری ہے۔
۱۰ (۲) جب درخت اُگتا ہے تو اس کا بیج فنا ہو جاتا ہے۔ میں ایسا بیج ہوں کہ دنیا کے پیدا ہو جانے پر بھی فنا نہیں ہوتا۔

۱۱ میں ہوں قوّت و زورِ مردِ جری
مگر ہوں ہوا و ہوس سے بری
سُن ارجن میں خواہش ہوں انسان کی
جو دشمن نہ ہو دھرم ایمان کی

۱۲ مجھی سے ہے فطرت ستوگن کہیں
مجھی سے رجوگن تموگن کہیں
مگر میں بری ان سے ہوں بالیقیں
یہ مجھ سے ہیں لیکن میں ان سے نہیں

۱۳ گنوں سے ہوئے وصف تینوں عیاں
ہوئے جن سے گمراہ اہلِ جہاں
سمجھتے نہیں لوگ میرا کمال
کہ بالا ہوں میں ان سے اور بے زوال

---

۱۲ (۴) اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو یہ کہ پرمیشور نہ فقط ان تمام اشیا پر حاوی ہے جن کا اوپر ذکر ہوا ہے بلکہ اُن سے وسیع تر ہے۔ اس کی ذات محسوسات تک محدود نہیں بلکہ ان سے ماورا بھی ہے۔ یا یہ کہ اگرچہ اس گنوں والی دنیا کی مختلف شکلیں پرمیشور ہی سے پیدا ہوئیں مگر اس کی نرگن ذات میں کوئی اختلاف نہیں وہ گنوں کے حادث اثرات سے بالا ہے۔

۱۴ گنوں سے جو مایا ہوئی آشکار
یہ مایا ہے یا فطرت کردگار
ہے مایا سے انساں کا مشکل عبور
وہ ہوں پار پہنچیں جو میرے حضور

۱۵ جو گمراہ بدکُن ہیں اور پُر خطا
کرے گیان گُن اُن کے مایا فنا
پسند اُن کو سیرت ہے شیطان کی
مرے پاس آتے نہیں وہ کبھی

۱۶ سن ارجن ہیں میرے پرستار چار
طلب گار میرے نکوکار چار
دُکھی شخص یا علم کی جس کو دھن
جسے چاہیے مال یا گیان گُن

۱۵ (۳) شیطان = اَسُر۔ بدی کی وہ طاقتیں جو دیوتاؤں سے برسرِ پیکار رہتی ہیں۔ بدطینت لوگ مایا کے فریب میں آکر خدا کو بھلا دیتے ہیں اور ان میں حق و باطل کی تمیز نہیں رہتی۔ وہ جسمانی عیش و آرام کے لئے چوری ڈاکہ زنی قتل و خوں وغیرہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔
۱۶۔ خدا ان کو یاد آتا ہے جو مصیبت میں مبتلا ہوں یا طالبِ حق ہوں یا جن کو زر و مال کی طلب ہو یا عارفِ حقیقی ہوں۔ ان سب میں عارف کو فوقیت حاصل ہے۔

۱۷ جو گیانی ہے چاروں میں سردار ہے
مجھی میں وہ یکدل ہے سرشار ہے
کرے ذاتِ یکتا کی بھگتی سدا
میں پیارا ہوں اس کا وہ پیارا مرا

۱۸ پرستار ہر ایک گو نیک ہے
جو گیانی ہے مجھ سے مگر ایک ہے
وہ یکدل ہے اور اُس سے یکدل ہوں میں
وہ قائم ہے اور اُس کی منزل ہوں میں

۱۹ جنم پر جنم لے کے گیانی ضرور
پہنچ جائے آخر کو میرے حضور
کہے وہ کہ "سب کچھ ہے جانِ جہاں"
مہا آتما ایسا ہوگا کہاں

۱۸ (۳) یکدل = یکت چت
۱۹ (۴) جانِ جہاں ، واسدیو ۔ وہ قوت جو عالم کے اندر واسد (بکین) ہے ۔
۱۹ ۔ عارف مختلف جنموں میں یوگ کی مشق اور نشکام کام کرتا ہوا خدا کی عبادت اور اس کے ذکر و فکر میں مشغول ہو کر بالآخر مجھ تک جو اس کے باطن کی روح رواں ہوں پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ سمجھتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ ہے میں ہی ہوں ۔

۲۰ ہوا و ہوس سے جو مجبور ہیں
ہوئے گیان سے اُن کے دل دُور ہیں
لگائیں نئے دیوتاؤں سے پریت
نکالیں طبیعت سے پوجا کی ریت

۲۱ کسی رُوپ کا بھی پرستار ہو
یقیں سے عبادت میں سرشار ہو
پرستار ایسا بھٹکتا نہیں
میں کرتا ہوں مضبوط اُس کا یقیں

۲۲ پرستش وہ ذوقِ یقیں سے کرے
جسے دیوتا مان لے مان لے
وہ پاتا ہے زورِ یقیں سے مراد
جو دراصل ہوتی ہے میری ہی داد

۲۲۔ تمام عبادات کا اجر دینے والا وہی خدائے بالا و برتر ہے۔ بعض لوگ دولت صحت وغیرہ کے لئے مختلف دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔ ایسی عبادت مستقل اجر سے خالی ہوتی ہے۔ زورِ یقیں ہو تو خدا ہی ان کی حاجتیں پوری کر دیتا ہے۔ اگرچہ وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دیوتاؤں کو منا کر ان سے فائدہ اٹھایا ہے حالانکہ خیر و شر خدائے برتر ہی سے حاصل ہوتی ہے اور بس

۲۳ جو مُورکھ نہیں گیان میں ہوشیار
پرستش سے پھل پائیں ناپائدار
جو دیوؤں کو پوجیں وہ دیوؤں کو پائیں
پرستار میرے مرے پاس آئیں

۲۴ ہیں چشمِ جہاں سے نہاں ہوں نہاں
مگر مجھ کو مورکھ سمجھ لیں عیاں
وہ مجھ کو نہیں جانتے بے مثال
مری ذات عالی ہے اور بے زوال

۲۵ جو ہیں یوگ مایا سے مستور ہوں
جہاں کی نظر سے بہت دُور ہوں
یہ مورکھ زمانہ نہیں جانتا
کہ میرا جنم ہے نہ مجھ کو فنا

۲۳ دیوتاؤں کو پوجنے والوں کا روحانی عروج دیوتاؤں سے آگے نہیں جا سکتا۔ لیکن دیوتا صرف خدا کا مظہر ہیں۔ اور ان کو خدا کی سی بقا قیام اور قدرت حاصل نہیں۔ اس لئے دیوتاؤں کے پجاری عبادت کا اجر تو پاتے ہیں۔ مگر وہ مستقل لازوال اور پائدار نہیں ہوتا۔ یہ مرتبہ خالص خدا ہی کے دلدادہ حاصل کر سکتے ہیں *

۲۶ جو گزری ہوئی ہستیاں ہیں سبھی
جو موجود ہیں اب کہ ہوں گی ابھی
سُن ارجن ہیں ان سب سے ہوں باخبر
کسی کو نہیں علم میرا مگر

۲۷ یہ دھوکے کی ٹٹی ہیں اضداد سب
یہ ہیں شوق و نفرت کی اولاد سب
انہی سے تو ارجن یہ خلقت تمام
پراگندہ رہتی ہے یُوں صبح و شام

۲۸ وہ انساں بھلے جن کے اعمال ہیں
گناہوں سے جو فارغ البال ہیں
نہ اضداد سے اُن کو دھوکا نہ غم
مری بندگی میں ہیں ثابت قدم

۲۷ اگر انسان کا نقطۂ نظر بلند ہو جائے اور وہ اشیائے عالم کو علوی اور خدائی نظر سے دیکھے تو سُکھ دُکھ، رنج و راحت، ہار جیت، وغیرہ کے اضداد اُس کے لیے سب یکساں ہو جاتے ہیں اور ان کا تضاد جاتا رہتا ہے۔

"حقیقت ذرا ہوشمندی سے دیکھ
برابر ہیں سب گر بلندی سے دیکھ"

۲۹ مجھی کو سمجھ کر جو اُمید گاہ

بڑھاپے سے اور موت سے لیں پناہ

انہیں برہم کی خوب پہچان ہے

پھر ادھیاتم اور کرم کا گیان ہے

۳۰ ادھی بھوت جو لوگ مانیں مجھے

ادھی دیو ادھی یگ بھی جانیں مجھے

وہ یکدل ہیں چت اُن کے ہموار ہیں

دمِ نزع بھی مجھ سے سرشار ہیں

گیان وِگیان نامی ساتواں ادھیائے ختم ہُوا

۲۹ ادھیاتم روح کی حقیقت ✦ کرم۔ اعمال کی حقیقت

۳۰ ادھی بھوت۔ اجسام کی حقیقت ✦ ادھی دیو۔ دیوتاؤں کی حقیقت ✦
ادھی یگیہ۔ قربانیوں کی حقیقت ✦ دمِ نزع۔ مرتے وقت ✦
مُراد یہ ہے کہ ان حقائق کا لُب لباب میری ذات کو سمجھتے ہیں اور مجھی کو اپنا ملجا اور ماوا مانتے ہیں ✦

آٹھواں ادھیائے

ارجُن کا سوال

۱ پھر ارجن نے پوچھا یہ بھگوان سے
کہ پروشوتم اب مجھ سے فرمائیے
ہے برھم، ادھیاتم سے کیا مدعا؟
ہیں کرم اور ادھی بھوت ادھی دیو کیا؟

---

۱ (۲) پروشوتم ۔ اتم پُرش ۔ افضل ترین ذات، افضل ترین ہستی ۔
۱ (۳ تا ۴) برھم ادھیاتم کرم ادھی بھوت ادھی دیو کے معانی صفحہ ۱۰۵ پر ملاحظہ ہوں

۲ ادھی یگ ہے کیا چیز بتلائیے
مکیں تن میں ہے کون فرمائیے
جسے دِل پہ قابو ہے، مرتے ہوئے
مدھوسُودن، تمہیں کیسے پہچان لے

شری بھگوان نے فرمایا

۳ ہے برھم ہستی عالی و بے زوال
تو ادھیاتم اشیا کی فطرت کا حال
وہ قدرت ہوئی جس سے مخلوق سب
وہ ہے کرم خلقِ جہاں کا سبب

۲۔ ادھی یگ دیکھو ۱۱۵ * مدھوسُودن۔ مدھوسُودن۔ مدھو جو ایک اُسر (شیطان) تھا اُسے مار دینے والا۔ مطلب یہ ہے کہ میرے شکوک کے مدھو کو بھی میرے راستے سے دُور کر دیجئے۔

۳۔ برھم۔ لازوال خدا۔ آتما بھی ہستی لازوال ہے اس لئے برھم کے لئے عالی کا لفظ زیادہ کیا گیا ہے۔ ۳، ۴ شلوکوں کی لوگوں نے مختلف توجیہات کی ہیں۔ گیتا کے مفسرِ اعظم تلک کے مطابق تشریح اس طرح ہو سکتی ہے:۔ تخلیقِ عالم کے متعلق لوگوں کے نظریئے طرح طرح کے ہیں بعض

۴
ادھی بھوت فانی وجودِ جہاں
پُرش ہے ادھی دیو (روح رواں)
ادھی یگ سن اے فخرِ اہلِ وجود
میں خود ہوں کہ میری ہے تن میں نمود

سمجھتے ہیں اشیا عناصر (مہابھوت) سے پیدا ہوئیں اس نظریئے کو ادھی بھوت کا نظریہ کہیں گے دوسرے کہتے ہیں کہ دُنیا ایک بہت بڑا یگیہ ہے اسلئے پرمیشور کو یگیہ نارائن کہتے ہیں اور یگیہ ہی سے اسکی عبادت کرتے ہیں اس نظریہ کو ادھی یگیہ کا نظریہ کہینگے تیسری قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے اس کا سبب مادی اشیا نہیں بلکہ وہ پرش یا دیوتا ہے جو ہر شے کے اندر موجود ہے اور جو اسکا حقیقی فاعل ہے مثلاً مادی سورج کے کرے کی روح رواں ایک دیوتا ہے جس کا نام سورج دیوتا ہے یہ نظریہ ادھی دیو کا نظریہ کہلائے گا چوتھی قسم کے لوگ کہتے ہیں کہ ہر چیز کے اندر دیوتا نہیں بلکہ جس طرح انسان کے اندر روح ہے اسی طرح ہر چیز میں الگ آتما ہے اور وہی اُس چیز کی اصل ذات (حقیقت) ہے اس نظریئے کو ادھی آتمک نظریہ کہینگے۔ پانچویں قسم کے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ نام اور روپ کی دنیا کرم (عمل اور حرکت) سے رونما ہوئی ہے کیونکہ جبتک کوئی عمل (کرم) صادر نہ ہو کوئی غیر محسوس ہستی محسوس صورت میں ظاہر نہیں ہوتی۔ یہ کرم کا نظریہ ہے۔ بس تیسرے اور چوتھے شلوک سے یہ مراد معلوم ہوتی ہے کہ خواہ آپ یگیہ کا نظریہ لیں خواہ دیوتاؤں کا خواہ عناصر کا خواہ ارواح کا خواہ کرم کا سب میں اصل حقیقت وہی ذات خدا ہے اور اُسی کا سب ظہور ہے۔

۵ جب انساں جہاں سے گزرتا ہوُا
مری ہی کرے یاد مرتا ہوُا
تو پھر اس میں شک کا نہیں احتمال
اُسے مر کے حاصل ہو میرا وصال

۶ جب انساں بدن کو کہے خیر باد
کرے آخری وقت جس شے کو یاد
تو ارجن اُسی شے سے واصل ہو وہ
لگائی تھی لَو جس سے حاصل ہو وہ

۷ مجھے یاد ارجُن بہر رنگ کر
لئے جا مرا نام اور جنگ کر
فدا مجھ پہ کر دانش و دل مدام
مرا وصل پائے گا تو لا کلام

۶ انسان کا موجودہ جنم اس کے سابقہ اعمال نے متشکل ہوُا ہے اور آئندہ جنم اسکی موجودہ روش پر منحصر ہے موت صرف تبدیلی کا نام ہے۔ جسم چھوٹ جاتا ہے مگر جیو آتما اپنی منازل طے کرنے میں مصروف رہتی ہے زندگی بھر جیسے خیال اور عمل ہوں گے ویسے ہی مرتے وقت دل پر حاوی ہوں گے اور مرنے کے بعد آتما ویسی ہی صورت اختیار کرے گی اس سے صاف ظاہر ہوُا کہ بد اعمالیوں کے بعد صرف آخری وقت کی توبہ یا کسی تیرتھ یا بنارس یا گنگا میں جا کر پران تیاگنے ہی سے نجات نہیں مل سکتی بلکہ نجات انسان کی ساری زندگی کے نافع عمل کا نتیجہ ہے ؛

۸ اگر یوگ کی مشق ہو مستقل
کسی غیر کا جب ہو خواہاں نہ دل
ہو پُر نُور عالی پُرش کا خیال
تو حاصل اسی سے ہو ارجن وصال

۹ جو کرتا ہے یادِ خدائے علیم
پناہِ جہاں بادشاہِ قدیم
جو سُورج سا پُر نور ظلمت سے دور
خفی سے خفی ماورائے شعور

۱۰ جو بھگتی کرے یوگ سے مستقل
جو مرنے پہ رکھتا ہے مضبوط دل
پران اپنے دو ابروؤں بیچ چھپائے
تو پُر نُور عالی پُرش کو وہ پائے

۸، ۱۰ پرم پُرش وبو۔ منو ہستی بالا و برتر ✦ ۹ علیم ۔ سرب گیانی ۔ عالم الغیب ✦ ظلمت ۔ تاریکی (جہالت کی) ✦ خفی سے خفی ۔ باریک ذرہ سے بھی باریک تر ✦ ماورائے شعور ۔ اچنت روپ ✦ بعید از فہم ۔ سمجھ سے باہر ✦
۱۰ ۔ من کو بس میں کر کے پران کو پہلے نچلے چکروں میں جمائے پھر دوں کے کنول پر پھر اُسے سوشمنا سے جا کر ام الدماغ میں قائم کرے ✦

۱۱ سُن اب مختصر مجھ سے وہ راہِ یوگ
مجرّد رہیں شوق میں جس کے لوگ
وہ جس راہ پر اہلِ سنیاس جائیں
جسے وید داں غیر فانی بتائیں

۱۲ بدن کے اگر بند سب در کرے
جو من ہے اُسے دِل کے اندر کرے
جمے اس طرح یوگ سے اس کا دھیان
کہ انساں کے سر میں رہیں اسکے پران

۱۳ جسے اوم کہتے ہیں نام خدا
وہ اِک رُکن کا حرف جپتا ہُوا
مرے دھیان میں جس کا ہو اختتام
ملے اس کو مرتے ہی اعلےٰ مقام

۱۱، ۱۲، ۱۳ بدن کے ۹ در بند کر کے (یعنی حواس کو قابو میں کر کے) من کو بھٹکنے نہ دے اور خیال کو دل کے کنول پر جما کر پران کو اوپر لے جا کر اُمّ الدماغ میں قائم کرے اور منہ سے خدا کا نام (اوم) جپتا رہے اور خدا ہی کے دھیان میں جان دے دے۔ یہ یوگی کے پران تیاگنے یعنی اپنی جان جان آفرین کے سپرد کرنے کا طریق بتایا گیا ہے۔

۱۴ جو یوگی سدا مجھ میں سرشار ہے
مرا میل کب اس کو دشوار ہے
مجھے دل سے ارجنؔ بھلاتا نہیں
کسی غیر سے دل لگاتا نہیں

۱۵ مہا آتما مجھ سے پا کر وصال
رہیں پُرسکوں ہے کے اوجِ کمال
حلول و تناسخ نہ دَورِ حیات
فنا و مصیبت سے پائیں نجات

۱۶ کہ برھمّا کی دُنیا تک اہلِ جہاں
تناسخ کے چکّر میں ہیں بے گماں
مگر جس کو حاصل ہو مجھ سے وصال
بری ہے تناسخ سے کنتی کے لال

۱۶ ویدوں کے مطابق دُنیا کے تین اور پرانوں کے مطابق چودہ طبق ہیں۔ سب سے بالائی طبق برھما لوک ہے۔ جو لوگ پن اور پاپ کی خاطر کرم (عمل) کرتے ہیں مرنے پر اُسی کے مطابق درجہ پاتے ہیں لیکن سب سے اونچے (برھما کے) درجہ پر بھی پہنچ کر جب اُن کے پن کا پھل ختم ہو جاتا ہے تو وہ پھر دنیا میں آ کر جنم لیتے ہیں اور وہ بارہ تناسخ کے چکر میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لیکن جو مہاتما اپنی زندگی خدا کے لئے وقف کر دیتا ہے اور جزا و سزا سے بے نیاز ہو کر نشکام کرم کرتا ہے وہ خدا سے واصل ہو کر تناسخ کے چکر سے نکل جاتا ہے

۱۷ جو ہیں واقفِ رازِ لیل و نہار
کریں وقت برھما کا ایسے شمار
ہزار اپنے جُگ ہوں تو ایک اُس کا دن
ہزار اپنے جُگ کی پھر اک رات گن

۱۷ برھما ہندو عقیدہ کے مطابق سب سے پہلا دیوتا جس کو برھم (خدا) نے پیدا کیا وہ برھما ہے برھما نے دنیا کو پیدا کیا۔ **برھما کا وقت** :- دنیا کا دن اُس کے ظہور اور ارتقا کا زمانہ ہے۔ دنیا کی رات اُس کی فنا اور انقباض کا زمانہ جسے پرلے کہتے ہیں دنیا زمانی قید و بند میں جکڑی ہوئی ہے اس لئے بار بار پیدا ہوتی ہے اور بار بار فنا ہوتی ہے۔ پُرانوں کے مطابق وقت کا شمار اس طرح ہوتا ہے :-

کلجگ کا زمانہ	۴۳۲۰۰۰	سال
دواپر جگ کا زمانہ	۸۶۴۰۰۰	"
ترتیا جگ کا زمانہ	۱۲۹۶۰۰۰	"
ست جگ کا زمانہ	۱۷۲۸۰۰۰	"
میزان	۴۳۲۰۰۰۰	سال

یہ ایک مہا جُگ ہُوا۔ اوپر شلوک میں جُگ سے مراد مہا جگ ہے۔ ایسے ۷۱ مہا جگ کا ایک منونتر ہوتا ہے اور ۱۴ منونتروں کا ایک کلپ ہوتا ہے ان میں ۶ مہاجگ کی سندھیا ملا کر ایک کلپ کا زمانہ ۴۳۲۰۰۰۰۰۰۰ (چار ارب ۳۲ کروڑ سال یعنی ایک ہزار مہاجگ کے برابر ہُوا یہ برھما کا ایک دن ہُوا۔ پھر اتنا ہی عرصہ برھما کی رات ہوتی ہے ایسے ۳۶۰ دن اور رات گذریں تو برھما کا ایک سال ہوتا ہے۔ یعنی ہمارے ۱۳۱ کھرب ۱۰ ارب ۴۰ کروڑ سال کا۔

۱۸ ہو برھما کے دن جب سحر کی نمود
تو باطن سے ظاہر ہو بزمِ شہود
مگر جس گھڑی آئے برھما کی رات
تو باطن میں چھپ جائے کل کائنات

۱۸ برھما دن کو جاگتا اور رات کو سوتا ہے جب برھما کا دن ہو تو دنیا پیدا ہو کر اپنے ارتقائی منازل طے کرتی ہے۔ جب برھما کی رات ہو تو دنیا پرے (فنا) ہو کر غائب ہو جاتی ہے برھما کی عمر ۱۰۰ سال کی بیان کی جاتی ہے ایک برھما کے مرنے پر دوسرا برھما اس کی جگہ لے لیتا ہے اور دنیا کی حیات و ممات کا یہ لاانتہا ہی سلسلہ جاری رہتا ہے۔ دنیا مول پرکرتی (اصل مادہ فطرت) سے بنی ہے۔ ارتقا کے وقت اس کا رجوع وحدت سے کثرت کی طرف اور انقباض کے وقت کثرت سے وحدت کی طرف ہوتا ہے لیکن پرکرتی بغیر ارادے کے کوئی کام نہیں کر سکتی وہ ہستی جس کے ارادے سے یہ سب کچھ بنتا اور بگڑتا ہے وہ خدا ہے جیسے ۲۰ اور ۲۱ ویں دو شلوکوں میں ظاہر کیا گیا ہے باطن سے مراد اویکت (غیر محسوس) پرکرتی ہے۔ اگرچہ اچھے اعمال سے انسان کو برھم لوک (بہشت بریں) میں بھی جگہ مل جائے لیکن چونکہ پرے پر برھم لوک بھی ختم ہو جاتا ہے اس لئے دنیا کے دوبارہ ظہور پر وہ پھر جنم لے کر تناسخ کے ارتقائی مراحل طے کرنے پر مجبور ہوتا ہے جب تک واصل بحق ہو کر نجات کامل حاصل نہ کرلے ٭

۱۹ یہ مخلوق پیدا جو ہو بار بار
ہو گُم رات پڑنے پہ بے اختیار
سن ارجن جو برھما کا دن ہو عیاں
ہو پھر موجِ ہستی کا دریا رواں

۲۰ پرے غیب سے بھی ہے اک ذاتِ غیب
وہ ہستی فنا کا نہیں جس میں عیب
کسی کی نہ کچھ بات باقی رہے
فقط اک وہی ذات باقی رہے

۲۱ وہ ہستی جو باطن ہے اور بے زوال
کریں اس کی منزل کو اعلیٰ خیال
پہنچ کر جہاں سے نہ لوٹیں مدام
وُہی ہے وُہی میرا عالی مقام

سانکھیہ کے مطابق پرکرتی غیر محسوس اور لازوال ہے۔ خدا کی ہستی بھی باطن اور لازوال ہے لیکن وہ پرکرتی سے بھی پرے ہے۔ خدا حواس کو محسوس نہیں ہوتا نہ اس پر مکان و زمان کی قید ہے جو شخص خدا سے واصل ہو جاتا ہے اسے ابدی نجات مل جاتی ہے اور وہ لوٹ کر دنیا میں واپس نہیں آتا۔ دنیا کے وجود میں آنے اور اس کے پرلے ہونے کا اس کی ذاتِ پاک پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

۲۲ یہ دُنیا ہے جس کی بنائی ہوئی
ہر اک شے ہے جس میں سمائی ہوئی
اگر چاہے تُو اُس خدا کا وصال
رکھ اُس کی محبت کا دل میں خیال

۲۳ سُن اے نسلِ بھارت کے سرتاج سن
بتاتا ہوں اب وقت کے تجھ کو گُن
کہ کب مر کے لوٹ آئیں یوگی یہیں
وہ کب مر کے قالب بدلتے نہیں

۲۴ اگر دن ہو یا موسمِ تار و نور
اُجالے کی راتیں ہوں مہ کا ظہور
ہو شش ماہہ سورج کا دَورِ شمال
مرے ان میں عارف تو پائے وصال

۲۴ویں اور ۲۵ویں شلوکوں کی تشریح میں اختلاف ہے۔ بعض شارح آگ، نور، دن، رات، شُکل پکش کرشن پکش، اترائن یا دکھنائن کے مہینوں سے مراد ان کے متعلقہ دیوتاؤں سے لیتے ہیں جو روح کو دیویانہ یا پترانہ راستوں میں سے ایک پر لے جاتے ہیں۔ بعض سمجھتے ہیں کہ چونکہ آریہ لوگ شروع میں قطبِ شمالی کے قریب رہتے تھے جہاں چھ مہینے دن اور چھ مہینے رات ہوتی ہے یہ اعتقادات اس وقت سے چلے آتے ہیں اور ان کو فقط عہدِ پارینہ کی یادہی سمجھنا چاہیے۔ بعض کا خیال ہے کہ یہ الفاظ بطور استعارہ استعمال ہوئے ہیں
(بقیہ صفحہ ۱۲۷ پر)

۲۵ اندھیرا ہو پاکھ اور دُھندلکا ہو خوب
ہو شش ماہہ سورج کا دَورِ جنوب
کہ ہو رات کا وقت جب جان جائے
تو یوگی یہیں چاند سے لوٹ آئے

۲۶ اندھیرا کبھی ہو اجالا کبھی
سدا سے جگت کے ہیں رستے یہی
اُجالے میں جب جائے واپس نہ آئے
اندھیرے میں جاتا ہُوا لوٹ جائے

۲۷ جو اِن راستوں سے نہ انجان ہو
وہ یوگی پریشاں نہ حیران ہو
سُن ارجُن ہے جب تک ترے دم میں دم
تو رہ یوگ میں اپنے ثابت قدم

اور ان کو استعارہ ہی سمجھنا چاہئے ورنہ لازم آئیگا کہ جتنے لوگ دن کو یا شُکل پکش یا اترائن میں مریں خواہ کیسے ہی بداعمال ہوں وہ سب ناجی اور واصل بخدا ہونگے اور باقی خواہ کتنے ہی عابد و زاہد ہوں اِن کرہ قمر تک جاکر واپس آجائیں گے۔ ان کے خیال کے مطابق ان شلوکوں میں عرفان ذات کو جو سراپا نور ہے شعلہ، دن، شُکل پکش اور اترائن کے الفاظ سے بطور استعارہ بیان کیا گیا ہے۔ اور اگیان یعنی جہل کے لئے دھواں رات کرشن پکش اور دکھنائن کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں

۲۸ ملے وید کے پاٹھ کرنے سے پُن
ہیں بے شک بہت دان یگ تپ کے گن
مگر ان سے بالا ہے یوگی کی بات
ازل سے وہ پائے مقام نجات

اکشر برہم یوگ نامی آٹھواں ادھیائے ختم ہُوا

۲۰ لوگ عبادت سخاوت ریاضت وغیرہ کے اعمال اس غرض سے کرتے ہیں کہ اس سے پاکیزگی نفس، حصول دولت یا حصول جنت نصیب ہو وہ محنت کرتے ہیں اور مزدوری کے طالب ہوتے ہیں۔ ان کو اجر ضرور ملتا ہے لیکن عارف اپنی ہستی کو خدا کے لئے نثار کر چکا ہے اس کو جزا و ثواب کے حصول کا خیال تک نہیں آتا وہ عام زاہدوں سے بلند ہوتا ہے وہ جو کچھ کرتا ہے محض خدا کے لئے اس کی ساری زندگی ایک مسلسل قربانی ہوتی ہے اور وہی داصل بحق ہو کر دائمی نجات حاصل کرتا ہے ؞

نواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ تو ارجن نہیں عیب جو خُردہ گیر
بتاتا ہوں میں تجھ کو سرِّ کبیر
ملے گا یہیں علم و عرفاں کا نور
اِسے جان جائے تو ہوں پاپ دُور

۱ خُردہ گیر ۔ چھوٹے چھوٹے عیب نکالنے والا + سرِّ کبیر ۔ بڑا راز +
علم و عرفان ۔ وگیان اور گیان ۔ دیکھو تشریح صہ ۱۰۵ +
مرید باارادت کا سب سے ضروری وصف یہ ہونا چاہیئے کہ وہ عیب جوئی اور بے معنی اعتراضات سے پرہیز کرے حسد اور تعصب سے پاک ہو دوسروں پر تہمت اور طعن و تشنیع سے باز رہے اور اس میں راستی ضبط ۔ تحمل تمیز اور سلامتی طبع کے جوہر موجود ہوں +

۲ یہ علمِ شہی ہے یہ رازِ شہی
کرے پاک ہر شے سے بڑھ کر یہی
عیاں خود بخود ہو کہ آساں ہے یہ
فنا سے بری عینِ ایماں ہے یہ

۳ جو اس دھرم پر دل لگاتے نہیں
وہ ارجن کبھی مجھ کو پاتے نہیں
نہ واصل ہوں مجھ سے وہ مجھ تک نہ آئیں
جہانِ فنا کی طرف لوٹ جائیں

۴ خفی سے خفی ہے مری ہست و بود
مگر ہے مجھی سے جہاں کی نمود
مجھی میں ہے مخلوق ساری مکیں
مگر ہیں مکیں خود کسی میں نہیں

---

۲ علمِ شہی ۔ راج ودیا ۔ رازِ شہی ۔ راج گوہیہ ۔
اس ادھیائے میں بھگتی مارگ کا بیان ہے یعنی ذات باری تعالےٰ کے ساتھ عشقِ صادق رکھتے ہوئے خلوصِ محبت سے اس کی عبادت کرنا ۔ مجاز میں بھی محبوبِ حقیقی کے جمال کو دیکھنا اور اُسی کو پوجنا اور سوا ذات مطلق حق سبحانہ کے کسی کو قابلِ پرستش اور قابلِ محبت نہ سمجھنا ۔

۵ نہ لوگوں میں ہوں میں نہ مجھ میں ہیں لوگ
ذرا دیکھنا یہ مرا راج یوگ
مری آتما باعثِ خاص و عام
نہیں میرا لیکن کسی میں قیام

۶ ہوا گو چلے زور سے سربسر
اِدھر سے اُدھر یا اُدھر سے اِدھر
وہ آکاش سے جائے باہر کہاں
سمجھ لو یونہی میرے اندر جہاں

۷ جب اک دور ہو ختم کنتی کے لال
تو ہو میری مایا میں سب کا وصال
نئے دور کی ہو جو پھر سے نمود
کروں میں ہی پیدا سب اہلِ وجود

---

۵ ذاتِ مطلق کا نام روپ اور گن کی دنیا سے کوئی تعلق نہیں۔ اس خالق نے تمام خلقت کو پیدا کیا مگر وہ ان سے بے نیاز ہے۔ دنیا کی حرکات اور افعال اسی کی وجہ سے سرزد ہو رہے ہیں۔ مگر اس پر ان کا کوئی اثر نہیں۔ ہر چیز کا سہارا وہی ہے لیکن خود اس کو کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔

۷ دَور۔ کلپ دیکھو نوٹ صـ ۱۲۳

مایا۔ پرکرتی (فطرت۔ نیچر)

اسی اپنی مایا سے لیتا ہوں کام ۸
میں کرتا ہوں جاندار پیدا تمام
چلیں جُوق در جُوق سب بار بار
کہ مایا کے ہاتھوں ہیں بے اختیار
سُن اے ارجن اے صاحبِ سیم و زر ۹
نہیں ایسے کرموں کا مجھ پر اثر
کہ رہتا ہوں میں بے غرض سرفراز
ان افعال و اعمال سے بے نیاز
میں ناظر ہوں اس کا یہ کرتی ہے کام ۱۰
ہوں مایا سے سیار و ثابت تمام
سمجھ لے اِسی طور کُنتی کے لال
ہے چکر ہی چکر میں دنیا کا حال

---

۸ مایا۔ پرکرتی (فطرت۔ نیچر)
۱۰ سیار و ثابت۔ حرکت کرنے والے اور ساکن اجسام ✣ تشریح کے لئے دیکھو آٹھویں ادھیائے کا ۱۸ واں شلوک۔ علتِ عالم کا سبب اولیں خدا ہی کی ذات ہے۔ اُسی سے فطرت حرکت میں آتی ہے جس سے تمام مخلوقات پیدا ہوتی ہے۔ لیکن خدا خود بے تعلق ہے اور عالم کے ظہور و فنا سے متاثر نہیں ہوتا ✣

۱۱ جب آتا ہوں انساں کا پہنے لباس
نہیں کرتے پروا مری ناشناس
مری شانِ عالی نہیں جانتے
شہنشاہ مجھ کو نہیں مانتے

۱۲ عبث ہیں امیدیں عبث ہیں عمل
عبث علم ان کا سمجھ میں خلل
طبیعت میں دھوکا بھی وحشت بھی ہے
بھری شیطنت بھی خباثت بھی ہے

۱۳ وہ انساں بڑی جن کی ہے آتما
جو ہیں نیک فطرت جو ہیں دیوتا
کریں قلب یکسو سے پوجا مری
میں ہوں لافنا منبع زندگی

۱۱ ناشناس ۔ مورکھ ۔ بے سمجھ لوگ + ظاہر بیں آنکھیں صرف بیرونی صورت کو دیکھتی ہیں ۔ مورکھ لوگ اوتاروں کو بھی معمولی انسانوں کی طرح خیال کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ اس بھیس میں میں خود جلوہ نما ہو کر دنیا کو ہدایت دے رہا ہوں +
عبث ۔ بیکار + شیطنت ۔ اسری خصلتیں +
خباثت ۔ راکھشسی خصلتیں +

۱۴ ہمیشہ وہ گُن میرے گاتے رہیں
وہ عہد اپنا جی سے نبھاتے رہیں
عبادت کریں محنت اور شوق سے
کریں مجھ کو سجدے دلی ذوق سے

۱۵ کچھ ایسے بھی عابد ہیں سب سے الگ
جو پُوجا کو میری کریں گیان یگ
ہو وحدت کہ کثرت ہر آہنگ میں
مجھے دیکھتے ہیں وہ ہر رنگ میں

۱۶ تو یگ اور پُوجا مجھی کو سمجھ
شرادھوں کا غلہ مجھی کو سمجھ
میں بُوٹی ہوں منتر ہوں اگنی ہوں گھی
میں یگ بھی ہوں اور اُن کے اعمال بھی

---

۱۴ عہد جیسے برھمچریہ کا عہد۔ اہنسا کا عہد ان پر پختگی سے قائم رہتے ہیں +
۱۵ گیان یگیہ ۔ وہ روحانی یگیہ جس کا مقصد ذاتِ مطلق کا عرفان حاصل کرنا ہے۔ یہ یگیہ عقل کی مدد سے کیا جاتا ہے اور مال و دولت کی قربانی سے افضل ہے ۔ اس میں عرفان کی آگ میں دنیا و ما فیہا کو ہوَن کر دیا جاتا ہے اور اسی سے نجات حاصل ہوتی ہے +
۱۶ کرتو۔ وہ یگیہ جو شرتیوں کے مطابق کیا جاتا ہے +

۱۷ میں سارے جہاں کا ہوں ماتا پتا
میں داوا ہوں سب کا میں ہوں آسرا
سزاوارِ عرفاں ہوں پاکیزہ بھید
میں ہوں اوم میں رِگ، یجُر سام وید
۱۸ میں آقا میں والی سجن میں گواہ
میں منزل میں مسکن میں جائے پناہ
میں آغاز و انجام و گنج و مقام
میں وہ بیج ہوں جو رہے گا مدام
۱۹ مجھی سے تپش بھی ہو گیتی کے لال
کبھی خشک سالی کبھی برشگال
فنا و بقا کی مجھی سے نمود
مجھی سے ہے ست اور اَست کا وجود

---

۱۷ سزاوارِ عرفاں۔ جاننے کے قابل + گواہ اسی ادھیائے کے دسویں شلوک میں خدا کو "ناظر" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ سب کام پرکرتی کرتی ہے لیکن خدا کی رہنمائی ہیں۔ ذاتِ مطلق پر ان افعال کا کوئی اثر نہیں ہوتا +

۱۹۔ ست اور اَست۔ ست سے مراد باقی، اَست سے مراد فانی + ست سے مراد خیر، اَست سے مراد شر، ست سے مراد ظاہر، اَست سے مراد باطن ، ست سے مراد پار برھم اَست سے مراد فانی دنیا +

۲۰ جنھیں تینوں ویدوں میں ہے دسترس
وہ جنت کے طالب پیئیں سوم رس
پرستار میرے یہ معصوم لوگ
ملے ان کو جنت میں دیوؤں کا بھوگ

۲۱ فضاؤں میں جنت کی خوشیاں منائیں
مگر ہو کے خالی یہیں لوٹ آئیں
مراد اپنی ویدوں سے پاتے رہیں
وہ آتے رہیں اور جاتے رہیں

۲۲ جو کرتے ہیں خالص عبادت مری
جو یکدل ہوں جی میں نہ رکھیں دوئی
کروں حاجتیں ان کی پوری تمام
بچاؤں میں نقصاں سے اُن کو مدام

۲۰ اور ۲۱ویں شلوکوں میں ویدوں پر چلنے والوں کا ذکر ہے اور ۲۲ ویں میں ویدانت کے ماننے والوں کا ۔ جو لوگ دل میں جنت کی تمنا رکھتے ہوئے عبادت اور ریاضت کرتے ہیں وہ بہشت میں تو ضرور پہنچ جاتے ہیں لیکن جب ان کے اعمال کا اجر و ثواب ختم ہو جاتا ہے تو پھر وہ اسی جہانِ فنا میں آکر دوبارہ جنم لیتے ہیں لیکن اجر و ثواب سے بے نیاز ہو کر خلوص سے پرستش کرنے والوں کی بہبود کا خدا خود ضامن ہے ۔ ۲۰ سوم ایک پودے کا نام ہے جس کا رس یگیہ کے وقت پیا جاتا ہے ۔ معصوم ۔ بے گناہ ۔

۲۳ صنم دوسرے جو مناتے رہیں
دل ان پر یقیں سے لگاتے رہیں
کریں وہ نہ گو حسب دستور کام
پرستار وہ بھی ہیں میرے تمام

۲۴ کہ یگ جتنے کرتے ہیں دنیا میں لوگ
میں ہوں اُن کا مالک میں کھاتا ہوں بھوگ
نہ جانیں وہ میری حقیقت کا حال
اسی واسطے پائیں آخر زوال

۲۵ منائیں جو پتروں کو پتروں تک آئیں
جو بھوتوں کو پوجیں وہ بھوتوں کو پائیں
صنم کے پجاری صنم سے ملیں
ہمارے پرستار ہم سے ملیں

۲۳،۲۵ صنم۔ بُت۔ یہاں دیوتاؤں سے مراد ہے ۲۴ ۔ تمام نذر و نیاز خواہ وہ کسی کے نام پر دی جائے اس کو قبول کرنے والا اور اس کا اجر دینے والا خدا ہے کیونکہ دیوتا وغیرہ سب اُسی کے مظہر ہیں ۲۵ (۱) پتروں کی پوجا سے مراد ہے اپنے آبا و اجداد کے شرادھ وغیرہ۔
۲۵ (۲) جو خالص میری پرستش کرتے ہیں وہ میری ذات میں واصل ہو کر ہمیشہ کے لئے نجات حاصل کر لیتے ہیں

۲۶ مری نذر دیتا ہے جو شوق سے
دلِ پاک سے، چاہ سے، ذوق سے
میں نذر اُس کی کرتا ہوں بیشک قبول
وہ پھل ہو کہ پانی کہ پتّی کہ پھُول

۲۷ فقط میری خاطر تو ُ ہر کام کر
ہَوَن دان دے سب مرے نام پر
ترا کھانا پینا ہو میرے لئے
ترا تپ سے جینا ہو میرے لئے

۲۸ کٹیں گے یہ کرموں کے بندھن تمام
نہ ہوگا بُرے یا بھلے پھل سے کام
جو تُو پاکدل ہو کے سنیاس پائے
تو آزاد ہو کر مرے پاس آئے

---

۲۷ تناسخ کے چکر اور کرموں کے بندھن سے نجات پانے کا واحد طریق یہی ہے کہ انسان اپنی زندگی موت کھانا پینا اٹھنا بیٹھنا چلنا پھرنا فکر و دانش سب کچھ خدا کے لئے وقف کردے۔ اس کے سب کام خدا کے لئے ہوں۔ اس کے قوائے ظاہر و باطنی حواس و دل کے سب افعال خدا کی خوشنودی کے لئے ہوں۔ خدا ہی کا کام سمجھ کر کرے پھر نہ آواگون رہیگا نہ سزا نہ جزا۔ نجات کامل حاصل ہو جائے گی +

۲۹ مرے واسطے خلق یکساں ہے سب
نہ اِس سے محبت نہ اُس سے غضب
جو پوجیں مجھی کو بہ صدق و یقیں
میں ان میں ہُوں اور وہ ہیں مجھ میں مکیں

۳۰ کوئی آدمی گرچہ بدکار ہے
مگر میرا دل سے پرستار ہے
اُسے بھی سمجھ لے کہ سادھو ہے وہ
ارادے میں نیکی کے یکسو ہے وہ

۳۱ وہ دھرماتما جلد ہو جائے گا
قرار و سکوں دائمی پائے گا
سمجھ دل سے یہ بات کُنتی کے لال
مرا بھگت پائے نہ ہرگز زوال

۲۹ اپنی خودی کو خلوص کی قربان گاہ پر بھینٹ چڑھانے اور اپنی زندگی کو خدا کے لئے وقف کر دینے سے روح کے سب دروازے کھل جاتے ہیں۔ انسان خدا کا ہوجاتا ہے اور خدا انسان کو اپنا لیتا ہے طبع سفلی طبع علوی میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ عابد و زاہد قدم قدم اس منزل کو پہنچتے ہیں۔ لیکن عاشق صادق جو جذب حقیقی سے اپنے دل و جان پیش کردیتا ہے۔ وہ بلا تامل فائزالمرام ہوجاتا ہے

۳۲ بشر باپ کے پیٹ سے ہو کوئی
وہ ہو شودر یا ویش یا استری
مجھے آسرا جب بنائے گا وہ
تو اعلیٰ منازل پہ جائے گا وہ

۳۳ تو پھر نیک برہمن ہیں کتنے بلند
رشی راج بھگتوں کے درجے بلند
تجھے دکھ کی دنیائے فانی ملی
تو کر سچے دل سے پرستش مری

۳۴ جما دھیان مجھ میں ہو مجھ پر فدا
تو کر یگ تو میرے لئے سر جھکا
اگر یوگ میں دل لگائے گا تو
میں مقصود ہوں مجھ کو پائے گا تو

راج ودیا راج گوہیہ نامی نواں ادھیائے ختم ہوا

۳۲ سابقہ زمانے میں عورتوں اور شودروں کو وید کے مطالعہ کی ممانعت تھی یہاں فرمایا ہے کہ پاپ کے پیٹ سے پیدا ہونے والا چنڈال ہو ویش ہو شودر ہو یا عورت ہو اگر وہ مجھ پر بھروسا کرتے ہوئے میری طرف آئے تو اُسے اعلیٰ ترین درجے حاصل ہو جائیں گے ÷

دسواں ادھیائے

شری بھگوان کا ارشاد

۱۔ سخن سنج بھگوان پھر یوں ہوئے
کہ سُن اے قوی دست پیارے مرے
یہ اعلیٰ سخن پھر بتاتا ہوں میں
بھلائی کا رستہ دکھاتا ہوں میں

۱۔ قوی دست۔ مہا باہو۔ بڑے بازوؤں والا، مراد ارجن +
اس ادھیائے کا نام وبھوتی یوگ ہے۔ یعنی مظاہر الٰہی پر غور کرنے سے تلاش وصال +

۲ ہوئے دیوتا مہرشی جس قدر
مری ابتدا سے ہیں سب بے خبر
مجھی سے ہے سب دیوتاؤں کی بُود
ملا مجھ سے ہر مہرشی کو وجود
۳ سمجھتا ہے مجھ کو جو بے ابتدا
جنم سے بری شاہِ ارض و سما
فریبِ نظر سے وہی پاک ہے
گناہوں سے آزاد و بے باک ہے
۴ مجھی سے ہے سُکھ دُکھ دلیری ہراس
خرد علم قلبِ حقیقت شناس
صداقت سکوں ضبط عفو و کرم
مجھی سے وجود اور مجھی سے عدم

۲- مہرشی - بڑے رشی :-
۳- جو شخص اپنی آتما اور پرماتما کی وحدت کا قائل ہے اور دونوں کو ایک سمجھتا ہے وہی حقیقت سے آگاہ اور دھوکے سے پاک ہے - برھم گیانی جب اگیان (جہالت) کے پردوں کو دور کرکے آتما کا عرفان حاصل کر لیتا ہے تو اُس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا - کیونکہ گناہوں کی بنیاد یہی اگیان ہے جو دُور ہو جاتا ہے ۔

۵ اہنسا قناعت دل پُر سکوں
ریاضت و سخا نام نیک و زبوں
غرض جانداروں میں جو ہیں صفات
ہے اُن سب کا منبع مری پاک ذات

۶ وہ ساتوں معزز رشی نامدار
منو اور وہ چاروں قدیمی کمار
جہاں والے سب جن سے پیدا ہوئے
وہ میرے ہی من سے ہویدا ہوئے

۵ اہنسا۔ خیال زبان یا عمل سے کسی جاندار کو اذیت نہ دینا + ریاض۔ تپ۔ محنت +

۶۔ برھم کی ہستی مطلق ابدالآباد سے ہے رب سے پہلے من یا خیال ظاہر ہوا اور برھم کے من ہی سے سات رشی بھرگو وسشٹ وغیرہ پیدا ہوئے۔ من ہی سے چاروں کمار ہوئے جو پیدائش ہی سے برھمچاری تھے اور صرف برھم کے گیان دھیان میں لگے رہتے تھے۔ اسی طرح برھم کے من ہی سے منو پیدا ہوئے ان کی پیدائش والدین کے ملاپ سے نہیں ہوئی۔ ہر منونتر کے شروع میں سب سے پہلا انسان جو ظاہر ہوتا ہے اُسے منو کہتے ہیں۔ منونتروں کا ذکر آٹھویں ادھیائے کے ۱۷ ویں شلوک کی شرح میں آچکا ہے۔ ایک کلپ میں ۱۴ منونتر ہوتے ہیں اس طرح چودہ منو ہوئے +

۷ جو قوّت مرے یوگ کی جان ہے
حقیقت مظاہر کی پہچان ہے
وہ قائم رہا ہے یوگ پر بالیقیں
توازن ہے اس میں تزلزل نہیں

۸ مری ذات ہے منبع کائنات
مجھی سے ہوا ارتقائے حیات
یقیں اس پہ رکھتے ہیں جو اہل ہوش
کریں میری بھگتی بجوش و خروش

۹ مجھی میں ہیں من کو جمائے ہوئے
ہیں جان اپنی مجھ میں لگائے ہوئے
وہ کرتے ہیں آپس میں پُرنور دل
مرے ذکر سے شاد و مسرور دل

---

۷ (۱) خدائی یوگ سے مراد اس کی لامتناہی قوت اور اس کا عالم الغیب ہونا ہے

۸ - جس طرح سمندر میں گوناگوں لہریں اٹھتی ہیں طرح طرح کی شکلیں بناتی ہیں اور پھر سمندر ہی میں غائب ہو جاتی ہیں اسی طرح مول پرکرتی سے طرح طرح کی مخلوقات پیدا ہو کر اسی میں مل جاتی ہے۔ اس لئے دانا آدمی موت اور فنا کو دیکھ کر غمگین نہیں ہوتے۔ مول پرکرتی خدا ہی کا روپ ہے اسی لئے وہ قائم دائم خدا ہی کو ہر چیز کا منبع اور مرجع سمجھتے ہیں اور اسی کی پرستش کرتے ہیں +

۱۰ وہ رہتے ہیں یکدل مرے ذوق سے
وہ کرتے ہیں پوجا مری شوق سے
میں دیتا ہوں اُن کو وہ دانش کا یوگ
کہ ہو جاتے ہیں مجھ سے واصل وہ لوگ

۱۱ جو رحم اُن کی حالت پہ کھاتا ہوں میں
تو گھر اُن کے دل میں بناتا ہوں میں
دکھاتا ہوں اُن کو ہدایت کا نور
اندھیرا جہالت کا ہو جس سے دور

ارجن نے کہا

۱۲ تو عالی خدا تیرا عالی مقام
وہ ہستی ہے تو جس کی عظمت مدام

---

۱۰ (۳) دانش کا یوگ سے مراد بُدھی یوگ ہے جس سے برہم گیان یعنی عرفان ذات حاصل ہوتا ہے۔ اسی عرفان سے دل کی آنکھیں روشن ہو جاتی ہیں اور انسان کو چراغ ہدایت کے نور میں صفائی قلب حاصل ہوتی ہے اور جہالت کا اندھیرا اس کے منظر کو تاریک نہیں کر سکتا۔

تو معبودِ اوّل تری پاک ذات
جنم سے بری مالکِ کائنات

۱۳ اسی طرح ہیں آپ کے پاک نام
اَسِت ویاس دیول رشی بھی تمام
یہی دیو نارد بتائیں صفات
یہی آپ اپنی سُنائیں صفات

۱۴ غرض آپ نے جو بتایا مجھے
یقیں کیشو بھگوان آیا مجھے
نہ سمجھا کوئی آپ کی شان کو
کوئی دیوتا ہو کہ شیطان ہو

۱۵ جگت کے پتی خالق و کبریا
سبھی دیوتاؤں کے ہو دیوتا

---

۱۳ (۲) رشی وہ مقدس انسان جن کو اپنے من اور حواس پر پوری قدرت حاصل ہے۔ دیورشی وہ رشی ہیں جن کو اعلیٰ ترین درجہ حاصل ہو ؛

۱۳ (۳) دیورشی نارد۔ سام وید اور ویدک موسیقی کے ماہر کامل جن کو برہما کا بیٹا بتایا جاتا ہے ؛

پرشوتم اونچی ہے بات آپ کی
اگر بات جانے تو ذات آپ کی

۱۶ کریں آپ مجھ پر مکمل عیاں
جلالِ مقدس کا واضح نشاں
جہاں فیض سے جس کے معمور ہے
زمین و زماں جس سے پُر نور ہے

۱۷ بتا دیجئے میرے یوگی ذرا
ملے دھیان سے کیسے گیان آپ کا
کروں کن مظاہر میں جم کر خیال
کہ کھُل جائے مجھ پر حقیقت کا حال

۱۸ ذرا یوگ اپنا بیاں کیجئے
جلال اپنا مجھ پر عیاں کیجئے

---

۱۷ وحدتِ وجود پر ایمان لانا اور اس پر یقین حاصل کرنا آسان کام نہیں۔ انسانوں حیوانوں جمادات وغیرہ کو ایک ہی ذاتِ باری کا مظہر سمجھنا بظاہر مشکل ہے۔ اس کے لئے گہرے سوچ گیان دھیان اور خیالات کی یکسوئی اور دل کو ایک مرکز پر جمانے کی ضرورت ہے۔ ارجن یہی سوال کرتا ہے کہ ایسے کون سے مرکز ہیں جو باری تعالےٰ کے خاص مظہر ہیں اور جن پر دھیان جمانے سے حقیقت روشن ہو سکتی ہے۔

بتا دیجئے پھر بتا دیجئے
سماعت کو امرت پلا دیجئے

شری بھگوان کا ارشاد

۱۹ ہوئے سن کے بھگوان یوں لب کُشا
ہیں ارجن مرے وصف لا انتہا
جلال اپنا کچھ کچھ بتاتا ہوں میں
صفاتِ نمایاں دکھاتا ہوں میں

۲۰ سُن ارجن ہوں میں آتما بالیقیں
جو ہے جانداروں کے دل میں مکیں
میں ہر اہلِ جاں کے ہوں اندر نہاں
میں اوّل میں آخر میں ہوں درمیاں

۱۸ (۱۴) سماعت ۔ سننے کی قوت ٭

۲۰ انسان کے غور و فکر کے لئے سب سے اوّل مظہر جلالِ الٰہی وہ آتما ہے جو سب جانداروں میں موجود ہے ۔ اسی حقیقت کی نقاب کشائی عرفان کی منزل میں پہلا قدم ہے ٭

۲۱ ہے آدتیوں میں میرا وشنو خطاب
میں اشیائے پُرنور میں آفتاب
مرتچی مروتوں کے اندر ہوں میں
منازل میں تاروں کی چندر ہوں میں

۲۲ سمجھ مجھ کو ویدوں میں تو وید سام
مرا دیوتاؤں میں واسو ہے نام
حسوں میں ہوں من مجھ کو پہچان تو
تو جاں اہلِ جاں کی مجھے جان تو

۲۳ میں رُدروں کے اندر ہوں شنکر دلیر
جو ہیں راکشس یکش ان میں کوبیر
تو وسوؤں میں اگنی مجھے تو سمجھ
سب اونچے پہاڑوں میں میرو سمجھ

۲۱ آدتیہ۔ سورج ۰ بارہ مہینوں کے مطابق بارہ آدتیہ مانے گئے ہیں ۰ مروت۔ ہوائیں ۰ نکشتر۔ تاروں کی منازل ۰ ۲۲۔ واسو سے مراد اندر ہے ۰ ۲۳۔ رُدر۔ دس پران اور من مل کر رُدر کہلاتے ہیں ۰ شنکر۔ شوجی ۰ راکشس یکش۔ جن بھوت ۰ کوبیر۔ دولت کا دیوتا ۰ وسو۔ زمین میں پانی آگ وغیرہ کا دیوتا ۰ میرو۔ وہ پہاڑ جس کے گرد دنیا چکر لگاتی ہے ۰

۲۴ جو پروہت ہیں اُن میں برہسپت ہوں میں
سُن ارجن کہ سرکردہ پروہت ہوں میں
سکند اہلِ لشکر کے اندر کہو
تو جھیلوں کے اندر سمندر کہو

۲۵ بھرگو ہوں میں رشیوں کا سردار ہوں
سخن میں سخن حرف اونکار ہوں
یگوں میں ہوں جپ یگ نرالا ہوں میں
جو محکم ہیں اُن میں ہمالا ہوں میں

۲۶ درختوں میں پیپل کا ہوں میں درخت
میں رشیوں میں ہوں نارد نیک بخت
میں گندھرب چتررتھ سا ہوں گنی
تو سِدھوں میں کامل کپل سا منی

---

۲۴ برہسپتی ۔ اندر دیوتا کا پروہت + سکند ۔ شو کا دوسرا بیٹا جو دیوتاؤں کے لشکر کا کماندار تھا +

۲۵ بھرگو ۔ برہما کا ذہنی فرزند + اونکار ۔ اوم + جپ یگیہ ۔ سب سے بڑا یگیہ ہے جس میں دیوتا کا دھیان لگا کر منتر پڑھے جاتے ہیں +

۲۶ ۔ گندھرب مطرب ۔ آسمانی (گویّے) + سدھ ۔ ولی کامل

۲۷ میں گھوڑوں میں اِندر کا ہوں اسپ نر
جو امرت کے منتھن سے آیا نظر
میں فیلوں کے اندر ہوں اِندر کا فیل
جو انساں ہیں ان میں شہِ بے عدیل

۲۸ میں آلاتِ جنگی میں برقِ تپاں
میں گایوں میں ہوں کامدھُک بیگماں
شہنشاہ ناگوں کا میں واسُکی
ہُوں گندرپ جس سے ہوں پیدا سبھی

۲۹ میں ناگوں میں ہوں شیش لاانتہا
میں جل باسیوں میں ورُن دیوتا
میں پتروں میں ہوں اریماؔ ذی حشم
میں دُنیا کے فرمانرواؤں میں یَم

۲۷ امرت منتھن :- دیوتاؤں اور شیاطین نے مل کر سمندر کو بلویا تاکہ اس میں سے امرت یعنی آبِ حیات حاصل ہو۔ آبِ حیات کے علاوہ بہت سی اور چیزیں بھی سمندر سے نکلیں جن میں سے اندر کا گھوڑا بھی تھا ÷

۲۸ - کندھرپ - کام دیو ÷ ۲۹ - ورُن - پانی کے دیوتاؤں کا راجہ ÷ اریما - پتروں کا راجہ ÷ یم - ملک الموت ÷ اننت - لاانتہا ÷

۳۰ میں ہوں دِیتیاؤں میں پرہلادِ سن
میں وقت ان میں رکھیں جو گنتی کا گُن
میں شیر ببر سب درندوں میں ہوں
تو وشنو کا شاہیں پرندوں میں ہوں

۳۱ میں صرصر ہوں اُن میں جو کردیں صفا
میں ہوں اہلِ شمشیر میں رام سا
مجھے مچھلیوں میں مکر جان تو
تو نہروں میں گنگا مجھے مان تُو

۳۲ میں آغاز و انجامِ اہلِ جہاں
جو کچھ درمیاں ہے تو میں درمیاں
میں علموں میں ہوں علمِ جاں اے عقیل
دلیلوں کے اندر میں حق کی دلیل

---

۳۰ (۱) دیتیا ایک بدکردار قبیلہ کا نام ہے جو آریاؤں سے زمانہ ماقبل میں تھا۔ پرہلاد وشنو کا بھگت تھا جو اپنے باپ کی مرضی کے خلاف وشنو کی پرستش کرتا تھا ٭

۳۰ (۲) گرڑ جس پر وشنو سواری کرتا ہے ٭

۳۱۔ مکر۔ مگرمچھ ٭ یا دسواں برج ٭

۳۳ الف ہوں سخن جو کرے ابتدا
میں ہوں عطف لفظوں کو دے جو مِلا
میں ہوں وقت جس کو فنا ہی نہیں
محافظ ہوں وہ جس کا رُخ ہر کہیں

۳۴ قضا ہوں جو کرتی ہے سب کو فنا
نئی زندگی کی ہوں میں ابتدا
میں ہوں صنفِ نازک میں اقبال و نام
سخن، حافظہ، عفو، عقل و قیام

۳۵ برہت سام کی میں دعا دلپسند
تو چھندوں میں گائتری کا ہوں میں چھند
مہینوں میں مجھ کو اگھن کر شمار
بہاروں میں پھولوں کی ہوں میں بہار

---

۳۳ (۲) عطف جس کو سنسکرت گرامر میں دوندو کہتے ہیں
۳۴ (۳) اقبال نام وغیرہ دیویوں کے نام ہیں جن کا دھرم کے ساتھ بیاہ ہوا اور دھرم پتنیاں کہلائیں۔
۳۵ برہت - بڑا + گائتری - رگ وید کا مشہور منتر +
اگھن - ۱۵ نومبر سے ۱۵ دسمبر تک کا مہینہ جس میں موسم معتدل ہوتا ہے +

۳۶ جُوا ہوں میں اُن میں جو چلتے ہیں چال
جلال اُن کا جن میں ہے جاہ و جلال
ارادہ بھی میں فتح و نصرت بھی میں
جو صادق ہیں اُن کی صداقت بھی میں

۳۷ میں برشنوں میں ہوں واسدیوا ے مشیر
قبیلے میں پانڈو کے ارجن امیر
میں ہوں ویاس ان میں ہیں جتنے مُنی
جو شاعر ہیں اُن میں ہوں اُشناکوی

۳۸ جو حاکم ہیں میں اُن کی تعزیر ہوں
جو فاتح ہیں میں اُن کی تدبیر ہوں
میں رازوں میں ہوں خامشی پردہ پوش
میں ہوں گیان اُن کا جو ہیں علم کوش

۳۷ برشنو یادو کی اولاد برشن کہلاتی ہے۔ شری کرشن بھی برشنوں میں سے تھے۔ ان کے باپ کا نام وسودیو تھا +
مُنی وہ لوگ جو من سے سوچ بچار غور مراقبہ وغیرہ کرتے ہیں +
اُشنا ۔ بھرگو رشی کا بیٹا جو دیتیاؤں کا پروہت تھا +
ویاس ۔ وہ رشی جس نے ویدوں کو مرتب کیا +

۳۹ کروں خلقِ عالم کی ترویج میں
ہوں ارجن ہر اک چیز کا بیج میں
ہے ساکن کوئی یا کہ سیّار ہے
مگر مجھ سے باہر نہ زنہار ہے

۴۰ پرنتپ یہاں غور کر لے ذرا
مرے پاک جلوے ہیں لا انتہا
جو تھوڑا سا تم سے بیاں کر دیا
نمونہ سا گویا عیاں کر دیا

۴۱ نظر آئے قوت کہیں یا جلال
شکوہ و تجمل کہ حسن و جمال
سمجھ لے کہ اس میں ہے جلوہ فگن
مرے بیکراں نور کی اک کرن

۴۰ پرنتپ ۔ دشمنوں کو جلا دینے والا ۔ وہ جو شہوت غضب لالچ موہ وغیرہ کو تباہ کر دے ۔

۴۲ نہ تفصیل میں جا کے اُلجھن بڑھا
کہ کرشن سے ارجن تجھے کام کیا
مرا ایک شمّہ ہُوا ہے عیاں
اسی سے ہے معمُور سارا جہاں

وبھوتی یوگ نامی دسواں ادھیائے ختم ہُوا

۴۲ خدا لامحدود اور لاانتہا ہے۔ جہان محدود اور متناہی ہے۔ جس طرح مکان کے اندر خلا موجود ہے اور ساری خلا کا محض ایک شمہ ہے اسی طرح جہاں بھی خدا سے معمور ہے۔ مگر اس میں محض خدا کا ایک شمہ نظر آرہا ہے۔ جہاں کے حدود خدا کو محدود نہیں کر سکتے وہ زمان و مکان کی قید سے بالا اور تجزیہ اور تقسیم سے مبرا ہے اور یہ سارا عالم اس کا محض ایک چھوٹا سا کرشمہ ہے۔

گیارھواں ادھیائے

ارجن نے کہا

۱ کہا پھر یہ ارجن نے اے محترم
کیا آپ نے مجھ پہ لطف وکرم
بتایا خفی ادھیاتم کا راز
گیا موہ آنکھیں ہوئیں دل کی باز

۱۔ ادھیاتم ۔ روح کی حقیقت دیکھو صفحہ ۱۱۵
موہ ۔ فریب نظر ۔ جہالت ✤
باز ہونا ۔ کھلنا ✤

۲ کنول نین میں نے سُنا آپ سے
که جاندار کس طرح پیدا ہوئے
جو پیدا ہوئے ہوں گے کیونکر فنا
تمہیں کو ہے عظمت تمہیں کو بقا

۳ کیا آپ نے حال جو کچھ بیاں
وہی سچ ہے پرمیشور بے گماں
ہے پرشوتم اب اشتیاق اس قدر
که دیدارِ حق دیکھ لوں اِک نظر

۴ پربھو آپ کا ہو اگر یہ خیال
که درشن کی ہے مجھ کو تاب و مجال
تو یوگ ایشور لطف فرمائیے
مجھے لافنا رُوپ دکھلائیے

۲ کنول نین ۔ کٹورا سی آنکھوں والا +
۴ یوگ ایشور ۔ یوگ کے مالک +

شری بھگوان نے فرمایا

۵ کر ارجن نظر، دیکھ میرے سروپ
مرے سینکڑوں اور ہزاروں ہیں رُوپ
مری پاک ہستی کے نیرنگ دیکھ
نئے روپ دیکھ اور نئے ڈھنگ دیکھ

۶ وسو رُدر آدتیہ کی صورتیں
دو اشوِن بھی مارُت کی بھی مورتیں
تو بھارت کے فرزند سب دیکھ لے
جو دیکھا نہیں تُو نے اب دیکھ لے

۷ جو کچھ چاہے تو دیکھ تن میں مرے
جہاں سب ہے ارجن بدن میں مرے

۶ دیکھو ادھیائے دسواں شلوک ۲۱، ۲۳ +
دو اشوِن - برُج جوزا +

یہیں سارا عالم نمودار دیکھ
تو ساکن بھی دیکھ اور سیار دیکھ

۸ مری دید گر تجھ کو منظور ہے
تری آنکھ کا کب یہ مقدور ہے
میں دیتا ہوں تجھ کو خدائی بصر
مرے اس شہی یوگ پر کر نظر

سنجے کا بیان

۹ مہاراج! ارجن سے کہہ کر یہ بات
ہری یعنی یوگ ایشور پاک ذات
دکھانے لگے شانِ عالی کا روپ
تو ارجن نے دیکھا خدائی سروپ

۸ انسانی نگہ صرف ظاہر بیں واقع ہوئی ہے۔ نورِ معرفت کے لئے بصیرت یعنی دل کی آنکھ کی ضرورت ہے ❊
۹ ہری وشنو کا نام ہے یعنی کرشن ❊

۱۰ انیک اُس کی آنکھیں تو چہرے انیک
نگاہیں انیک ان ہیں جلوے انیک
انیک اُس کے پُرنور زیور سجے
انیک اُس کے ہتھیار اُبھرے ہوئے

۱۱ خدائی وہ کنٹھے خدائی لباس
خدائی اُبٹنے خدائی وہ باس
وہ لاانتہائی کھڑی روبرو
جو رُخ اس کا دیکھو تو رخ چارسو

۱۲ فلک پر نکل آئیں سورج ہزار
بہ یک وقت مل کر ہوں سب نور بار
تو دھندلی سی سمجھو تم اس کی مثال
مہا آتما کا تھا اتنا جلال

---

۱۰ انیک - بے شمار - ان گنت
۱۱ - اُبٹنا - مالش کے لئے خوشبودار گلگونہ
باس - خوشبو

۱۳ جو ارجنُ نے دیکھا کہ سارا جہاں
گروہوں میں غولوں میں بٹ کر وہاں
سبھی اُس کے تن میں ہے جلوہ نما
کہ وہ دیوتاؤں کا ہے دیوتا

۱۴ تو ارجُن کو اس درجہ حیرت ہوئی
کہ سہما ڈرا اور لگی کپکپی
حضورِ خداوند میں سر جھکا
وہ یوں جوڑ کر ہاتھ کہنے لگا

---

۱۳ ارجن نے دیکھا کہ ہر شکل خدا ہی کی شکل ہے۔ ہر سر خدا ہی کا سر ہے۔ ہر آنکھ خدا ہی کی آنکھ ہے ہر ہاتھ اسی کا ہاتھ ہے۔ ہر پاؤں اسی کا پاؤں ہے۔ ہر عضو اسی کا عضو ہے۔ غرض بمصداق "جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے" گویا تمام عالم مع اس کے حصوں کے سب ایک وجود باری میں شامل ہے۔

ارجن کی مناجات

(۱)

۱۵ تمہارے پیکر میں دیو بھگون — یہ دیوتا سب سما رہے ہیں
انیک رنگوں میں جیو سارے — گروہ بن بن کے آ رہے ہیں
کنول کے آسن پہ آپ برہما — براجماں ہیں تمہارے اندر
رشی ہیں یا ناگ آسمانی — سب اپنی صورت دکھا رہے ہیں

۱۶ انیک بازو انیک چہرے — شکم انیک اور انیک آنکھیں
اننت روپی تمہارے جلوے — دسوں دشاؤں میں چھا رہے ہیں
تمہارا اوّل ہے اور نہ آخر — نہ درمیاں ہے کوئی تمہارا
کہ وشو روپی جہاں کے مالک — تمہیں میں عالم سما رہے ہیں

۱۵ - پیکر - وجود - قالب ٭ برہما کو خالق مانا جاتا ہے اس کے چار منہ ہیں اور وہ میرو پہاڑ پر زمین سے کنول میں آسن جمائے تصور کیا جاتا ہے ٭ براجمان ہونا - رونق افروز ہونا - آسمانی ناگ جیسے واسکی وغیرہ
۱۶ - اننت روپی - لاانتہا صورتوں والا ٭
دس دشائیں - دس طرفیں ٭
وشو روپی - عالمگیر صورت والا ٭

۱۷ مُکٹ ہے پُرنور گرز پُرنور — اس پر چکر ہے شعلہ افشاں
چمک رہے ہیں دمک رہے ہیں — جہاں کو بھی جگمگا رہے ہیں
ہو جس طرح آگ شعلہ افشاں — ہو جیسے سورج کا روئے تاباں
وہ اپنی لاانتہا چمک سے — جہاں کو خیرہ بنا رہے ہیں

۱۸ تمہیں ہو برتر بھی لافنا بھی — تمہیں سزاوار علم و عرفاں
تمہیں ہو بے اختتام مخزن — وہ جس میں عالم سما رہے ہیں
تمہیں قدیمی پُرش ہو بھگون — پُرش وہ جس کو فنا نہیں ہے
جو لافنا دھرم ہے اُسے بھی — تمہارے احساں بچا رہے ہیں

۱۹ نہ ابتدا ہے نہ انتہا ہے — نہ وسط ہے واسطہ ہے تم کو
تمہارے لاانتہا ہیں بازو — جو زور و طاقت دکھا رہے ہیں
تمہاری آنکھیں ہیں چاند سورج — تمہارا چہرہ ہوَن کی اگنی
تمہارے جلوے ہیں شعلہ افشاں — جو کُل جہاں کو تپا رہے ہیں

۱۷۔ مُکٹ ۔ تاج کلغی ✣ خیرہ ہونا ۔ آنکھیں چُندھیا جانا ✣
۱۸۔ لافنا ۔ اکشر ✣ بے اختتام مخزن ۔ کبھی نہ ختم ہونے والا خزانہ ✣
۱۹۔ ہوَن کی اگنی ۔ وہ آگ جو یگیہ کے وقت جلائی جاتی ہے ✣

۲۰ زمیں میں جلوہ سما میں جلوہ اور اُن کے اندر خلا میں جلوہ
وسوں وشاؤں میں ایشور سب تمہارے جلوے سما رہے ہیں
مہاتما ہے تمہاری صورت وہ جس سے برسے جلال و ہیبت
کہ تینوں دنیا کے رہنے والے لرز رہے تھرتھرا رہے ہیں

۲۱ یہ دیوتاؤں کے غول سارے تمہیں میں سب ہو رہے ہیں داخل
تمام ہیبت سے ہاتھ باندھے تمہارے گُن گنگنا رہے ہیں
تمہاری سوستی پکارتے ہیں مہارشی اور سدھ مل کر
تمہاری تعریف گا رہے ہیں تمہارے نغمے سُنا رہے ہیں

۲۲ وہ رُدر آدتیہ اور وسو سب وہ سادھیہ وشو دیو اشون
تمام مبہوت ہو رہے ہیں نگہ کو حیرت میں لا رہے ہیں
گروہ پتروں کے اور مارُت وہ یکش گندھرب راکشس سب
گروہ سدھوں کے مل ملا کر سبھی اچنبے میں آ رہے ہیں

۲۲ سوستی - خیرباد! بھلا ہو +
سادھیہ - دیوتاؤں کی ایک جماعت جن کے سردار برھما ہیں +
وشو دیو - وہ دیوتا ہیں جن کو ویدوں کے زمانے میں انسانوں کا محافظ سمجھا جاتا تھا +
مارُت - ۴۹ قسم کی ہواؤں کے مطابق ۴۹ دیوتا مانے گئے ہیں +

۲۳ ہزاروں چہرے ہزاروں آنکھیں ہزاروں بازو ہزاروں زانو
شکم ہزاروں قدم ہزاروں بلا کے دنداں ڈرا رہے ہیں
تمہارا یہ اننت رُوپ وہ ہے کہ اے شہنشاہِ زور و طاقت
میں خوف سے خود بھی کانپتا ہوں جہاں بھی سب تھر تھرا رہے ہیں

۲۴ تمہارا یہ پُر جلال قامت جو آسماں سے لگا ہوا ہے
انیک رنگ اس پہ چھا رہے ہیں جو زیب و زینت بڑھا رہے ہیں
فراخ چہرہ کھُلا ہوا منہ بڑی بڑی شعلہ بار آنکھیں
نہ مجھ میں طاقت نہ چین وشنو یہ میرے من کو ڈرا رہے ہیں

۲۵ تمہاری ڈاڑھیں اُبھر رہی ہیں کہ آگ محشر کی جل رہی ہے
فنا کے شعلے نکل رہے ہیں جو اک جہاں کو جلا رہے ہیں
مرا سہارا نہ ہے ٹھکانا کرم ہو مجھ پر کرم ہو مجھ پر
تمہارے سائے میں سارے عالم سروں کو اپنے چھپا رہے ہیں

---

۲۳ بے انت - بے پایاں ؎

۲۶ وہ سارے دھرت راشٹر کے بیٹے — اور اُن کے ساتھی جہاں کے راجہ
پتامہ بھیشم درونا چارج — وہ کرن رتھ بان آ رہے ہیں
ہماری جانب کے اونچے افسر — سپاہ سالار نام والے
تمہارے قالب میں آ رہے ہیں — تمہارے تن میں سما رہے ہیں

۲۷ تمہارے خونخوار مُنہ کے اندر — ہیں صف بہ صف ہولناک ڈاڑھیں
میں دیکھتا ہوں کہ اہلِ عالم — سب اپنی ہستی مٹا رہے ہیں
پہنچ گئے جبڑوں کی چکیوں میں — سر اُنکے پیکر ہوئے ہیں چوُرن
خلا میں دانتوں کے اُنمیں اکثر — پھنسے ہوئے لڑکھڑا رہے ہیں

۲۸ دہن تمہارے چمک رہے ہیں — اور انہیں یوں کوندتے ہیں شعلے
جہاں کے سب شوربیر خود کو — انہی کے اندر گرا رہے ہیں
وہ اس طرح جا رہے ہیں سارے — کہ جیسے ندیوں کے تیز دھارے
کسی سمندر کے مُنہ کے اندر — سب اپنی ہستی مٹا رہے ہیں

اس نظارہ میں ارجن دیکھتا ہے کہ وہ عزیز و اقارب جن پر وار کرتے ہوئے وہ گھبرا رہا تھا سب فنا ہو رہے ہیں گویا قادرِ مطلق ان کو پہلے ہی برباد کر چکا ہے اس لئے اس کی رحم دلی بیکار محض ہے۔

۲۹ دہن کے شعلوں میں کودتے ہیں یہ تیز رفتار لوگ سارے
فدا سبھی تم پہ ہو رہے ہیں یہ موت کے منہ میں جا رہے ہیں
نہیں یہ انساں یہ ہیں پتنگے جو عشق و مستی میں والہانہ
اجل کے شعلوں پہ اُڑ رہے ہیں فنا سے جو لو لگا رہے ہیں

۳۰ مزے سے لب اپنے چاٹتے ہو تم اک جہاں کو نگل نگل کر
زباں سے شعلے نکل رہے ہیں ہر اک کو لقمہ بنا رہے ہیں
تمہاری تاب و تپش سے وشنو تمام آکاش ہے دہکتا
تمہاری کرنوں کے تیز جلوے زمانہ بھر کو جلا رہے ہیں

۳۱ ہو دیوتاؤں کے دیوتا تم تمہیں نمسکار کچھ بتا دو
تمہاری اِس پُر جلال صورت میں کس کے جلوے سما رہے ہیں
تمہاری ہستی ازل سے پہلے بتاؤ مجھ کو کہ کون ہو تم
یہ کیسے اسرار ہیں تمہارے جو مجھ کو حیراں بنا رہے ہیں

۳۱۔ ارجن نے اس پیکرِ عظمت و جلال میں دونوں پہلو دیکھے ہیں۔ ایک شانِ خالقیت کیونکہ برھما جیسے خالق مانتے ہیں، وہ بھی ان دیوتاؤں میں سے ایک ہے جو اُسے اِس پیکر میں نظر آئے۔ دوسری شانِ تخریب جس میں تمام ہستیوں کو فنا کیا جا رہا ہے۔ یہ معمّا اس کی سمجھ سے بالا ہے۔ اِس لئے اُس نے یہ سوال کیا ⁂

شری بھگوان کا ارشاد

۳۲ قضا ہوں میں قضا ہوں میں　　کہ در پئے فنا ہوں میں
جہاں کی ہست و بود کو　　مٹانے آ رہا ہوں میں
یہ سور بیر لشکری　　جو تُل رہے ہیں جنگ پر
تو ہو نہ ہو یہ سب کے سب　　ہلاک کر چکا ہوں میں
۳۳ تو ارجن اُٹھ ہو نیک نام　　دشمنوں کو گھیر کر
بزور چھین تاج و تخت　　ان کو اپنا زیر کر
یہ مر چکے یہ مر چکے　　فنا میں ان کو کر چکا
تو بائیں ہاتھ والے اُٹھ　　وسیلہ بن نہ دیر کر

---

۳۲ سور بیر - جیسے بھیشم درون کرن وغیرہ +
تو ہو نہ ہو - اگرچہ تو جنگ میں شریک نہ ہو +
۳۳ بائیں ہاتھ والا - کھبا - ارجن جو بائیں ہاتھ سے ویسا ہی تیر چلا سکتا تھا جیسے دائیں ہاتھ سے +

۳۴ مری نظر میں دروان بھیشم اور کرن مر چکے
جیدرتھ اور یہ جنگ جو جہاں سے سب گذر چکے
تو جیت جائے گا نہ ڈر عدو سے اپنے جنگ کر
تو مار انہیں یہ مر چکے سفر جہاں سے کر چکے

سنجے نے کہا

۳۵ سنی جب یہ گفتار بھگوان کی
لگی صاحب تاج کو کپکپی!
زباں لڑکھڑائی گلا رک گیا
جھکا جوڑ کر ہاتھ کہنے لگا

۳۴ ارجن سے فتح کا وعدہ کیا جا رہا ہے اور اسے جنگ کا نتیجہ بتایا جا رہا ہے لیکن اس کی ذاتی جدوجہد کے ثمر کے طور پر نہیں بلکہ اس لیے کہ قضا و قدر پہلے ہی فیصلہ کر چکی ہے اور ارجن محض قدرت کا آلۂ کار ہے۔

ارجن کی مناجات

(۲)

۳۶ زمانہ کرتا ہے اے رشی کیش — جس کی حمد و ثنا تمہیں ہو
خوشی سے گن گاتے ہیں تمہارے — کہ سب کے پرماتما تمہیں ہو
تمہیں سے ڈر ڈر کے راکشس سب — دسوں دشاؤں میں بھاگ گئے ہیں
کریں نمسکار سدھ ملکر — جیسے وہ سب کے خدا تمہیں ہو
۳۷ بڑے ہو برہما سے مرتبے میں — کہ خود ہی برہما کے تم ہو موجب
کریں نمسکار کیوں نہ سارے — کہ ذات لاانتہا تمہیں ہو
تمہیں ہو ست بھی تمہیں است بھی — تمہیں ہو تت بھی تمہیں ہو اکشر
جگن نواس اور مہاتما — دیوتاؤں کے دیوتا تمہیں ہو

---

۳۷ ست (ویکت) جس کی ہستی ماضی حال اور مستقبل تینوں زمانوں میں ہے۔
است (اویکت): جو ست نہیں جس کی ہستی عارضی ہے۔
اکشر۔ لافنا۔
تت۔ تتو۔ اصل اصول۔

۳۸ تمہیں ہو برتر خدائے اول — پرُش قدیمی پناہِ عالم
تمہیں سزاوارِ علم و عرفاں — علیمِ رازآشنا تمہیں ہو
تمہیں سے پھیلا جہان سارا — تمہیں ہو سب کا مقامِ اصل
ہے جس سے بھرپور ساری دُنیا — اننت رُوپی خدا تمہیں ہو

۳۹ تمہیں جہاں کے ہو باپ دادا — تمہیں ہو برہما تمہیں ہو یم بھی
تمہیں وَرُن ہو تمہیں ہو اگنی — تمہیں ہو چاند اور ہوا تمہیں ہو
تمہیں نمسکار پھر نمسکار — پھر نمسکار میرے داتا
تمہیں نمسکار ہوں ہزاروں — خدائے عزّ و علا تمہیں ہو

۴۰ تمہیں نمسکار حاضرانہ — تمہیں نمسکار غائبانہ
تمہیں نمسکار ہر طرف سے — کہ کُل میں جلوہ نما تمہیں ہو
تمہاری قوت کی کوئی حد ہے — نہ زور و طاقت کی انتہا ہے
تمہیں سے قائم ہے سارا عالم — نہیں کوئی دُوسرا تمہیں ہو

---

۳۹ مرتچی وغیرہ سات پرجاپتی برہما کے من سے پیدا ہوئے۔ انہی سے آگے مخلوقات پیدا ہوئی
یہاں پرجاپتی سے مراد برہما لی گئی ہے +
ورُن۔ پانی کا دیوتا +

۴۱ کبھی کہا میں نے کرشن تم کو — کبھی کہا میں نے دوست یادو
میں نے تکلف بھی سمجھتا رہا — کہ یار آشنا تمہیں ہو
اسے سمجھ لو مری محبت — اسے سمجھ لو مری جہالت
نہ پہلے افسوس میں نے سمجھا — کہ ثناہ ارض و سما تمہیں ہو

۴۲ جو ٹھٹھے اٹھتے جو کھاتے پیتے — جو جاگے سوتے جو کھیلتے ہیں
ہوئی ہوں گستاخیاں تو بخشو — کہ ذات لا انتہا تمہیں ہو
کبھی اکیلے کبھی سبھا میں — کہا ہو کچھ دل لگی سے تم کو
تو پر خطا کی خطا کو بخشو — کہ ہستئ بے خطا تمہیں ہو

۴۳ ہیں جتنے ثابت ہیں جتنے سیار — سب جہانوں کے ہو پتا تم
تمہیں کو شایاں ہے ساری عزت — کہ مرشد و رہنما تمہیں ہو
نہیں تمہاری مثال کوئی — کسے فضیلت ہے تم سے بڑھکر
نہ جس کی طاقت کا تینوں عالم — نہیں ہے کوئی دوسرا تمہیں ہو

---

۴۱ ارجن کرشن مہاراج کو انسانی روپ میں دیکھتا رہا ہے اور اسے یار دوست سمجھ کر بیجا یوں جیسا سلوک کرتا رہا ہے۔ اب مرعوب ہو کر معافی کا طالب ہے۔
یادو کرشن جی کا خاندانی نام ہے۔

۴۴ اسی لیے سجدہ کر رہا ہوں تمہارے آگے جھکا کے تن کو
کہ جس کو زیبا ہے سجدہ کرنا فقط مرے کبریا تمہیں ہو
پدر نوازش کرے پسر پر سجن سجن پر پیا پیا پر
دیا کرو تم بھی مجھ پہ بھگوان کہ بحر لطف و عطا تمہیں ہو

۴۵ تمہارا میں نے وہ روپ دیکھا نہ جس کو دیکھا کسی نے پہلے
میں خوش بھی ہوں اور ہیں غمزدہ بھی مقام بیم و رجا تمہیں ہو
مجھے دکھا دو مجھے دکھا دو وہی وہ پہلی سی اپنی صورت
جگن نواس اب دیا ہو مجھ پر کہ دیوؤں کے دیوتا تمہیں ہو

۴۶ مکٹ لگایا ہو گرز اٹھایا ہو ہاتھ میں ہو تمہارے چکر
وہ روپ پہلا سا دیکھ لوں میں کہ دیر سے آشنا تمہیں ہو
دیا کرو مجھ پر پھر دکھا دو وہ مورتی چار ہاتھوں والی
تمہارے ہیں گو ہزار بازو کہ وشو روپی خدا تمہیں ہو

---

۴۵ بیم - خوف * رجا - امید *
الایمان بین الخوف و الرجاء (حدیث)
جگن نواس - زمانے کی جائے پناہ *

۴۶ وشو روپی - عالمگیر صورت والے *

شری بھگوان نے فرمایا

۴۷ سن ارجن اب مری دیا — یہ تجھ پہ بالضرور ہے
کہ میں نے اپنے یوگ سے — دکھا دیا ظہور ہے
نہ جس کو دیکھا آج تک — کسی نے بھی ترے سوا
وہ اوّلیں وہ دائمی — یہ وشو روپ نور ہے

۴۸ گرو کے خاندان میں — ملی ہے تجھ کو سروری
دکھایا تجھ کو اپنا روپ — ہے یہ بندہ پروری
نہ وید جپ سے مل سکے — نہ دان تپ سے مل سکے
نہ یگ نہ کرم کانڈ سے — دکھائی دے سکے ہری

۴۹ ہراس و خوف چھوڑ دے — نہ زار ہو نزار ہو
نہ ہولناک روپ سے — مرے تو بے قرار ہو

۴۸ وید جپ - ویدوں کے پڑھنے سے + تپ - ریاضت + دان - خیرات + یگ - قربانیاں + کرم کانڈ - کریا - اعمال مذہبی . مطلب یہ ہے کہ صرف ریاضت و عبادت سے خدا کا دیدار نصیب نہیں ہوسکتا جب تک اس کی اپنی مہربانی نہ ہو

لے میری شکل دیکھ لے تو جس سے آشنا بھی ہے
یہ بیم و خوف دور کر خوشی سے ہمکنار ہو

سنجے نے کہا

۵۰ یہ کہہ کر مہا آتما نے وہیں
دکھا دی وہی پہلی صُورت حسیں
وہی رُوپ تھا آن کی آن میں
گیا خوف جان آ گئی جان میں

ارجُن کا قرار

۵۱ جو ارجُن نے دیکھا تو بھگوان کی
وُہی پہلی صورت تھی انسان کی

---

۵۰ پہلی صورت - وہ شکل جس میں آپ واسدیو کے گھر پیدا ہوئے تھے اور جس سے ارجن ہمیشہ سے مانوس تھا +

کہا اب مرا دل ٹھکانے لگا
مجھے ہوش بھگوان آنے لگا

شری بھگوان کا ارشاد

۵۲ پھر ارجُن سے بھگوان کہنے لگے
کہ تُو نے جو اَب میرے درشن کیے
بہت دیوتاؤں کو ارماں رہا
یہ درشن کہاں اُن کو حاصل ہُوا
۵۳ مجھے تو نے دیکھا ہے جس طور سے
یہی طور ممکن نہیں اور سے
یہ دیدار یگ سے نہ تپ سے ملے
نہ دان اور نہ ویدوں کے جپ سے ملے

۵۳ ؎ یہ دیدار عالم افروز ویدوں کے مطالعہ ریاضت دان دینے اور ہر قسم کے یگیہ سے بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔

۵۴ اگر میری بھگتی میں یکسو رہے

مرا گیان ہو اور مجھے دیکھ لے

حقیقت کا عرفاں بھی حاصل ہو پھر

مری ذاتِ عالی میں واصل ہو پھر

۵۵ مرا بھگت ہر کام میرا کرے

تعلق کسی سے نہ نفرت اُسے

مجھی کو سمجھ لے وہ اپنا کمال

تو ارجن وہ پا جائے مجھ سے وصال

وشورُوپ درشن یوگ گیارھواں ادھیائے ختم ہوا

---

۵۵ اس شلوک میں گیتا کی تعلیم کا نچوڑ بیان کر دیا گیا ہے جس کو وصالِ الٰہی مطلوب ہو وہ ہر کام خدا ہی کے لئے کرے۔ خدا ہی کو اپنی منزل مقصود سمجھے۔ خلق خدا سے نفرت نہ کرے دنیوی علائق سے بے نیاز ہو۔ ساری دنیا کو خدا ہی کا سروپ سمجھے۔ ایسا ہی شخص آخر میں خدا سے واصل ہو گا۔

بارھواں ادھیائے

ارجن کا سوال

۱ وہ یوگی جو بھگتی میں سرشار ہیں
فقط آپ ہی کے پرستار ہیں
وہ بہتر ہیں یا جو ہیں باطن پرست
خفی لم یزل ذات عالی کے مست؟

۱۔ بعض لوگ ہر وقت خدا کا نام لیتے اسی کی عبادت کرتے اور اسی سے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ وہ خدا ہی سے عشق و محبت کرتے ہیں۔ اسی کا نام بھگتی یوگ ہے۔ یہ لوگ عابد و زاہد ہیں۔ بعض لوگ خدا کو مکان زمان اور علائق سے مبرا سمجھتے ہوئے اس کو صفات و ظہور و بیان سے بالا سمجھتے ہیں اسی کا نام گیان یوگ ہے۔ یہی لوگ عارف ہیں۔
ارجن پوچھتا ہے عابد اچھے ہیں کہ عارف؟

۲ ہوئے سُن کے بھگوان یُوں گلفشاں
ہیں بہتر وہی یوگ ہیں بے گماں
یقیں سے جو بھگتی کریں مستقل
مجھی سے جو اپنا لگاتے ہیں دل
۳ مگر وہ جو پوجیں خفی پاک ذات
جو قائم ہے دائم ہے اور پُر ثبات
خیال و ظہور و بیاں سے بلند
جو حاضر ہے ناظر ہے اور بے گزند
۴ حواس اپنے قابو میں رکھیں تمام
سکون و توازن ہو دل میں مدام
ہر اک کی بھلائی سے مسرور ہوں
مجھی سے ہوں واصل نہ مہجور ہوں

---

۳ ۔ خفی اویکت ÷ پُر ثبات ۔ اٹل ÷ بے گزند بے زوال ÷
۴ ۔ عارفِ ذات کا آخری درجہ وصالِ الٰہی ہے ÷
مہجور ۔ علیحدہ ۔ دُور ÷

۵ جو ذاتِ خفی میں لگاتے ہیں دل
اٹھاتے ہیں تکلیف وہ متصل
کہ ذاتِ خفی کا ہے مشکل شہود
خفی کو نہ سمجھیں گے اہلِ وجود

۶ جو اعمال سب مجھ پہ قرباں کریں
پرستش مری با دل و جاں کریں
جو مقصود اعلےٰ مجھی کو بنائیں
فقط میرے ہی دھیان میں دل لگائیں

۷ میں کرتا ہوں ارجنؔ انہیں کامگار
تناسخ کے فانی سمندر سے پار
دل اپنا جو مجھ میں لگاتے رہیں
مجھی سے نجات اپنی پاتے رہیں

۵ خدائے پُر صفات (سگنُن) اور خدائے بے صفات (نرگن) کے پرستار دونوں کی منزل ایک ہی ہے۔ لیکن انسان جب تک پابند وجود ہے اس کے ذہن میں خدائے بے صفات (خفی نرگن) کا خیال جم نہیں سکتا اس لئے عارف کا راستہ عابد کے راستہ کی نسبت زیادہ مشکل ہے۔

شہود = ظہور، مشاہدہ۔

۸ لگائے تو مجھ میں دل اپنا لگا
مجھی میں تو ہو کر محو عقل رسا
تو پھر اس میں ہرگز نہیں کچھ کلام
تو پائے گا مجھ میں قیام و دوام

۹ جو قائم نہ تو رکھ سکے مجھ میں دل
نہ یکسو رہے دھیان میں مستقل
تو ابھیاس سے کر تلاش کمال
اسی یوگ سے ڈھونڈ ارجن وصال

۱۰ تو ابھیاس کے ہو نہ قابل اگر
تو پھر میری خاطر سب اعمال کر
مرے واسطے ہی جو عامل ہو تو
تو اعمال سے مردِ کامل ہو تو

۹ ابھیاس ۔ مشق ۔ ریاضت ۔ اپنے من کو حواس اور محسوسات سے روک کر صرف خدا کے دھیان میں مصروف کرنا اور بار بار اسی کی طرف لگانا یہی ریاضت اور ابھیاس ہے ۔

۱۰ اعمال صالح کو خالص رضائے الٰہی کی خاطر کرنے سے بھی کمال حاصل ہوتا ہے

۱۱ ریاضت میں بھی گر تو ہیٹا رہا
تو بے پھر مرے یوگ کا آسرا
تُو رکھ دِل پہ قابو کئے جا عمل
کئے جا عمل چھوڑ دے اُن کے پھل

۱۲ کہ افضل ہے ابھیاس کرنے سے گیان
مگر گیان سے بڑھ کے ہوتا ہے دھیان
ہے ترکِ ثمر دھیان سے بھی فزوں
کہ ترکِ ثمر سے ہو فوراً سکوں

۱۳ وہ انسان جو سکھ دکھ میں ہموار ہے
جو ہر اک کا ہمدرد غم خوار ہے
کسی کا نہ بَیری ہو بخشے قصور
خودی سے بھی دُور اور تعلق سے دُور

۱۲ مشق و مجاہدہ بغیر علم کے زیادہ مفید نہیں۔ علم و عرفان کا درجہ ان سے بہتر ہے۔ عرفان سے بھی غور و فکر کا درجہ بلند تر ہے اور غور و فکر سے بھی ایسا عمل افضل ہے۔ جس میں ثمرے کی خواہش نہ ہو کیونکہ اس سے طبیعت میں سکون و اطمینان پیدا ہو کر یکسوئی کی طرف رغبت ہو جاتی ہے اور شانتی حاصل ہوتی ہے۔

۱۴ وہ یوگی جسے خود پہ ہے اختیار

جو صابر ہے اور عزم میں استوار

دل و عقل جو مجھ پہ قربان کرے

وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۵ جو دنیا کو آزار دیتا نہیں

جو دنیا سے آزار لیتا نہیں

بری بغض و عیش و غم و خوف سے

وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۶ جو چوکس ہے بے لاگ اور بے نیاز

دکھوں سے مبرا ہے اور پاکباز

جو ترک جزا ابتدا سے کرے

وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

---

۱۶ جو اپنے تمام افعال و اعمال کا سرچشمہ ذات باری کو مانتا ہوا ہر کام کو شروع ہی سے اس طرح کرے گویا خدا ہی اس کے ذریعے سے وہ کام کر رہا ہے اور اس میں اس کی اپنی مرضی کوشش یا کمال کو دخل نہیں اور نہ اس کو اس کام کے نتائج کی فکر یا اس کے ثمر کی امید ہو ٭

۱۷ مسرت سے بھی دُور نفرت سے دُور
غم و خواہش و نیک و بد سے نفور
ہمیشہ جو بھگتی میں شاداں رہے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

۱۸ برابر جسے دوست دشمن تمام
نہ سُکھ دُکھ نہ عزت نہ ذلت سے کام
ہو گرمی کہ سردی جسے ایک سی
لگن ہو کسی سے نہ جس کی لگی

۱۹ برابر ہوں جس کیلئے مدح و ذم
وہ کم گو نہ جس کو غمِ بیش و کم
نہ ہی دل کا آزاد گھر بار سے
وہی ہے مرا بھگت پیارا مجھے

---

۱۸ دوستی، دشمنی، سُکھ، دکھ، عزت ذلت، گرمی سردی وغیرہ متضاد خاصیتیں اضداد کہلاتی ہیں۔ عام دنیا کے آدمی انہیں اضداد سے متاثر ہوتے ہیں۔ لیکن عاشقان الٰہی ان سے پاک اور بلند ہیں ٭

۱۹ - مدح و ذم - تعریف اور بد تعریفی ٭

۲۰ جو کرتے ہیں قائم یہ امرت سا دھرم
یقیں سے جو رکھتے ہیں سینوں کو گرم
جو مقصودِ اعلیٰ سمجھ لیں مجھے
وہی بھگت ہیں سب سے پیارے مرے

بھگتی یوگ نامی بارھواں ادھیائے ختم ہُوا

۲۰ امرت - آبِ حیات +

تیرھواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ تجھے اب بتاتا ہوں کُنتی کے لال
کہ یہ جسم اک کھیت کی ہے مثال
ہے اس کھیت کا راز جس پر عیاں
کہیں کھیترگ اس کو سب راز داں

۱۔ جسم کو کھیت اس لئے کہا گیا ہے کہ دکھ سکھ کی فصل اسی میں بوئی اور کاٹی جاتی ہے۔ اس میں مادی۔ حیوانی۔ قلبی، خیالی اور روحانی پانچوں قسم کے اجسام شامل سمجھنے چاہیئں۔ کھیترگیہ سے مراد کھیت کا جاننے والا ہے۔ موجودہ ادھیائے میں پرکرتی اور پرش کے فرق اور ان کے باہمی تعلق کا ذکر ہے۔ پرکرتی یعنی نیچر کو کھیت اور کھیترگیہ کو پرش یا خدا سمجھئے۔

۲ سمجھ کھیت کا رازداں ہُوں تو ہیں
کہ ہر کھیت کے درمیاں ہُوں تو ہیں
جو یہ کھیت اور کھیترگ کا ہے علم
مری رائے میں سب سے اعلیٰ ہے علم

۳ سن ارجُن ہے کیا کھیت کیا اُس کے گُن
تغیّر ہوں کیسے، کہاں سے، یہ سُن
ہے کون اور کیا قوّتِ رازداں
میں کرتا ہوں اب مختصر سا بیاں

۴ یہ رشیوں نے گایا کئی رنگ سے
بہت بیٹھے چھندوں کے آہنگ سے
یہ برھم سُوتروں میں بھی مسطور ہے
یہی با دلیل ان میں مذکور ہے

۲۔ کھیت مختلف ہیں کھیترگیہ ایک ہی ہے۔ جیو آتما مختلف ہیں پرماتما ایک ہی ہے
۴۔ چھند۔ منتر ✦
برھم سوتر۔ اُپنشدوں کی عالمانہ تفسیر جس میں عرفانِ الٰہی کی تعلیم ہے ✦

۵ عناصر، اہنکار، عقل محیط،
یہ دل دس حواس اور یہ فطرت بسیط
یہ آواز مس ذائقہ رنگ باس
کریں جن کو محسوس پانچوں حواس

۶ یہ سُکھ دُکھ یہ نفرت بھی ترغیب بھی
خرد پائداری بھی ترکیب بھی
یہ ہیں کھیت اور ان کی تبدیلیاں
انھی کا ہے یہ مختصر سا بیاں

۷ میں کرتا ہوں اب گیان کے گُن شمار
یہ ہیں راستی حلم عفو انکسار
اہنسا بھی اور خدمت استاد کی
دلی پختگی ضبط پاکیزگی

---

۵ اس شلوک میں ۲۴ تتو یا اصول سانکھیہ فلسفہ کے مطابق بیان کئے گئے ہیں یعنی مول پرکرتی (فطرت بسیط) مہان اہنکار، پانچ تن ماترا، من، پانچ حواس باطنی پانچ حواس عمل اور پانچ عناصر بسیط + پرُش کو شامل کر کے کل ۲۵ تتو یا اصول ہوئے۔
۷ تا ۱۱ شلوکوں میں عرفان کی خصوصیات کا ذکر ہے +

۸ نہ ہونا سروکار لذّات سے
کنارا اہنکار کی بات سے
سمجھنا کہ کس طرح لیں چھین سُکھ
جنم موت، پیری مرض ہو کہ دُکھ

۹ نہ رکھنا غرض رشتہ و بند سے
نہ گھر سے نہ زن سے نہ فرزند سے
توازن سے ہونا سکون و قرار
گوارا ہو صورت کہ ہو ناگوار

۱۰ فقط دھارنا میری بھگتی کا یوگ
دوئی کا نہ ہونا ذرا دل میں روگ
الگ رہ کے محسوس کرنا سُرور
ہجومِ خلائق سے ہونا نفور

---

۸ اہنکار - خودی غرور - عارف کو ولادت موت بڑھاپے بیماری اور درد کا احساس رہتا ہے اور وہ کوشش کرتا ہے کہ عرفان سے واصل بخدا ہو کر تناسخ کی مصیبت سے نجات پا جائے ÷

۱۱ سدا ادھیاتم کا ادراکِ پاک
حقائق کے مقصود میں انہماک
یہ علموں کا ہے علم یہ گیان ہے
خلاف اس کے جو کچھ ہے اگیان ہے

۱۲ سزاوارِ عرفاں ہے وہ پاک ذات
کہ ہے علم ہی اُس کا آبِ حیات
وہ بے ابتدا لم یزل کبریا
جو ست سے جدا اور است سے جُدا

۱۳ اُسی کے ہیں سب دست و پا چار سو
اُسی کا ہے رُخ رُو نما چار سو
اُسی کی نظر، کان، سر ہر طرف
محیطِ جہاں سربسر ہر طرف

---

۱۱ ادھیاتم ۔ حقیقتِ روح + اگیان ۔ جہالت +

۱۲ سزاوارِ عرفاں ۔ جاننے کے لائق + ست سے مراد عالم ظاہری اور است سے مراد عالم باطنی ہے جو محسوس نہیں ہو سکتا +

۱۴ بظاہر نہیں گرچہ اُس کے حواس
درخشاں صفاتِ حواس اُسکے پاس
وہ ہے بے تعلق مگر سب کا رب
گنوں سے بری اور گن اس میں سب

۱۵ کسی شے میں جنبش کسی میں سکوں
وہ موجود سب میں دروں اور بروں
لطیف ایسا احساس معذور ہے
وہی ہے قریب اور وہی دور ہے

۱۶ محال اس کی تقسیم اے ذی شعور
مگر اس کا ہر شے میں حصّہ ضرور
سزاوارِ عرفاں وہ پروردگار
فنا و بقا کا اُسی پر مدار

---

۱۴ اُس کی آنکھیں نہیں مگر ہر آنکھ سے وہی دیکھتا ہے۔ اس کے کان نہیں مگر ہر کان سے وہی سنتا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس *

۱۶۔ وہ یکتا ناقابلِ تقسیم ہے مگر ہر شے میں اُسی کا ظہور ہے *

۱۷ وہی ذات نورٌ علیٰ نور ہے
جو تاریکیوں سے بہت دُور ہے
وہ عرفاں کا حاصل بھی مقصود بھی
وہ عرفاں بھی ہر دل میں موجود بھی

۱۸ تجھے مختصر طور پر کہہ دیا
کہ عرفان و مقصود عرفاں ہے کیا
بتایا تجھے کھیت کا میں نے حال
جو سمجھے مرا بھگت پائے وصال

۱۹ یہ مایا انادی ہے لا ابتدا
اسی طرح لا ابتدا آتما
گُن اشیا کے اور اُن کی شکلیں انیک
یہ مایا سے ظاہر ہوئیں ایک ایک

---

۱۹ سانکھیہ فلاسفی کے مطابق پرکرتی (مایا) اور پُرش (آتما) دونوں انادی یعنی ازلی ایک دوسرے سے مستغنی اور غیر مخلوق ہیں۔ ویدانت کے مطابق پرکرتی (مایا) کا ظہور پرمیشور سے ہوا اس لئے وہ غیر مخلوق نہیں لیکن چونکہ اس کی ابتدا کا وقت ہم متعین نہیں کر سکتے اس لئے وہ انادی ہے۔ جیو آتما پرمیشور کا جزو قدیم ہے اس لئے وہ بھی انادی ہے +

۲۰ حواس و بدن جو بھی پیدا ہوئے
یہ مایا کے باعث ہویدا ہوئے
جو سُکھ دُکھ کا ہوتا ہے احساس سب
یہ احساس ہے آتما کے سبب

۲۱ کہ مایا میں جب آتما ہو مکیں
گنوں سے ہو مایا کے لذت گزیں
گنوں سے جو آلودہ ہو بیش و کم
بُری یا بھلی جُون میں لے جنم

۲۲ مہا پُرش تن میں جو ہے جلوہ گر
وہ پرماتما ہے مہا ایشور
وہ ناظر بھی ہے کار فرما بھی ہے
وہ لذت گزیں بھی سہارا بھی ہے،

۲۰ (۱) بعض شارحین کے مطابق یہ مصرع یوں ہونا چاہیے:-
"جو علت سے معلول پیدا ہوئے"
اس صورت میں علت سے مراد پرکرتی اور معلول سے مراد مہت اہنکار پانچ تن ماترا وغیرہ وکار (تغیرات) لئے جائیں گے۔

۲۳ اگر آتما کو کوئی جان لے
گنوں اور مایا کو پہچان لے
رہے جیسے چاہے وہ جس حال میں
نہ آئے تناسخ کے جنجال میں

۲۴ کوئی دھیان سے من میں ڈالے نظر
تو دیکھے وہیں آتما جلوہ گر
کوئی سانکھ کے یوگ سے دیکھ لے
کوئی دیکھ لے یوگ سے کرم کے

۲۵ مگر دھیان سے بےخبر بھی کئی
کریں سُن سُنا کر ہی پوجا مری
سُنیں جو اُسی میں وہ سرشار ہوں
وہ بحرِ فنا سے مگر پار ہوں

---

۲۳ مایا اور آتما کا صحیح علم انسان کو معرفت خدا کی طرف لے جاتا ہے اور عرفان وہ آگ ہے جس سے تمام اعمال سوخت ہو جاتے اور انسان کرم پھل کی جکڑ بند سے آزاد رہتا ہے اور تناسخ کے چکر میں نہیں آتا۔

۲۶ ملے کھیت سے کھیت کا راز داں
تو ارجن اسی سے ہو سب کچھ عیاں
کسی میں ہے جنبش کسی میں قیام
اسی میل سے پائیں ہستی تمام

۲۷ جو ہے کچھ نظر تو اسی کی نظر
نظر میں رہے جس کی پرمیشور
ہے سب جان والوں میں جانی وہی
کہ فانی میں ہے غیر فانی وہی

۲۸ جو اُس ذاتِ مطلق پہ رکھے یقیں
کہ ہر اک مکاں میں وہی ہے مکیں
کرے خود نہ وہ آتما کو تباہ
کہ اُتم گتی کی یہ اچھی ہے راہ

---

۲۶ (۱) یعنی وجود اور آتما کا میل ہو

۲۸ جاہل آدمی خود کو وجود سے الگ نہیں سمجھتا۔ وہ اپنی آتما کو نہیں پہچانتا اس لئے اس کا نظریہ درست نہیں وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔ جیون مکت کا حال اس کے بالکل برعکس ہے +

اُتم گتی۔ اعلیٰ منزل +

۲۹ جو سمجھے کہ دنیا کی سب ریل پیل
ہے مایا کا کرتب ہے مایا کا کھیل
ہے خود آتما پرسکوں بے عمل
نظر ہے اُسی کی نظر بے خلل

۳۰ جسے آئے کثرت میں وحدت نظر
کہ ہر رنگ میں ہے وہی جلوہ گر
جو وحدت سے کثرت کا سمجھے ظہور
خدا سے ہو واصل وہی بالضرور

۳۱ مکیں تن کے اندر ہے پرماتما
انادی، گنوں سے بری، لافنا
عمل سے وہ فارغ ہے کنتی کے لال
عمل سے نہ آلودہ ہو لایزال

۲۹، ۳۱ پرماتما پرکرتی سے بالا ہے وہ انادی یعنی بے ابتدا ہے۔ پرکرتی کے گنوں کا اس پر کوئی اثر نہیں۔ وہ پرکرتی (مایا) کا تماشا دیکھتا ہے لیکن اس سے آلودہ نہیں ہوتا۔

۳۲ ہے آکاس دُنیا پہ جیسے محیط
مُجلّا مصفا کہ ہے وہ بسیط
بدن میں یونہی آتما ہے مکیں
مگر اس سے آلودہ ہوتی نہیں

۳۳ ہو سورج سے جس طرح روشن جہاں
چمک اُٹھیں بھارت زمین آسماں
اسی طرح کھیتوں پہ چھا جائے نور
جو ہو کھیت کے رازداں کا ظہور

۳۴ جو چشمِ بصیرت سے کرتا ہے غور
کہ کھیت اور ہے رازداں اس کا اور
جو مایا سے دے ہستیوں کو نجات
بلندی میں حاصل کرے وصلِ ذات

کشیتر کشیترگیہ یوگ نامی تیرھواں ادھیائے ختم ہوا

۳۳، ۳۴ - کھیت کا مطلب وجود اور کھیت کے رازداں کا مطلب آتما سمجھئے +

چودھواں ادھیائے

شری بھگوان کا ارشاد

پھر ارجن سے بھگوان بولے کہ سُن
جو گیانوں کا ہے گیان سُن اُس کے گُن
مُنی جس کو یہ گیان حاصل ہوا
کمالِ فضیلت سے واصل ہوا[1]

---

[1] تیرھویں ادھیائے کے ۱۲ویں شلوک میں بتایا گیا ہے کہ کس طرح جیو آتما گنوں سے آلودہ ہو کر بری یا بھلی جونیوں میں جنم لیتی ہے۔ اس ادھیائے میں اُن گنوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ جو جیو آتما کو آلودہ کر کے اسے تناسخ کے چکر میں ڈال دیتے ہیں

۲ جو لیتے ہیں اس گیان کا آسرا
وہ یکرنگ ہو جائیں مجھ سے سدا
جو پیدا ہو دنیا تو آئیں نہ وہ
فنا ہو تو تکلیف پائیں نہ وہ

۳ شِکم ہے مری قدرتِ کاملہ
جو میں تخم ڈالوں تو ہو حاملہ
یہی ہے مہا برھم اصلِ حیات
کہ بھارت اِسی سے ہو کُل کائنات

۴ کسی پیٹ سے کوئی پائے جنم
ہو ارجن کوئی شکل کوئی شکم
شِکم ہے مہا برھم میں باپ ہوں
کہ بیج اس میں میں ڈالتا آپ ہوں

۲ عارف کو عرفان ہی سے تکمیل و بقا کا درجہ حاصل ہو سکتا ہے اور وہ واصل بحق ہو کر فنا اور موت کو فتح کر لیتا ہے +

۳ قدرتِ کاملہ اور مہا برھم سے مراد عظیم الشان پرکرتی ہے جس سے عالم کا ظہور ہوا ہے لیکن جس طرح مٹی خود بخود برتن کی شکل میں تبدیل نہیں ہو جاتی اسی طرح فطرت سے عالم کا ظہور خدا کے حکم سے ہوا ہے +

۵ نمودار مایا سے ہوں تین گُن
ستوگن رجوگن تموگن یہ سُن
جو ہے لافنا روح تن میں مکیں
یہ گُن قید کرتے ہیں اس کو وہیں

۶ ستوگن کی فطرت ہے پاکیزہ نور
نہ عیب اس کے اندر نہ کوئی قصور
کرے روح کو شوقِ راحت سے قید
کرے روح کو ذوقِ دانش کا صید

۷ رجوگن کی فطرت ہے جذبات کی
ہے سنگت کا شوق اس کو اور تشنگی
یہ ذوقِ عمل کا بناتی ہے جال
کرے روح کو قید کنتی کے لال

۵ گن کا ترجمہ صفات کیا جاتا ہے لیکن دراصل گنوں سے مراد فطرت کے عناصر حقیقی ہیں۔
ستوگن ۔ صفاتِ علوی جو بلندی کی طرف لے جاتے ہیں۔
رجوگن ۔ صفاتِ افعالی جو دنیا کی طرف لے جاتے ہیں۔
تموگن ۔ صفاتِ سفلی جو پستی کی طرف لے جاتے ہیں۔

۶ "علم عقل اور راحت کی تلاش اگر وصالِ باری میں حائل ہو تو روح کے لئے ایک قسم کی قید ہے۔

۸ تموگن جہالت کی اولاد ہے
کب اس سے مکیں تن کا آزاد ہے
کرے قید دھوکے سے بھارت اسے
کرے خواب وغفلت سی غارت اسے

۹ ستوگن کا رہتا ہے سُکھ سے لگاؤ
رجوگن کا شوقِ عمل ہے سبھاؤ
تموگن کا پردہ پڑے گیان پر
تو غفلت مسلّط ہو انسان پر

۱۰ ستوگن کا جس وقت بالا ہو دست
رجوگن تموگن رہیں اس سے پست
رجس سے ستوگن تموگن دبے
تمس سے ستوگن رجوگن گھٹے

---

۸ تموگن سے جہالت ۔ نیند موہ اور غفلت کا غلبہ ہوتا ہے ۔ انسان کے اعمال وافعال عقل کے تابع نہیں رہتے ۔ وہ باقی اور فانی میں تمیز نہیں کرتا اس کا ضمیر اس کو ملامت نہیں کرتا اور وہ گنہ کی زندگی بسر کرتا ہے ۔

۱۰ رجس ۔ رجوگن +
تمس ۔ تموگن +

۱۱ بدن ہے مکاں اور حواس اس کے در
اگر در ہے روشن تو روشن ہے گھر
اگر گیان کا نور ہو ضوفشاں
ستوگن کے غلبے کا ہے یہ نشاں

۱۲ رجوگن کا غلبہ ہو ارجن اگر
تو ہو جائیں حرص و ہوا زور پر
تمنا ہو جوشش ہو اور پیچ و تاب
رہے شوقِ کردار میں اضطراب

۱۳ تموگن جب انساں میں ہو زور پر
تو ہو موہ غالب کرو دیکھ پر
اندھیرا طبیعت پہ چھا جائے گا
جمود اس کو غافل بنا جائے گا

---

۱۱ ستوگن کا غلبہ انسان کے ہوش و حواس اس کی عقل اس کے خیالات کی پاکیزگی اس کے عمدہ چال چلن اس کی راحت وغیرہ ہر بات میں عیاں ہوگا۔

۱۲ شوقِ کردار سے مراد کسب و دولت حصولِ جاہ و نمود جنگی کارنامے اور دیگر دنیوی جد وجہد ہے نہ کہ روحانی ترقی کا شوق۔

۱۴ ستوگن جو غالب ہو انسان پر
اسی حال میں موت آئے اگر
مکیں تن کا پانا ہے اعلیٰ مقام
وہ سِدھوں کی دنیا میں جائے مدام

۱۵ رجوگن میں انساں اگر جان دے
جنم اہلِ کردار میں آ کے لے
تموگن میں مر کر جو زندوں میں آئے
درندوں پرندوں چرندوں میں آئے

۱۶ جو کرتا ہے انساں ستوگن عمل
تو پاتا ہے پاکیزہ اور نیک پھل
رجوگن عمل سے ملے پیچ و تاب
تموگن عمل ہیں جہالت کا باب

---

۱۴ سِدھوں کی دنیا ۔ وہ بے عیب دنیا جس میں عالمانِ علم آلٰہی (سِدھ) رہتے ہیں۔ پاک لوگوں کی بہشت۔

۱۶ جہالت کا باب ۔ جہالت کا دروازہ جس سے علم و عرفان سے دُوری ہو جاتی ہے اور روح تاریکی میں داخل ہو جاتی ہے۔

۱۷ ستوگن سے عرفاں کا پیدا ہو نور
رجوگن سے حرص و ہوا کا ظہور
تموگن سے دھوکا بھی غفلت بھی ہو
طبیعت پہ غالب جہالت بھی ہو
۱۸ ستوگن سے جائیں سوئے آسماں
رجوگن سے لٹکے رہیں درمیاں
تموگن کا گن ہے جو سب سے رذیل
یہ پستی میں ڈالے یہ کردے ذلیل
۱۹ جو اہل بصیرت ہیں اہل نظر
گنوں کو سمجھتے ہیں جو کار گر
مجھے مانتے ہیں گنوں سے بلند
تو واصل مجھی سے ہوں وہ ارجمند

۱۹ اہل بصیرت ۔ دل کی آنکھیں رکھنے والے۔
اہل نظر ۔ ہوشیار۔
گنوں سے بلند ۔ گنوں کا تعلق پرکرتی سے ہے پرماتما سے نہیں ۔

۲۰ بدن کا ہے تینوں گنوں پر مدار
مکینِ بدن گر کرے اُن کو پار
وہ چکھتا ہے امرت وہ پاتا ہے سکھ
نہ جینا نہ مرنا نہ پیری نہ دُکھ

ارجن کا سوال

۲۱ پھر ارجن نے پُوچھا کہ اے کردگار
وہ انساں جو تینوں گنوں سے ہو پار
چلن کیا ہے اُس کا علامات کیا
وہ تینوں گنوں سے ہو کیونکر رہا

شری بھگوان کا ارشاد

---

۲۰ اس تین گنوں والی پرکرتی (فطرت) کا نام مایا ہے۔ جو شخص مایا کے فریب کو چھوڑ کر پار برہم کا گیان حاصل کر لیتا ہے اسے حیاتِ ابدی حاصل ہو جاتی ہے اور وہ جنم مرن کی مصیبت سے نجات (موکش) پا جاتا ہے۔

۲۲ سن ارجن! ستوگن سے حاصل ہو نور
رجوگن سے تیزی تمس سے فتور
وہ کامل ہے جو ان کا خواہاں نہ ہو
اگر ہوں تو ان سے گریزاں نہ ہو

۲۳ جو انساں گنوں سے رہے بے غرض
نہ بے کل ہو اُن سے نہ رکھے غرض
جو سمجھے کہ کرتے ہیں گُن ہی یہ کام
رہے پُرسکوں خود میں قائم مدام

۲۴ جو سُکھ دکھ میں یکساں جو ہے مستقل
برابر جسے زر ہو مٹی کہ سِل
مساوی پسندیدہ و ناپسند
ہو تحسیں کہ نفریں وہ سب سے بلند

---

۲۲ اس شلوک میں اس جیون مکت کامل شخص کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں جو گنوں سے پار ہو چکا ہے۔ اس کے نزدیک ان گنوں کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

۲۵ نہ ذِلت کی پروا نہ عزّت کی بھُوک
کرے دوست دشمن سے یکساں سلوک
غرض تیاگ دے مجھُ پہ سب کاروبار
سمجھ لو گنوں سے وہ ہوتا ہے پار

۲۶ جو خادم مرا ہی پرستار ہے
جو میری ہی بھگتی میں سرشار ہے
ہو تینوں گنوں سے نہ کیوں پار وہ
ہے وصلِ خدا کا سزاوار وہ

۲۷ کہ ہے برھم کا گھر مری پاک ذات
مجھی میں بقا ہے مجھی میں ثبات
ہے دینِ ازل کا مجھی میں قیام
مری ذات عالی میں راحت مدام

گن ترے وبھاگ یوگ نامی چودھواں ادھیائے ختم ہوا

۲۷ خدائے بالا و برتر کی شان ملاحظہ ہو کہ ست چت آنند یا برھم جو لافانی اور بے تغیر ہے اس کا مسکن بھی خدا تعالیٰ ہی کے بطون میں ظاہر کیا گیا ہے یعنی خدا کی عظمت کے متعلق جہاں تک انسان کا ذہن جاتا ہے وہ فی الحقیقت اُس سے بھی بالاتر ہے +

پندرھواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ سُن اب ایسے پیپل کا ارجُن بیاں
جڑیں جس کی اُوپر۔ تلے ڈالیاں
شجر لافنا جس کے پتے ہیں وید
وہ ہے وید داں پائے جو اُس کا بھید

۱۔ دنیا (سنسار) کو بطور استعارہ ایک پیپل کا درخت بیان کیا گیا ہے۔ پُرانوں میں لکھا ہے "اس کی جڑیں برھم میں ہیں عقل اس کا تنا ہے حواس اس کے سوراخ ہیں۔ عناصر اس کی شاخیں اشیائے محسوس اس کے پتے دھرم اور ادھرم اس کے پھول سکھ اور دکھ اس کے پھل ہیں"۔

۲ گنوں سے بڑھیں ڈالیاں لا کلام
ہیں اشیائے محسوس غنچے تمام
جڑیں اس کی انساں کی دنیا تک آئیں
جکڑ کر اسے کرم سے باندھ جائیں

۳ تصوّر میں شکل اُس کی آئے کہاں
نہ اوّل نہ آخر نہ جڑ کا نشاں
جڑیں اس کی مضبوط ہیں چار سُو
یہ شمشیر تجرید سے کاٹ تو

۴ انہیں کاٹ کر ڈھونڈ پھر وہ مقام
جہاں جا کے پھر لوٹ آنا حرام
تُو کہہ "مجھ کو پرمیشور کی اماں
کیا جس نے ہستی کا دریا رواں"

---

۳ تجرید۔ اسنگ۔ تعلقاتِ دنیوی سے علیحدگی۔

۵ فریب و تکبر سے پا کر نجات
ہوس چھوڑ کر جو رہیں محوِ ذات
تعلق نہ سکھ دکھ کے اضداد ہوں
مقامِ ابد پا کے دل شاد ہوں

۶ جلے مہر و مہ کی نہ مشعل وہاں
نہ ہو اُس جگہ آگ شعلہ فشاں
مقامِ معلّٰے مرا ہے وہی
پہنچ کر جہاں سے نہ لوٹے کوئی

۷ مری آتما ہی کا جزوِ قدیم
بنے روح ہو اہلِ جاں میں مقیم
جو مایا میں لپٹے ہیں من اور حواس
یہی روح کھینچے انہیں اپنے پاس

۷ جیو آتما پرماتما ہی کی ایک کرن ہے۔ پرماتما ناقابلِ تقسیم ہے لیکن ہر جاندار میں اُسی کا پرتو کام کر رہا ہے جسے جیو آتما یا روح کہا جاتا ہے۔ جب روح پرکرتی میں آتی ہے تو وہ من اور حواس اپنے گرد جمع کر کے زندگی کا لطف اٹھانے لگتی ہے۔ اودیا کی وجہ سے روح خود کو فاعل سمجھنے لگتی ہے لیکن اودیا دور ہونے پر وہ پھر پرماتما سے جا ملتی ہے۔

۸ بدن میں جو ہوتا ہے مالک مکیں
روان ہوا سے چھوڑ کر پھر وہیں
وہ ساتھ اپنے لے جائے من اور حواس
صبا جیسے لے جائے پھولوں کی باس

۹ زباں کان مس آنکھ اور ناک سے
انھی پانچ اور من کے ادراک سے
یہی روح لذت اڑاتی رہے
سارا لطف محسوس پاتی رہے

۱۰ مسافر جو آیا جو آکر گیا
جو لطف ان گنوں کا اٹھا کر گیا
نہیں اس کو گمراہ پہچانتے
ہیں اہل بصیرت فقط جانتے

٭ مالک - روح - جیو آتما ٭ دل اور حواس روح کے آنے پر ہی کام کرنا شروع کر دیتے ہیں اور روح کے جاتے ہی کام کرنا چھوڑ دیتے ہیں گویا روح کے ساتھ ہی ہوا ہو جاتے ہیں ٭

۱۱ جو یوگی ریاضت میں کوشاں رہے
تو وہ بھی اُسے روح میں دیکھ لے
وہ مورکھ ہیں کمزور جن کے شعور
کریں لاکھ کوشش نہ پائیں وہ نور

۱۲ یہ سورج کی تابش مرا نور ہے
جہاں جس کے جلووں سے معمُور ہے
رہے چاند رخشاں مرے نوُر سے
تو آتش درخشاں مرے نور سے

۱۳ زمیں میں جو کرتا ہوں خود کو نہاں
تو قُوّت سے میری ملے قُوتِ جاں
بنوں نورِ مہتاب کی آب میں
تو کرتا ہوں پودوں کو شاداب میں

---

۱۳ قُوت سے مراد ہے خوراک ۔ روزی ۔ مطلب یہ ہے کہ اناج اور پھلوں میں جو انسان کی زندگی قائم رکھنے کی خاصیت ہے ۔ وہ خدا ہی کی قوت سے ہے ۔ خیال کیا جاتا ہے کہ پودوں میں رس چاند کی روشنی کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے لیکن چاند کی روشنی اور اس کی یہ تاثیر خدا ہی کی عطا کردہ ہے ۔

۱۴ میں ہوں زندگانی کی تاب و تواں
رہوں جان والوں کے تن میں نہاں
درون و بروں دم میں آتا ہوں میں
تو چاروں غذائیں پچاتا ہوں میں

۱۵ ہر انساں کے دل میں ہوں پنہاں بھی میں
کہ دوں حافظہ، علم، نسیاں بھی میں
میں دانا ہوں روشن ہیں سب مجھ پہ وید
ہے ویدانت مجھ سے میں ویدوں کا بھید

۱۶ جہاں میں ہیں دو طرح کی ہستیاں
ہے فانی کوئی اور کوئی جاوداں
جہاں کی ہے مخلوق فانی تمام
ازل سے جو باقی ہے اس کو دوام

---

۱۴ اصل شلوک میں "ویش وانر" کا لفظ ہے جس سے مراد وہ آگ ہے جس سے تنورِ معدہ گرم رہتا ہے
درون و برون دم سے مراد پران اور اپان ہے جن کی مدد سے چاروں قسم کی غذائیں ہضم ہوتی ہیں۔ چاروں غذاؤں سے بعض لوگ چبانے چوسنے چاٹنے اور نگلنے والی غذائیں مراد لیتے ہیں +

۱۷ وہ پرمیشور ہے وہ پرماتما
جو ہے سب پہ چھایا ہُوا لافنا
ہے باقی و فانی سے بالا وہ حق
کہ قائم ہوئے جس سے تینوں طبق

۱۸ جو فانی ہیں ذات اُن سے میری بلند
جو باقی ہیں بات اُن سے میری بلند
ہے پرشوتم اپنا زمانے میں نام
یہی نام لیں وید داں اور عوام

۱۹ جو پرشوتم اس طرح جانے مجھے
دلِ حق نگر سے ۔ جو مانے سب مجھے
تو بھارت سمجھ باخبر ہے وہی
وہ تن من سے کرتا ہے بھگتی مری

۱۷ تینوں طبق سے مراد تینوں دنیائیں ہیں یعنی عالمِ عُلوی عالمِ سفلی اور عالمِ وسطی زمین آسمان اور ما فیہا۔

۱۸ پرشوتم (اُتم پرُش) ہستیِ معلیٰ ۔

۲۰ سکھایا تجھے بھارت اے پاکباز
یہ علموں کا علم اور رازوں کا راز
جو سمجھے اسے صاحب ہوش ہو
فرائض سے اپنے سبکدوش ہو

پرشوتم یوگ نامی پندرھواں ادھیائے ختم ہُوا

---

۲۰. انسان کا سب سے بڑا علم آلٰہی حاصل کرنا ہے جس نے یہ علم حاصل کیا وہ سب فرائض سے سبکدوش ہو گیا +

سولھواں ادھیائے

شری بھگوان نے فرمایا

۱ سن ارجن ہیں کیا دیوتائی صفات
دلیری و علم و عمل میں ثبات
سخا، ضبط، یگ، دل کی پاکیزگی
تلاوت، ریاضت، سلامت روی

۱ اس ادھیائے کے پہلے تین شلوکوں میں وہ ملکوتی صفات بیان کئے گئے ہیں جو انسان کو نجات کی طرف لے جاتے ہیں:- (۱) بے خوفی (۲) دل کی پاکیزگی (۳) گیان اور یوگ میں استقلال (۴) خیرات (۵) حواس پر ضبط (۶) یگیہ (قربانی) (۷) شاستروں کا مطالعہ (۸) ریاضت (۹) سلامت روی

۲ اہنسا ۔ صداقت ۔ کرم ۔ ترکِ عیش
نہ فطرت کا چنچل پنا اور نہ طیش
دلِ بے ہوس، پُرسکوں، طبع نرم
نہ دل تنگ ہونا، نگاہوں میں شرم

۳ صبوری صفا، زور، عفوِ خطا
حسد سے تکبّر سے رہنا جُدا
جو اِن نیک وصفوں پہ مائل رہے
جنم سے فرشتہ خصائل رہے

۲، ۳ ان شلوکوں میں ۱۷ مزید ملکوتی صفات بیان کیے گئے ہیں ۔
(۱۰) اہنسا ۔ خیالات الفاظ یا افعال سے کسی کو ایذا نہ دینا ۔
(۱۱) صداقت ۔ سچائی
(۱۲) اکرودھ ۔ غصہ اور طیش نہ ہونا ۔
(۱۳) تیاگ ۔ لذات اور کاموں کے پھل چھوڑ دینا
(۱۴) شانتی ۔ طبیعت میں قرار و سکوں ہونا
(۱۵) تنگدل نہ ہونا
(۱۶) دَیا ۔ لطف و کرم ۔
(۱۷) ہوس حرص و طمع نہ ہونا
(۱۸) نرمی
(۱۹) شرم و حیا
(۲۰) نچلاپن سے رُکنا
(۲۱) تیج ۔ زور و طاقت
(۲۲) شما ۔ عفو ۔ معاف کر دینا ۔
(۲۳) دھرتی ۔ مصیبتوں پر صبر اور ضبط
(۲۴) دل کی صفائی
(۲۵) اوردھ ۔ حسد نہ کرنا ۔
(۲۶) تکبّر اور غرور نہ کرنا

۴ دورنگی غرور و نمائش غضب
سخن تلخ باتیں جہالت کی سب
انھی سے اُس انساں کی پہچان ہے
جنم سے جو فطرت کا شیطان ہے

۵ ہیں نیکو خصائل رہائی پسند
شیاطین کی خصلت سے ہو قید و بند
تجھے رنج و غم کیا ہے پانڈو کے لال
کہ تو ہے جنم سے فرشتہ خصال

۶ زمانے میں جتنے بھی انساں ہوئے
فرشتے کوئی کوئی شیطاں ہوئے
سُنا تو نے ارجن فرشتوں کا حال
جو شیطاں ہیں سُن اُن کا اب حال چال

---

۴ اس بند میں اُسری یعنی شیطانی صفات کا ذکر ہے۔
(۱) منافقت - دورنگی
(۲) غرور
(۳) خود پسندی
(۴) غضب یعنی غصہ
(۵) دُرشت کلامی
(۶) اگیان - جہالت۔

۷ خباثت کے پُتلے، انہیں کیا تمیز
یہ کرنے کی ہے وہ نہ کرنے کی چیز
نہ ست ان کے اندر نہ پاکیزہ پن
معرّا ہے شائستگی سے چلن

۸ وہ کہتے ہیں جھوٹا ہے سنسار سب
نہ اس کی ہے بنیاد کوئی نہ رب
کریں مرد و زن مل کے جب مستیاں
انہی مستیوں سے ہوں سب ہستیاں

---

۷ جن لوگوں کی فطرت شیطانی ہوتی ہے وہ امر اور نہی کی شناخت نہیں کرتے ان کے اندر سچائی اور پاکیزگی نہیں رہتی اور اسی لئے ان کا چلن درست نہیں رہتا۔

۸ یہ دہریوں اور منکران خدا کے خیالات ہیں، ان کے نزدیک کوئی خدا نہیں۔ وہ دُنیا کو بے بنیاد تصوّر کرتے ہیں وہ سمجھتے ہیں یہ دنیا ذرّوں کے میل سے پیدا ہوگئی ہے اور ذروں کا میل باہمی کشش سے ہے جس کو ایک قسم کی مستی سمجھنا چاہئے۔ بعض شارحین کے نزدیک اس شلوک کا آخری حصّہ یُوں ہونا چاہئے۔

"بہم میل ہو جب بڑھیں ہستیاں انہی مستیوں سے ہوں سب ہستیاں"

۹ جو ہیں ان خیالوں کے بدکُن بشر
وہ خونخوار بے روح کوتہ نظر
عدو بن کے دنیا میں آتے رہیں
جہاں میں تباہی مچاتے رہیں

۱۰ تکبر ریا اور بناوٹ سے کام
وہ تسکیں نہ پائیں ہوس کے غلام
وہ کھائیں فریب خیالاتِ بد
بدی میں دکھائیں سدا شد و مد

۱۱ غم بے حساب ان کو دن ہو کہ رات
ملے فکرِ دنیا سے مر کر نجات
ہے مقصود اُن کا ہوس رانیاں
ہیں مدِ نظر عیش سامانیاں

---

۹ بے روح - جن کی آتما نشٹ ہو چکی ہے ۔ کوتہ نظر - جن کی نظر تنگ ہے وہ صرف اپنے جسم ہی کو اپنی کل کائنات سمجھتے ہیں ۔
عدو - دشمن ۔

۱۱ مدِ نظر - وہ اپنا مدعائے زندگی اور منزل مقصود صرف تعیش اور ہوس رانی کو سمجھتے ہیں ۔

۱۲ امیدوں کے پھندوں میں اٹکے ہوئے
غضب اور شہوت میں لٹکے ہوئے
بدی سے وہ دولت کماتے رہیں
جو عیش و طرب میں گنواتے رہیں

۱۳ وہ کہتا ہے آج ایک پائی مراد
تو کل دوسری ہاتھ آئی مراد
یہ دولت مری ہے یہ دھن ہے مرا
مرے پاس ہی یہ رہیں گے سدا

۱۴ کیا ایک دشمن کو میں نے ہلاک
کروں گا میں اوروں کو اب زیرِ خاک
سُکھی ہوں قوی حاکمِ پُر جلال
مزے لے رہا ہوں کہ ہوں باکمال

---

۱۲ ایسے آدمی سو سو طرح کی امیدیں لگائے پھرتے ہیں۔ طبیعت کے غصیل اور شہوت پرست ہوتے ہیں۔ ان کا کام دھوکے اور فریب سے روپیہ کمانا اور عیش و عشرت میں تباہ کرنا ہے +

۱۵ میں دھنوان میرا گھرانا شریف
بھلا کون ہوتا ہے میرا حریف
میں لوں گا مزے یگ سے اوردان سے
یونہیں کھائے دھوکا وہ اگیان سے

۱۶ خیالوں کے پھندوں میں جکڑے ہوئے
توہّم کے جالوں میں پکڑے ہوئے
تعیش سے جی کو لگاتے ہیں وہ
تو ناپاک دوزخ میں جاتے ہیں وہ

۱۷ وہ مغرور ضدی ہیں اور خود پرست
وہ دولت کے نشّے میں رہتے ہیں مست
جو کرتے ہیں یگ بھی تو بہر نمود
نہیں پائے بند رسوم و قیود

---

۱۵ دھن وان - دولت والا + شریف - ہاں کیوں نہ ہو" اگر اشرفی ہے تو اشرف ہے" حریف - مدمقابل + وہ سمجھتا ہے کہ یگیہ اوردان اس کی نجات کے لئے کافی ہیں خواہ وہ کیسے ہی بُرے اعمال کرے + اُن کے یگیہ اوردان بھی نام ونمود کے لئے ہوتے ہیں +

۱۸ وہ گستاخ پُرکینہ و پُرغرور
خودی مستی و طیش و طاقت میں چُور

میں خود اُن کے تن میں ہُوں یا غیر کے
نہ خیر اُن سے پہنچے سوا بیر کے

۱۹ یہ حاسد کمینے جفا کار لوگ
یہ ذلت کے پُتلے یہ خونخوار لوگ
نہ ذلّت سے ان کو نکالوں گا میں
شکم میں شیاطیں کے ڈالوں گا میں

۲۰ شکم میں شیاطیں کے ہو کر مکیں
یہ بھکے ہوُے مجھ تک آتے نہیں
یہ ارجُن جنم پر جنم پائیں گے
یہ گرتے ہی گرتے چلے جائیں گے

۱۸ ایشور اُن کے اپنے جسم میں بھی موجود ہے اور دُوسروں کے جسم میں بھی۔ وہ پُرسکون حاضر و ناظر ہے۔ یہ شیطانی صفات کے لوگ اس بات کو بھولے ہوئے ہیں اور مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ ان کو اپنے جسم میں میری موجودگی کا کچھ پاس نہیں تاکہ وہ اچھے اعمال کریں۔ نہ وہ دوسروں کے جسم میں میری موجودگی سمجھ کر ان سے اچھے سلوک کرتے ہیں +

۲۱ جہنم کے ہیں تین در لا کلام
طمع شہوت اور غصّہ جن کے ہیں نام
انہیں چھوڑ۔ ان میں نہ جانا کہیں
نہ ہستی کو اپنی مٹانا کہیں

۲۲ تموگن کو جاتے ہیں یہ تین در
جو ان سے بچے وہ رہے بے خطر
ملے اس کو آنند مُکتی کے لال
اسی کو میسّر ہو اوجِ کمال

۲۳ جو انساں چلے شاستر کے خلاف
ہوس کے ہو تابع، کرے انحراف
ملے اس کو راحت نہ اوجِ کمال
رہے دُور اس سے مقامِ وصال

۲۱ کام کرودھ اور لوبھ سے انسان جہنم کو جاتا ہے +
۲۳ انحراف۔ منہ پھیر لینا۔ احکام کو نہ ماننا +

۲۴ فقط شاستر کو بنا رہنما
کہ کرنا ہے کیا اور نہ کرنا ہے کیا
بس اب دھرم پر دل وٹے جا مدام
عمل شاستر پر کئے جا مدام

دیواُسرسمپت یوگ نامی سولھواں ادھیائے ختم ہؤا

۲۴ شاستروں سے یہ سیکھنے کی ضرورت ہے کہ امر یعنی قابل عمل کام کیا ہے اور نہی کیا ہے یعنی کس کام سے انسان کو رُکے رہنا چاہیئے +

سترھواں ادھیائے

ارجُن کا سوال

۱۔ جو یگ کرنے والے ہیں اہلِ یقیں
مگر شاستر پر جو چلتے نہیں
تو فرمایئے وہ ستوگن پہ ہیں
کہ عامل رجوگن تموگن پہ ہیں

۱۔ ارجن پوچھتا ہے کہ جو لوگ شاستروں کے مقرر کردہ اصول و قواعد چھوڑ کر لیکن شردھا کے ساتھ پوجا وغیرہ کرتے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے +

۲ کہا سُن کے بھگوان نے یہ سوال
مطابق ہے فطرت کے ایماں کا حال
کہ ایماں کے اندر بھی ہیں تین گُن
ستوگن رجوگن تموگن تو سُن

۳ کہ جو جس کی فطرت کا آہنگ ہے
وہی اس کے ایماں کا بھی رنگ ہے
کہ انساں خود ایماں کی تفسیر ہے
تو ایماں ہی انساں کی تصویر ہے

۴ ستوگن تو پوجیں گے دیووں کو بس
رجوگن مگر یکش اور راکشس
تموگن کے بندے ہیں سب سے الگ
کہ وہ بھوت پریتوں کو دیتے ہیں بگ۔

۲، ۳ ان شلوکوں میں ایمان کا لفظ شردھا کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ ایمان بھی تین قسم کا بتایا گیا ہے۔ جیسی جس کی فطرت ہوگی ویسا اس کا ایمان ہوگا۔ جیسا ایمان ہوگا ویسا ہی وہ انسان ہوگا ؁

۴ ہر انسان جیسی اس کی فطرت ہوتی ہے ویسی ہی پوجا کرتا ہے ؁

۵ جو تپ میں اٹھاتے ہیں رنج و تعب
الٹ شاستر کے کریں کام سب
وہ مکار خود بیں ہیں اور سخت کوش
بھری اُن میں ہے قوّتِ حرص و جوش

۶ کریں وہ دُکھی پانچ تتّ کا بدن
مجھے بھی جو اِس تن میں ہوں خیمہ زن
بظاہر تو ہر چند انساں ہیں وہ
جو عزم اُن کا دیکھو تو شیطاں ہیں وہ

۷ غذا جس کے شائق ہیں سب، اس کی سُن
کریں فرق اس میں یہی تین گُن
یہی گُن اُسی طرح دیں گے بدل
عبادت، ریاضت سخاوت کے پھل

---

۵ بعض لوگ دوسروں کو مرعوب کرنے، دکھاوے اور جلب زر کے لئے کئی پاکھنڈ کرتے ہیں اور اپنے جسم کو طرح طرح کی اذیت دیتے ہیں اس کی مذمت کی گئی ہے وہ نہ فقط اپنے آپ کو تکلیف دیتے ہیں بلکہ اپنی روح کو بھی دُکھ پہنچاتے ہیں۔

۷ اس شلوک اور آئندہ شلوکوں میں بتایا گیا ہے کہ تینوں قسم کے لوگوں کی خوراک ریاضت دان اور یگ کیسے ہوتے ہیں +

غذا جس سے صحت ہو اور زندگی ۸
بڑھے زور و طاقت خوشی خرمی
مقوّی ہو پُر روغن اور خوشگوار
ستوگن کے شائق کو ہے اُس سے پیار
سلونی ہو کھٹی کہ کڑوی غذا ۹
جلی، چٹ پٹی گرم یا بے مزا
غذا ایسی کھائیں رجوگن کے لوگ
انہیں رنج ہو دُکھ ہو یا تن کا روگ
جو باسی ہو بُو دار گندی غذا ۱۰
ہو بد ذائقہ یا ہو جھوٹی غذا
یہ کھانا تموگن کے بندوں کا ہے
کہ کھانا جو گندہ ہے گندوں کا ہے

۸تا۱۰ ان شلوکوں میں تینوں قسم کی غذا کا ذکر ہے ۔ پاک سادہ اور قدرتی غذا ستوگن بڑھاتی ہے چٹ پٹی مصالحہ دار اور بُھنی ہوئی غذا جوگن بڑھائے گی ۔ اور گندی غذا تو ملا شک و شبہ تموگن ہی کا حصّہ ہے ۔

۱۱ وہی ہے ستوگن کا یگ بالضرور
نہ ہو پھل کی خواہش کا جس میں فتور
عمل شاستر کی رعایت سے ہو
عبادت عبادت کی نیت سے ہو

۱۲ اگر یگ کیا پھل کی خواہش کے ساتھ
خیال نمود و نمائش کے ساتھ
تو ارجن نہیں یہ ستوگن کا یگ
رجوگن کا ہے یہ رجوگن کا یگ

۱۳ جو کرتے ہیں یگ شاستر کے خلاف
نہ اَن دان جس میں نہ منتر ہو صاف
نہ ہو دکھشنا اور نہ ذوق یقیں
تموگن کے یگ کے سوا کچھ نہیں

۱۱تا۱۳ ان شلوکوں میں تینوں قسم کے یگیہ کا ذکر ہے۔ یگیہ یعنی نذر و نیاز بطریق عبادت کے لئے لازم ہے کہ
(۱) اُس سے فائدے اور پھل کی خواہش نہ ہو
(۲) اُس میں نمائش نہ ہو
(۳) شاستر کے احکام کے مطابق کیا جائے ورنہ وہ یگیہ بیکار ہو گا۔

۱۴ جو پوجا کرے دیوتاؤں کی تو
برہمن ہوں عالم ہوں یا ہوں گرو
اہنسا، تجرّد، صفا، راستی
بدن کی ریاضت یہی ہے یہی

۱۵ سخن وہ جو سچّا ہو اور بے خروش
مفید خلائق ہو فردوس گوش
مقدّس کتب کی تلاوت مدام
زباں کی ریاضت اسی کا ہے نام

۱۶ سکوں دل میں ہو لب پہ ہو خامشی
حلیمی، خیالوں میں پاکیزگی
رہے نفس پر ضبط اور دل ہو رام
اسی شے کا من کی ریاضت ہے نام

---

۱۴ تا ۱۶ ان شلوکوں میں تین قسم کی ریاضت کا ذکر ہے اور اُن کے خواص بتائے گئے ہیں یعنی بدن کی ریاضت۔ زبان کی ریاضت اور دل کی ریاضت کے لئے ضروری باتیں سب بیان کی گئی ہیں۔

۱۵ فردوسِ گوش۔ جو کانوں کو اچھا معلوم ہو۔

۱۷ جو یکدل یقیں سے عبادت کریں
وہ تن من زباں سے ریاضت کریں
نہ ہو پھل کی خواہش پہ آمادگی
ستوگن ریاضت یہی ہے یہی

۱۸ ریاضت دکھاوے کی گرجی کو بھائے
کہ لوگوں میں عزّت ہو پُوجا کرائے
ریاضت وہ چنچل ہے ناپائدار
کر اس کو رجوگن ریاضت شمار

۱۹ وہ تپ جس میں ضدی اُٹھاتا ہے کشٹ
وہ تپ جس کا مقصد ہو اوروں کا نشٹ
جہالت کا تپ اس کو گردان تُو
تموگن ریاضت اسے جان تُو

---

۱۷ تا ۱۹ ان شلوکوں میں ریاضت کے تینوں اقسام بیان کئے گئے ہیں
۱۹ بعض لوگ ایسے جپ تپ کرتے کراتے ہیں جن سے دوسروں کو اذیت پہنچے۔ (جیسے جادو ٹونا وغیرہ) یہ تموگن ریاضت ہے اور قابلِ نفرت ہے۔

۲۰ اُسے جان کر فرض خیرات دیں
جو حقدار ہو جس سے خدمت نہ لیں
مناسب ہو وقت اور ہو موزوں مقام
ستوگن سخاوت اسی کا ہے نام

۲۱ ہو احساں سے بدلے کی خواہش اگر
سخاوت میں پھل پر لگی ہو نظر
اگر بیدلی سے کوئی دان دے
رجوگن سخاوت اُسے جان لے

۲۲ اگر نامناسب ہے وقت اور مقام
اُسے دان دیں جس کو دینا حرام
جو لے اُس کی ذِلّت کریں دل دُکھائیں
تموگن سخاوت اُسی کو بتائیں

۲۰تا ۲۲ شلوکوں میں تین قسم کی سخاوت کا ذکر کیا گیا ہے۔
ستوگن طبیعت والے جب دان دیتے ہیں محض رضائے الٰہی کے لیے دیتے ہیں۔ مناسب آدمی کو دیتے ہیں مناسب جگہ پر دیتے ہیں۔ دان کے بعد نہ احسان جتاتے ہیں نہ جس کو دان دیں اس سے کوئی خدمت لیتے ہیں ورنہ سخاوت سخاوت نہیں رہتی۔

۲۳ جو ہے اوم تت ست مقدس کلام
سہ گونہ ہے یہ برھم کا پاک نام
انہی سے برہمن ہوئے آشکار
انہی سے ہوئے یگیہ اور وید چار

۲۴ عبادت، سخاوت، ریاضت کے کام
موافق جو ہیں شاستر کے تمام
وہ سب برھم داں مردمِ پارسا
ہمیشہ کریں اوم سے ابتدا

۲۵ جہاں میں ہے مطلوب جس کو نجات
ثمر سے نہیں کچھ اُسے التفات
عبادت ریاضت سخاوت کرے
مگر حرفِ تت پہلے مُنہ سے کہے

---

۲۳ اور اس کے بعد کے شلوکوں میں "اوم تت ست" کے مقدس الفاظ کا مطلب اور اُن کے استعمال کا ذکر ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ یہ تینوں الفاظ خدا ہی کے نام ہیں۔ خدا کے پرستار ہر اچھے کام کو شروع کرتے وقت یہ نام لیتے ہیں ؛

۲۶ حقیقت یہی ہے حقیقت ہے سَت
صداقت یہی ہے صداقت ہے سَت
کہ دُنیا میں جو بھی بھلا کام ہے
سُن ارجُن کہ اُس کا بھی سَت نام ہے

۲۷ یہی سَت سمجھ اُس عقیدت کو جو
عبادت، ریاضت، سخاوت میں ہو
کریں "اُس" (خدا) کے لئے جو بھی کام
تو اُس کام کا بھی یہی سَت ہے نام

۲۸ ہوَن دان میں ہو عقیدت نہ شوق
ریاضت میں ایماں، عمل میں نہ ذوق
اِن افعال کا پھر اسَت نام ہے
یہاں ہے نہ اُن کا وہاں کام ہے

شردھاترے وبھاگ یوگ نامی سترھواں ادھیائے ختم ہوا

اُپنشدوں کے مطابق "اوم" کو اسم اعظم سمجھا گیا ہے
"تت" سے مراد ہے "وہ" یا "ھُو" (باصطلاح صوفیائے کرام) *
"ست" سے مراد ہے "حق" *

اٹھارھواں ادھیائے

ارجُن نے کہا

۱ رشی کیش فرمائیے اب ذرا
ہے سنیاس اور تیاگ میں فرق کیا؟
تو ہی دست، کیشی کے قاتل مجھے
اصول ان کے کیا ہیں بتا دیجئے

۱۔ کیشی کا قاتل۔ کیشی ایک اسُر (شیطان) تھا جسے شری کرشن نے قتل کیا تھا۔ ارجن چاہتا ہے کہ شری کرشن اس کی جہالت کے کیشی کو بھی فنا کر دیں۔

۲ یہ کہتے ہیں دانا کہ خواہش کے کام
انہیں چھوڑنے کا ہے سنیاس نام
مگر تیاگ ہیں ہو نہ ترکِ عمل
کریں سب عمل چھوڑ کر اُس کے پھل

۳ کئی مردِ دانا کہیں چھوڑ کام
کہ کرموں ہیں پنہاں ضرر ہے مدام
کئی یوں کہیں یہ سعادت نہ جائے
عبادت سخاوت ریاضت نہ جائے

۴ مگر مجھ سے بھارت کے سردار سُن
مرا قول میرے پرستار سُن
کہ اس تیاگ کے بھی ہیں اقسام تین
گنُوں سے ہوئے اس کے بھی نام تین

---

۲ انسانی افعال دو قسم کے ہیں
(۱) اضطراری۔ جیسے سانس لینا دوران خون، غذا کا انہضام، آنکھ کا جھپکنا وغیرہ
(۲) اختیاری افعال۔ جن میں انسان کے ارادے کو دخل ہے۔ اضطراری افعال سے چھٹکارا ناممکن ہے۔ اختیاری افعال ترک کر دینا اس کا نام داناؤں نے سنیاس رکھا ہے، تیاگ یہ ہے کہ انسان اختیاری افعال نہ چھوڑے بلکہ اپنے فرائض (باقی اگلے صفحہ پر)

5 عبادت، سخاوت، ریاضت، نہ چھوڑ
یہ تینوں ہیں عین سعادت نہ چھوڑ
عبادت، سخاوت، ریاضت کے کام
کریں پاک دانا کے دل کو مدام

6 یہی فیصلہ میرے نزدیک ہے
یہی رائے پختہ ہے اور ٹھیک ہے
عبادت سخاوت ریاضت بھی کر
تعلق رکھ اُن سے نہ فکر ثمر

7 کہ جو کام سر پر ترے فرض ہے
نہ چھوڑ اس کو (یہ فرض اک قرض ہے)
یہ ترک اک فریب جہالت سمجھ
یہ تیاگ اک تموگن کی صورت سمجھ

اداکرتا رہے لیکن اُن کے پھل تیاگ دے یعنی جو کام کرے بے غرض اور بے تعلق ہو کر کرے اور اُن سے کسی فائدہ کی امید نہ رکھے۔ شری کرشن سنیاس کو پسند نہیں کرتے بلکہ تیاگ کو پسند کرتے ہیں یعنی
کام کئے جاؤ اور اس سے پھل کی توقع نہ رکھو

5، 6 ان شلوکوں میں عبادت سے مراد یگیہ وغیرہ ہیں۔

۸ وہ بزدل جو تکلیف کے خوف سے
جو کرنے کا ہے کام اُسے تیاگ دے
سمجھ لے رجوگن وہ ترکِ عمل
نہ حاصل ہو اِس تیاگ سے کوئی پھل

۹ کرے فرض کو فرض اگر جان کر
تعلق ہو اُس سے نہ فکرِ ثمر
جو اصلی ہے ارجُن یہی تیاگ ہے
کہ عینِ ستوگن یہی تیاگ ہے

۱۰ جو تیاگی ستوگن ہے اور ہوشیار
شکوک اپنے کردے وہ سب تار تار
جو ہو کارِ ناخوش تو ناخوش نہ ہو
اگر کارِ خوش ہو ذرا خوش نہ ہو

۹، ۱۰ وہی تیاگ اور ترک قابل تعریف ہے جس میں انسان اپنا فرض بجالائے لیکن فرض کو فرض جان کر پورا کرے اس کے نتائج اور توقعات سے بے پرواہ رہے ۔ فرض پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ اس کی بجاآوری میں کوتاہی نہ کرے ۔

۱۱ کہ دُنیا میں جتنے ہیں تن کے بکیں
عمل چھوڑنا اُن کو ممکن نہیں
ہے تیاگی وہی تارکِ باعمل
عمل جو کرے چھوڑ کر اُن کے پھل

۱۲ جو تیاگی نہیں جب وہ دُنیا سے جائیں
تو مر کر وہ پھل تین صورت سے پائیں
بُرے یا بھلے یا مرکب ثمر
جو تارک ہیں بچ جائیں اُن سے مگر

۱۳ زبردست ارجن سمجھ مجھ سے اب
کہ ہر کام کے پانچ ہوں گے سبب
ہو پانچوں سے تکمیل ہر کام کی
کہے سانکھ کا فلسفہ بھی یہی

۱۲ اگر عمل اُن کے پھل کی غرض سے کئے جائیں تو اُن کا پھل ضرور ملے گا۔ تناسخ کے عقیدے کے مطابق اچھے عمل کا یہ نتیجہ ہوگا کہ عامل دیوتاؤں میں جنم لے گا۔ بُرے عمل کی وجہ سے حیوانوں یا نباتات میں پیدا ہوگا۔ مرکب عمل کا یہ نتیجہ ہوگا کہ پھر انسان کی جون میں آ کر اپنا چکر جاری رکھے گا +

۱۴ سبب اولیں ہے عمل کا مقام
دوم عامل اس کا پھر اعضا تمام
چہارم سبب سعی و تدبیر ہے
تو پنجم سبب دستِ تقدیر ہے

۱۵ کوئی کام انساں جتن سے کرے
زباں سے کہ تن سے کہ من سی کرے
بھلا کام ہو یا بُرا کام ہو
انہی پانچ سے وہ سرانجام ہو

۱۶ فریبِ خرد پھر نہیں اُس کی بات
جو سمجھے ہے عامل فقط اس کی ذات
حقیقت میں ہے وہ حقیقت سے دُور
وہ مورکھ ہے دانش میں جس کی فتور

---

۱۶ (۵) کسی کام کا عامل (فاعل) متذکرہ بالا پانچ اسباب میں سے ایک سبب ہے۔ اگر باقی چار سبب موجود نہ ہوں تو فاعل کچھ بھی نہیں کر سکتا اس لئے صرف اپنی ذات کو فاعل سمجھ کر نتائج کا متوقع ہونا اور کامیابی پانا کامیابی اپنی طرف منسوب کرنا غلط ہے
عمل کا مقام - وجود +

۱۷ وہ انساں نہیں جس کے دل میں خودی
نہیں جس کی دانش میں آلودگی
نہیں اس کو کرموں کے بندھن سے کام
وہ قاتل نہیں گو کرے قتلِ عام

۱۸ عمل کے محرک ہیں مفہوم تین
وہ ہیں عالم و علم و معلوم تین
وہ اجزا ہے جن پر عمل کا مدار
ہیں کارندہ و کار و آلاتِ کار

۱۹ جو گُن شاستر سے کرے تو نظر
عمل، عامل اور گیان کے راز پر
تو جس طرح دُنیا میں گُن تین ہیں
یُونہیں اُس کے اقسام سُن تین ہیں

۱۷ (۴) جو شخص خودی کو دُور کر چکا ہے اور جسے یقین کامل ہے کہ جو کام ہو رہا ہے خدا ہی کر رہا ہے اور وہ خود محض قدرت کا آلہ کار ہے وہ فرض کو فرض سمجھ کر بجا لاتا ہے۔ خواہ وہ پسندیدہ ہو یا ناپسندیدہ۔ وہ کاموں کے شر سے بے نیاز ہے اور ایسی صورت میں اس پر کوئی گرفت نہیں ؎

۲۰ نظر آئے جس گیان سے برملا
ہر اِک میں وہی ہستی لا فنا
جو کثرت میں وحدت کی پہچان ہے
تو عین ستوگن یہی گیان ہے

۲۱ نظر آئے کثرت میں کثرت اگر
کہ سب ہستیاں ہیں جُدا سر بسر
جو کثرت میں وحدت سے انجان ہے
رجوگن اُس انسان کا گیان ہے

۲۲ اگر جزو میں دل لگانے لگے
اسی جزو کو کُل بتانے لگے
تو دانش ہے کوتہ نظر تنگ ہے
تموگن اسی گیان کا رنگ ہے

۲۰ تا ۲۲ شلوکوں میں تین قسم کے گیان (عرفان) کا ذکر ہے۔ عالم کی کثرت میں وحدت کی شناخت کرنا ہی اصل گیان ہے +

۲۳ عمل وہ جو ہے فرض اور بے لگاؤ
نہ رغبت نہ نفرت کا جس میں سبھاؤ
نہ ہو پھل کی خواہش کا جس میں خلل
یہی ہے یہی ہے ستوگن عمل

۲۴ مگر وہ عمل جس میں پھل کا ہو شوق
رہے لذت و کامرانی کا ذوق
خودی کی نمائش ہو اور دوڑ دھوپ
یہ سمجھو عمل کا رجوگن ہے روپ

۲۵ فریب نظر سے کریں کام اگر
نہ ہو فکر امکان و انجام اگر
نہ ہو جس میں ایذا و نقصاں پہ غور
تموگن عمل کے یہی بس ہیں طور

۲۳ تا ۲۵ شلوکوں میں تینوں اقسام کے عمل کا ذکر ہے اچھے متوسط اور بُرے اعمال کی شناخت صاف صاف بیان کی ہے۔ بہترین عمل وہی ہے جو رضائے الٰہی کے لئے کیا گیا ہو اور جس میں جزا اور ثواب کا خیال تک نہ آئے۔

۲۶ تعلق سے بالا خودی سے بری
ارادے کا مضبوط دل کا قوی
برابر ہیں جس کے لئے ہار جیت
وہ عامل ستوگن کی رکھتا ہے ریت

۲۷ جو طالب ہے پھل کا ہوس ناک ہے
جو لوبھی ہے ظالم ہے ناپاک ہے
خوشی سے جو خوش ہو جو غم سے ملول
وہ عامل رجوگن کے برتے اصول

۲۸ جو چنچل کمینہ ہے ضدی کہ سُست
نہیں کام کرنے میں چالاک و چُست
فریبی شریر اور مغموم ہے
وہ عامل تموگن سے موسوم ہے

۲۶ تا ۲۸ شلوکوں میں عامل یعنی کام کرنے والے کے خواص بیان کئے گئے ہیں۔ بہترین کام کرنے والا خودی سے بلند ارادے کا پختہ اور دل کا مضبوط ہوتا ہے۔ اسے ہار جیت کی مطلق پروا نہیں ہوتی وہ فرض کو فرض سمجھ کر کرتا ہے +

۲۹ عیاں عقلِ انساں میں ہوں تین گُن
بتاتا ہُوں ارجن توجہ سے سُن
ہیں گُن عزمِ دل کے بھی تینوں یہی
بہ تفصیل سُن مجھ سے، لے آگہی

۳۰ ہوں ترک و عمل خیر ہو یا ہو شر
نجات و اسیری دلیری کہ ڈر
جو فرق و تمیز ان میں سمجھائے گی
ستو گن وہی عقل کہلائے گی

۳۱ بتائے نہ جو صاف دھرم اور ادھرم
روا کون ہے ناروا کون کرم
تو ارجن نہیں ہے ستو گن وہ عقل
ہے اپنے گنوں سے رجو گن وہ عقل

---

۱ ۳۰ تا ۳۲ شلوکوں میں عقل کے تینوں اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ بہترین عقل وہ ہے جو اوامر و نواہی، جائز ناجائز، اور خیر و شر میں تمیز کرنے کا راستہ بتائے ؁

۳۲ بُھری ہو اندھیرے میں دانش اگر
جو شر کو کہے خیر نیکی کو شر
ہر اک بات اُلٹی ہر اِک میں فتور
تمو گن وہی عقل ہے بالضرور

۳۳ اگر یوگ سے عزم ہو استوار
حواس و دل و دم پہ ہو اختیار
تو اچھا وہی عزم ارجن سمجھ
وہی عزم راسخ ستو گن سمجھ

۳۴ مگر عزم وہ جس میں ہو شوقِ زر
فرائض سے مقصد ہو فکرِ ثمر
ہوا و ہوس سے رہے التفات
رجو گن ہے ارجُن وہ عزم و ثبات

۳۳ تا ۳۵ شلوکوں میں دھرتی یعنی عزم و استقلال کے تینوں اقسام بیان کئے گئے ہیں +

۳۵ ہے وہ عزم خالی جہالت کا باب
رہے آدمی جس سے پابندِ خواب
بڑھے خوف و رنج و ملال و غرور
تموگن وہی عزم ہے بالضرور

۳۶ سُن اب مجھ سے بھارت کے سردار سُن
کہ سُکھ کے بھی انساں میں ہیں تین گُن
ہے پہلے وہ سُکھ جس سے دُکھ دور ہو
بشر مشق سے جس کی مسرور ہو

۳۷ وہ سُکھ جس سے حاصل ہو دُکھ سے نجات
وہ پہلے ہے زہر اور پھر آبِ حیات
وہ سُکھ آتما کے ملے گیان سے
ستوگن وہی سُکھ ہے پہچان لے

۳۶ تا ۳۹ شلوکوں میں سُکھ کے تین اقسام بیان کئے گئے ہیں۔ بہترین خوشی وہ ہے جو انسان کو عرفان ذات باری سے حاصل ہوتا ہے اس کے حاصل کرنے کے لئے پہلے مصیبتیں اٹھانی پڑتی ہیں لیکن آخر میں یہی آبحیات ثابت ہوتی ہے۔

۳۸ جو محسوس سے میل کھا کر حواس
مسرت کی لذت سے ہوں روشناس
تو پہلے وہ امرت ہے پھر زہر ہے
رجوگن مسرت کی اک لہر ہے

۳۹ ہو مدہوش انساں جس آرام میں
جو دھوکا ہے آغاز و انجام میں
بڑھے سستی و غفلت و خواب سے
تموگن وہ سکھ ہے سمجھ لیجئے

۴۰ جو مایا سے پیدا ہوئے تینوں گن
کوئی اُن سے باہر نہیں خوب سُن
زمیں کے جو باشی ہیں سب اُن میں قید
فلک پر جو ہیں دیوتا اُن کے صید

---

۳۸ جتنی کسی چیز سے محبت ہوگی اس سے کئی گنا اس کے کھوئے جانے پر رنج ہوگا
شہوانی لذات پہلے دل خوش کن اور بعد میں رنج آور ہوتی ہیں *

۴۱ برہمن کہ ہو چھتّری شودر ویش
سُن ارجن ہر اک کا نرالا ہے کیش
فرائض جدا سب کی خصلت جدا
کہ فطرت نے کی سب کی طینت جدا

۴۲ سکوں، ضبط، عفوِ خطا، راستی
خرد، علم، ایمان، پاکیزگی
ریاضت عبادت کے پاکیزہ کرم
یہ فطرت نے رکھا برہمن کا دھرم

۴۳ شجاعت، سخاوت، ثبات اور جلال
خداوندگاری و فن میں کمال
کبھی چھوڑ آنا نہ میدانِ جنگ
یہی چھتّری کی ہیں فطرت کے رنگ

---

۴۱ ان شلوکوں سے چار علیحدہ علیحدہ ذاتوں کا جواز معلوم نہیں ہوتا بلکہ غالباً یہ مفہوم ہے کہ ہر شخص کو چاہیئے کہ وہ پیشہ اختیار کرے جو اس کی فطرت کے مطابق ہو۔ اگر شودر کا بیٹا اپنے ذہنی قویٰ کی وجہ سے عالم و فاضل بن سکتا ہے تو اُسے ایسا بننے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہونی چاہیئے اور اگر برہمن کا لڑکا لشکر کشی کر سکتا ہے تو درونا چارج کی طرح میدانِ جنگ میں نکلے + "خدا نے کام بانٹے ہیں ذات تقسیم نہیں کی" +

۴۴ جو ہے ویش طبعاً تجارت کرے
کرے گلہ بانی، زراعت کرے
جو ہے شُدر سب کے وہ کرتا ہے کار
ہے فطرت سے خلقت کا خدمتگذار

۴۵ اگر اپنے اپنے کرو کاروبار
تو ہو جاؤ گے کامل انجام کار
اگر فرض کی اپنے تعمیل ہو
تو سن کیونکر انساں کی تکمیل ہو

۴۶ وہی ذات جس سے خدائی ہوئی
جو سارے جہاں پر ہے چھائی ہوئی

اسی کی پرستش ہے تعمیلِ فرض
ہے تکمیل انساں کی تکمیلِ فرض

---

۴۶ اپنا فرض بجا لانا منشائے ایزدی کی تعمیل ہے اور منشائے ایزدی کی تعمیل ہی ایزد تعالیٰ کی پرستش ہے اور اسی سے انسانیت کی تکمیل ہوتی ہے +

۴۷ نہیں منصبی فرض تیرا اگر
جو خوبی سے بھی کرسکے تو نہ کر
جو ہے فرض تجھ پر وہ کر کام آپ
بُرا ہو بھلا ہو نہیں اس میں پاپ

۴۸ جنم کے فرائض کی تعمیل کر
جو ناقص بھی ہو اُن کی تکمیل کر
کہ کاموں میں ارجن زیاں ساتھ ہے
جہاں بھی ہے آتش دھواں ساتھ ہے

۴۹ جو کاموں سے من کو رکاوٹ نہیں
ہوس ترک ہو نفس زیر نگیں
تو اس ترک سے پائے رتبہ بلند
نہ کرموں کی باقی رہے قید و بند

---

۴۸ ہر آدمی کی فطرت میں چاروں دھرم موجود ہوتے ہیں چنانچہ کون ہے جس کو علم کا شوق، حکومت کا شوق۔ کمائی کا شوق یا خدمت کا شوق نہ ہو۔ جس دھرم کا غلبہ ہوگا ویسا ہی پیشہ انسان اختیار کرے گا ؎
نظریۂ اعمال کے مطابق یہ غلبہ اس کے سابقہ کرموں کی وجہ سے ہوتا ہے اسی غالب دھرم کو جنم کے فرائض سے تعبیر کیا گیا ہے ؎

۵۰ سُن اب مختصر، مجھ سے کُنتی کے لال
کہ حاصل جو کرتا ہے اوجِ کمال
وہ پھر برہم سے جا کے واصل ہو کب
یہ اعلیٰ نزبِن گیان حاصل ہو کب
۵۱ ہو قابو جسے نفس پر مستقل
کرے پاک دانش میں سرشار دل
نہ آواز و محسوس اشیا سے کام
جو رغبت سے نفرت سے بالا مدام
۵۲ جو کھاتا ہو کم اور ہو خلوت نشیں
ہوں تن من زباں جس کے زیرِ نگیں
رہے دھیان اور یوگ میں مستقل
ہمیشہ ہو ویراگ میں اس کا دل

---

۵۱ تا ۵۵ ان شلوکوں میں اُس عارفِ کامل کا ذکر ہے جو عرفان کے اعلیٰ مدارج طے کر کے واصل بحق اور فنا فی اللہ ہو جائے۔ اس کے خصوصیات بیان کئے گئے ہیں۔

۵۳ اہنکار اس میں نہ بل کا غرور
تکبّر غضب حرص وشہوت سے دُور
خودی سے بری جس کے دل میں سکوں
وہی برھم کا وصل پائے نہ کیوں
۵۴ ہو جب واصل برھم دل شاد ہو
غم و رنج و اُلفت سے آزاد ہو
جو سمجھے ہے مخلوق یکساں سبھی
نصیب اس کو بھگتی ہو اعلےٰ مری
۵۵ وہ بھگتی سے میری مجھے جان لے
کہ میں کون ہوں کیا ہوں پہچان لے
مرا گیان جب اس کو حاصل ہُوا
مری ذات عالی میں واصل ہُوا

۵۴ یہاں بھگتی سے مراد انتہائے شوق وصال ہے۔

۵۶ کرے جس قدر اس پہ لازم ہیں کام
مگر آسرا مجھ پہ رکھے مدام
وہ رحمت میں میری سما جائے گا
مقامِ بقا کو وہ پا جائے گا

۵۷ تو مجھ پر سبھی کام سنیاس کر
انہیں چھوڑ دل سے مری آس کر
تو لے عقل کے یوگ کا آسرا
خیالات اپنے مجھی میں لگا

۵۸ اگر مجھ کو من میں لگائے گا تو
تو ہر روگ سے پار جائے گا تو
سنے گا نہ میری اہنکار سے
تباہی میں جائے گا پندار سے

۵۶ مقامِ بقا کو وہی شخص پا سکتا ہے جو تناسخ کے چکر سے آزاد ہو جائے۔ اور جس کو موت سے چھٹکارا مل جائے +

۵۷ سنیاس کرنا۔ چھوڑ دینا +

۵۹ یہ کہنا ترا خود اہنکار ہے
کہ "مجھ کو لڑائی سے اِنکار ہے"
یہ سب عزم کافور ہو جائے گا
تو فطرت سے مجبور ہو جائے گا

۶۰ بنایا ہے جو تیری فطرت نے دھرم
کرائے گا وہ دھرم سب تجھ سے کرم
تجھے لاکھ روکے فریبِ خیال
کرے گا تو ناچار کُنتی کے لال

۶۱ سُن ارجن خدا ہے خدا ہر کہیں
خدائی کے دل میں خدا ہے مکیں
وہ سب ہستیوں کو گھماتا رہے
وہ مایا کا چکّر چلاتا رہے

---

۵۹ ارجن فطرتاً کشتری ہے اس لئے جنگ میں شریک ہونے کے سوائے چارہ نہیں +

۶۱ — مایا کے معنی پنجر کے بھی ہیں۔ اور فریب نظر کے بھی +

۶۲ تو ماوا و ملجا اسی کو بنا
اسی ذات میں اپنی ہستی لگا
تو رحمت میں اس کی سما جائے گا
سکون و بقا اس سے پا جائے گا

۶۳ بتایا تجھے میں نے اے پاکباز
یہ گیانوں کا گیان اور رازوں کا راز
توجہ سے اس راز پر غور کر
عمل اس پہ تو چاہے جس طور کر

۶۴ بتاتا ہوں اعلیٰ پھر اک اور بات
بڑے راز کی قابل غور بات
کہ ارجن تو پیارا ہے محبوب ہے
ترا فائدہ مجھ کو مطلوب ہے

---

۶۲ ماوا و ملجا = جائے پناہ

۶۵ لگا مجھ میں دل بھگت ہو جا مرا
تو کر یگ مرے سامنے سر جھکا
مجھے تجھ سے مجھ نے تجھے پیار ہے
مرا وصل کا تجھ سے اقرار ہے

۶۶ تو سب دھرم چھوڑ اور لے میری راہ
تو مانگ آ کے دامن میں میرے پناہ
ترے پاپ سب دُور کر دُوں گا میں
نہ غمگیں ہو، مسرور کر دُوں گا میں

۶۷ یہ راز اُس سے مت کہہ جو زاہد نہ ہو
یہ راز اُس سے مت کہہ جو عابد نہ ہو
نہ اُس سے جو ہو بد زباں نکتہ چیں
نہ اُس سے جو سُننے کا خواہاں نہیں

۶۶ سب دھرموں سے مراد ہر قسم کے فرائض ہیں۔ سب سے بڑا فرض جو انسان پر لازم ہے وہ رضائے الٰہی کو پورا کرنا ہے اُنہی میں سب فرائض شامل ہیں۔ اگر صحیح عرفان حاصل ہو جائے تو سب فرائض پورے ہو جائیں گے ٭

۶۸ مرا بھگت ہو کر بعجز و نیاز
جو بھگتوں سے میرے کہے گا یہ راز
انہیں سرِّ عالی سکھا جائے گا
وہ بے شک مرا وصل پا جائے گا

۶۹ کہاں اُس سے بڑھ کر ہے انساں کوئی
کرے ایسی پیاری جو سیوا مری
مروّت کی آنکھوں کا تارا ہے وہ
مجھے ساری دُنیا سے پیارا ہے وہ

۷۰ پڑھے گا جو کوئی براہِ ثواب
ہمارے مقدّس سوال و جواب
میں سمجھوں گا اُس نے دیا گیان یگ
عبادت میں میری کیا گیان یگ

---

۶۸ سرِّ عالی سے مراد گیتا شاستر ہے۔
۷۰ سوال و جواب سے مراد شری کرشن اور ارجن کی گفتگو ہے جو گیتا شاستر کا موضوع ہے۔
" گیان یگ۔ عقل کی قربانی۔ عبادت بصورت معرفت۔

۷۱ فقط جو سُنے رکھ کے دل میں یقین
نکالے نہ عیب اور نہ ہو نکتہ چیں
گناہوں سے وہ مخلصی پائے گا
کہ نیکوں کی دُنیا میں آجائے گا

۷۲ سُنا تو نے ارجن یہ میرا کلام
سُنا طبع یکسُو سے تو نے تمام؟
بتا تیرے دل سے وہ ضیغمے کہیں
فریب جہالت گیا یا نہیں

۷۳ پکارا پھر ارجن کہ اے لایزال
ہُوا دُور شک اور فریب خیال
پتہ چل گیا دل ہے مضبوط اب
بجا لاؤں گا آپ کے حکم سب

---

۷۱ پُنیا کرتم۔ وہ لوگ جو اگنی ہوتری اور دیگر یگیہ کرتے ہیں +
۷۲ اگیان سنموہ۔ فریب جہالت +
۷۳ فریب خیال۔ وہ یہی وہ ہتھیار ہے جس سے مایا جیو آتما کو قابو کرتی ہے +

سنجے نے کہا

۷۴ سنا میں نے بھگوان نے جو کہا
جو ارجن مہا آتما نے سنا
عجب تھی مہاراج یہ گفتگو
کھڑے ہیں مرے رونگٹے مو بمو

۷۵ سنا بیاس جی کی دیا سے تمام
شری کرشن یوگ ایشور کا کلام
خود اُن کے لبوں سے سنا ہے سبھی
یہی یوگ عالی یہ سرِّ خفی

۷۶ جو کیشو سے ارجن ہوئے ہمکلام
عجب گفتگو ہے مقدّس تمام

۷۵ بیان کیا جاتا ہے کہ شری ویاس مُنی نے سنجے کو روحانی نظر عطا کی تھی کہ وہ مہابھارت کی جنگ کے چشم دید حالات نابینا راجہ دھرشٹ راشٹر کو سنائے۔ راجہ نے خود روحانی نگاہ لینے سے انکار کیا تھا کیونکہ وہ اپنی اولاد کی تباہی اپنی آنکھوں سے نہ دیکھنا چاہتے تھے۔ نیز ویاس جی مہابھارت اور گیتا کے مصنف مانے جاتے ہیں۔

اُسے یاد کرتا ہوں میں بار بار
تو دل شاد کرتا ہوں میں بار بار

۷۷ ہری کی ہوئی دید مجھ کو نصیب
مرے سامنے ہے وہ صُورت عجیب
اُسے یاد کرتا ہوں میں بار بار
تو دل شاد کرتا ہوں میں بار بار

۷۸ جدھر ہیں کرشن مہرباں یوگیشور ہیں خود جہاں
جدھر ہی صاحب کماں وہ ارجن ایسا پہلواں
وہیں ہیں شاد کامیاں وہیں خوش انتظامیاں
وہیں ہیں کامرانیاں وہیں ہیں شادمانیاں

موکش سنیاس یوگ نامی اٹھارھواں ادھیائے ختم ہوا

یوگیشور۔ یوگ کا مالک مراد شری کرشن ہے +
۷۸ (۳) نیتی جس کو انگریزی میں POLITY کہتے ہیں خوش انتظامی +

آئینۂ اخلاق

از خواجہ دل محمد صاحب ایم اے

یہ پیاری سی نظم جو پچاس اخلاقی مضامین پر مشتمل ہے نہایت آسان زبان میں لکھی گئی ہے جس سے بچے اور بوڑھے یکساں لطف اندوز اور مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس کتاب پر پنجاب گورنمنٹ نے مصنف کو اول درجہ کا انعام عطا فرمایا۔ مقبولیت کا یہ عالم ہے کہ ایک لاکھ کے قریب چھپ کر فروخت ہو چکی ہے۔ خود بھی دیکھیئے اور بچوں کو بھی پڑھائیے۔ قیمت صرف ۸ر آنے

KASHMIR UNIVERSITY
Iqbal Library
Acc No. 502699
Dated 27.2.05

رُباعیاتِ دل

یہ خواجہ صاحب کی ۱۴۶ حکیمانہ عارفانہ روحانی اور اخلاقی رُباعیات کا مجموعہ ہے۔ اکثر رباعیاں ادبی شاہکار ہیں۔ جن کو پڑھ کر طبیعت کو خاص کیف و سرور حاصل ہوتا ہے۔ ضرور ملاحظہ فرمائیے۔

قیمت صرف ۸ر آنے

ملنے کا پتہ:-

خواجہ بُک ڈپو۔ موہن لال روڈ۔ لاہور

Call No.

Date

Acc. No.

J. & K. UNIVERSITY LIBRARY

This book should be returned on or before the last date stamped above. An over-due charge of *.06 P.* will be levied for each day, if the book is kept beyond that day.

Call No. ____ Date ____

Acc. No. ____

J. & K. UNIVERSITY LIBRARY

This book should be returned on or before the last date stamped above. An over-due charge of *.06 P.* will be levied for each day, if the book is kept beyond that day.

Call No. ....

Date ....

Acc. No. ....

J. & K. UNIVERSITY LIBRARY

This book should be returned on or before the last date stamped above. An over-due charge of *.06 P.* will be levied for each day, if the book is kept beyond that day.